تاریخ
صحف سماوی
سید نواب علی

Ebook By
Anis ul Hassah Shah

https://web.facebook.com/Shah.AnisulHassan/

https://wa.me/message/923142893816

تاریخ صحفِ سماوی

تورات، اناجیل اور قرآن مجید کی جمع و ترتیب
اور حفاظت کا تاریخی موازنہ، تحریف لفظی و معنوی
کی بحث اور مستشرقین کے قرآن مجید پر اعتراضات
اور اُن کے مدلل و مسکت جوابات اور نتائج

سلسلۂ مطبوعاتِ مکتبۂ افکار

(۱۰)
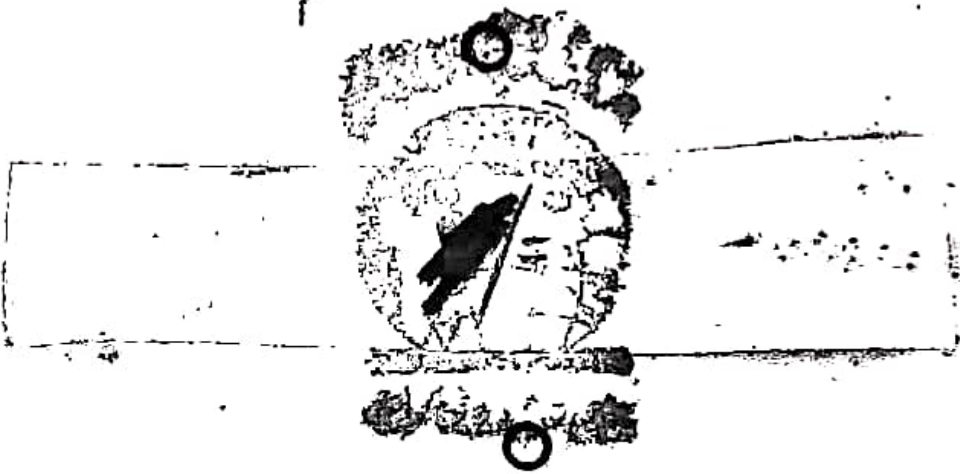
کتابت:۔ احباب کتابت —————— طباعت:۔ مشہور آفسٹ پریس، کراچی

تعداد اشاعت	ایک ہزار
پہلا ایڈیشن	سنہ ۱۹۱۹ء
دوسرا ایڈیشن	سنہ ۱۹۶۰ء
تیسرا ایڈیشن	سنہ ۱۹۶۳ء
چوتھا ایڈیشن	سنہ ۱۹۶۷ء
پانچواں آفسٹ ایڈیشن	سنہ ۱۹۷۳ء

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ

تاریخ

مؤلفہ

(پروفیسر) سیّد نواب علی

مکتبۂ افکار

رابسن روڈ ــــــ کراچی

مؤلف :- سید نواب علی

پیدائش :- ۱۸۷۷ء بمقام لکھنؤ

وفات :- ۳۰ جون ۱۹۶۰ء بمقام کراچی

تعلیم :- ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ سن ۱۹۰۰ء

خدمات :- دو سال اسٹاف کالج مدرستہ العلوم علیگڑھ میں رہے۔ پھر بڑودہ کالج کے پروفیسر مقرر ہوئے جہاں ۲۶ سال تک آپ نے خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد ریاست جوناگڑھ کے بہاء الدین کالج کے پرنسپل پھر وزیر تعلیم و اوقاف ہو گئے۔ ۱۹۳۷ء میں پنشن پر ریٹائر ہو کر لکھنؤ چلے گئے۔ ۱۹۴۸ء میں کراچی (پاکستان) آگئے اور ۶۰ء میں وفات پائی۔ آپ کی بیشتر کتابیں برصغیر پاک و ہند کی درسگاہوں میں داخل نصاب ہیں۔ سالہا سال تک بمبئی یونیورسٹی اور پاکستان آنے کے بعد کراچی یونیورسٹی کے ممتحن رہے۔ ساری عمر درس و تدریس علم و ادب کی خدمت اور اسلامی تاریخ و تصوف پر تحقیق و مطالعہ اور تصنیف و تالیف آپ کے محبوب مشغلے رہے۔

چند ہمعصر :- نصف صدی سے زائد کے عرصہ میں جن گراں مایہ اور بلند مرتبت شخصیتوں سے آپ کی قربت اور ذاتی ربط و تعلق رہا انہیں مولانا عبدالحلیم شرر، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شبلی، علامہ سید سلیمان ندوی، علامہ اقبال اور مولانا ابوالکلام آزاد خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

تصنیف و تالیف :- تذکرہ المصطفیٰ، ہمارے نبیؐ۔ معارج الدین۔ تاریخ صحف سماوی، سیرت رسول اللہؐ۔ شمع سخن۔ قصص الحق۔ شہید حق۔ گلبن۔ دین حق

انگریزی مطبوعات:

* SOME MORAL AND RELIGIOUS TEACHINGS of AL-GHIZALI
* AS-SAJJAD
* ESSENCE OF ISLAMIC TEACHINGS

باب اوّل

عہد عتیق

صفحہ نمبر

صحف سماوی

تعلیم دین۔ دو قسم کی وحی۔ تالمود۔ تالمود کا اثر ہماری تفاسیر پر۔ اپوکریفہ یعنی پوشیدہ مکتوب اپوکریفہ کتابوں کی تفصیل۔

جمع و تحریر عہد عتیق

مثال اوّل

مثال دوم

بعض مفسرین نے ان اکاذیب باطلہ کو نقل کیا مگر قلعی کھل گئی۔

مثال سوم

باب دوم

عہدِ جدید

باب سوم

قرآن مجید

جمع و ترتیب کلام مجید

"آسمانی باپ" کی تاویل۔ قرآن مجید کے قدیم نسخے۔
اصلاحِ رسم الخط۔ ابوالاسود دئلی اور نقطے۔ خطوط
المصاحف۔ حضرت موسیٰ الرضاؑ کے دست مبارک کا
لکھا ہوا نسخۂ قرآن مجید اور اس کے ورق کا فوٹو۔
تاریخی شہادت فارسی میں۔ اس نسخہ کی خصوصیات۔
اختلاف قرآت۔ ہفت قُرّاء۔ اختلاف قرآت کی
مثالیں۔ ابوالہذیل کا جواب۔

یورپ اور قرآن مجید

صحف سماوی

جواب۔ قرآن مجید صحف سماوی کا "مہیمن" ہے۔

اشاریہ

فہرست ان کتابوں کی جن سے اس کتاب کی تالیف میں مدد لی گئی۔ ۳۴۸

پیش لفظ

"تاریخ صحف سماوی" کو پیش کرتے ہوئے مجھے بے انداز مسرت ہے، یہ گرانقدر تالیف میرے عم محترم سید نواب علی مرحوم کی کئی سال تحقیق، جستجو اور مطالعے کا ماحصل ہے۔ آپ کی ذاتِ گرامی اسلامی تاریخ کے سلسلے میں سند کی حیثیت رکھتی ہے۔

ابتداً یہ کتاب ۱۹۱۹ء میں نولکشور پریس لکھنؤ سے شائع ہوئی تھی، اکتالیس سال بعد نظر ثانی اور مزید اضافہ کے ساتھ اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۶۰ء میں شائع ہوا اور اب تک اس کے تین ایڈیشن مکتبۂ افکار شائع کر چکا ہے۔ پانچواں آفسٹ ایڈیشن آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

جیسا کہ مطالعہ سے ظاہر ہو گا "تاریخ صحفِ سماوی"

صحفِ سماوی

اُردو میں اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے جو اسلامیات کے موضوع پر تحقیق کرنیوالوں کے لئے ہمیشہ مشعلِ راہ ثابت ہوگی۔

یہ کتاب اشاعت کے فوراً بعد برِصغیر کی اعلیٰ درسگاہوں میں شامل نصاب کر لی گئی۔ خوشی کی بات ہے۔ ۱۹۶۰ء میں اسے کراچی یونیورسٹی، اس کے بعد پشاور یونیورسٹی اور جامعہ اسلامیہ بھاولپور نے بھی اسے اعلیٰ درجات کے لئے اسلامیات کے تحت داخل نصاب کرلیا۔

مکتبۂ افکار نے علمی و ادبی موضوعات پر کئی معیاری کتابیں شائع کر کے جو شہرت اور نیک نامی حاصل کی ہے وہ علم دوستوں اور ادب نوازوں سے مخفی نہیں، مقامِ فخر ہے کہ اسلامیات کے موضوع پر بھی مکتبۂ افکار کو پروفیسر سید نواب علی مرحوم کی تین بیش بہا کتابیں۔ تاریخ صحفِ سماوی۔ معارج الدین المعروف بہ اسلام اور سائنس اور سیرت رسول اللہؐ پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوتی۔

سنہ ۱۹۷۱ء میں پنجاب یونیورسٹی نے سیرت رسول اللہؐ کو بھی ایم اے اسلامیات کے نصاب میں شامل کرلیا ہے۔

[signature]

کراچی یکم محرم الحرام سنہ ۱۳۹۳ھ
مطابق ۵ رفروری سنہ ۱۹۷۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

دیباچہ طبعِ ثانی

اکتالیس سال ہوئے جب لکھنؤ سے یہ کتاب شائع ہوکر مقبولِ خاص وعام ہوئی۔ اب پاکستان میں جب کہ کشتیٔ عمر ساحل کے کنارے پہنچ رہی ہے نظرِ ثانی اور مزید اضافے کے ساتھ میرے برادر زادہ نورِ چشم صہبا لکھنوی شائع کر رہے ہیں —— دعا ہے خدائے کریم خاتمہ بخیر فرمائے ؎

روزِ قیامت ہر کسے در دست گیرد نامہ
من نیز حاضر می شوم "تاریخِ قرآں" در بغل

نواب علی

کراچی ۸/ماہ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

دُنیا کو سنہ ۱۹۱۴ء خاص طور سے یاد رہے گا ___ اِس سال مہذب یورپ باوصف دعویٰ تہذیب و شائستگی پھر وہی صلیبی جنگجو اور مسیح ناصری کے میمنے کی کھال اُتار کر بُت پرست روما کا بھیڑیا بن گیا۔ اسی سال ایک مستشرق ڈاکٹر منگانا باوجودیکہ مستشرقین یورپ تحقیق و انصاف پسندی کا دعویٰ نہایت بلند آہنگی سے کرتے ہیں۔ قرآن مجید کو محرّف ثابت کرنے کے لئے آمادہ ہو گیا۔ اگرچہ ڈاکٹر صاحب کی خبر اسی زمانے میں اخباروں[1] نے لے لی تھی، اور ماڈرن

---

[1] دیکھو علامہ شبلی کا مضمون وکیل مورخہ ۳ر جون سنہ ۱۹۱۴ء اور روزنامہ زمیندار بابت ستمبر و اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء

ریویو میں مسٹر کاکس نے بمصداق "کہ آہن بہ آہن تواں کرد نرم" اُن کی پوری قلعی کھول دی تھی، لیکن ڈاکٹر صاحب کی یہ ناشدنی کوشش اس کتاب کی تالیف کے حق میں "سبب خیر" ثابت ہوئی۔

اس کتاب میں تورات، اناجیل اور قرآن مجید کی جمع و ترتیب اور حفاظت کا تاریخی موازنہ ہے۔ اور تحریف لفظی و معنوی کو مثالوں سے ثابت کیا ہے۔ آخر میں قرآن مجید پر زمانۂ حال کے مستشرقین یورپ نے جو اعتراض کئے ہیں اُن کو رفع کیا ہے، اور توریت کے قصۂ یوسف اور قرآن مجید کے سورۂ یوسف کا پورا موازنہ لکھ کر دکھایا ہے کہ کلامِ الٰہی اپنی اصلی حالت میں آیا مقدس بائبل میں محفوظ ہے یا قرآن مجید میں۔

ہز ہائنس مہاراجہ صاحب بڑودہ کا جن کی علم دوستی اور روشن خیالی زبان زد خلائق ہے خاص طور سے ممنون ہوں جنہوں نے دورانِ تحریر میں موازنۂ مذاہب کی ایک شاخ کالج میں کھول دی، اور فراہمی کتب مذہبی کے لئے ایک معقول رقم عطا فرمائی۔

اس شاخ کے ناظم، فلسفہ کے پروفیسر الیان جی وجری ایم اے ایک انگریز عالم ہیں جنہوں نے پیرس اور بینا (واقع جرمنی) کی یونیورسٹیوں میں الٰہیات کی تکمیل کی ہے اور ہسٹنگز کی انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اور ہبرٹ جنرل کے مضمون نگار ہیں پروفیسر ممدوح کی عنایت کا ممنون ہوں کہ انہوں نے کتب یہود

صحفِ سماوی
ونصاریٰ کے معتبر ماخذوں سے مجھے اطلاع دی، اور یورپ سے اُن کتابوں کو منگوا دیا۔ نیز اپنی پرائیویٹ کتابیں بھی مطالعہ کو دیں۔

اس کتاب کے شغلِ تالیف کے باعث معارج الدین حصہ دوم کی تحریر ملتوی رہی۔ لیکن ناظرین کو اب انشاءاللہ تعالیٰ زیادہ انتظار کرنا نہ پڑے گا۔

فقط،

نواب علی

بڑودہ۔ جامع مسجد

۲۴ر فروری سنہ ۱۹۱۸ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَ

اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَ

مَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ

لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ وَنَحْنُ لَہٗ

مُسْلِمُوْنَ ۝

(سورۃ آل عمران)

صحفِ سماوی

قرآن مجید کو جس طرح ہم کلام الٰہی مانتے ہیں، اُسی طرح توریت، انجیل، زبور اور نبیوں کے صحیفوں کو منزّل من اللہ یقین کرتے ہیں، لیکن چونکہ مختلف وجوہات سے جن کو ہم بالتفصیل اس کتاب میں بیان کریں گے یہ صحفِ سماوی بجز کلام مجید کے اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہ رہے اس لئے ہم مجبور ہیں کہ بحالتِ موجودہ اُن کو خدا کا کلام جس حیثیت سے کہ وہ نازل ہوا تھا، نہ مانیں، لیکن اجمالاً ان کو مقدّس مان کر اُن کی عظمت کریں۔

انبیائے بنی اسرائیل پر جس قدر کتابیں نازل ہوئیں ان کو علمائے مسیحی نے "بائبل" بمعنی کتاب کا لقب دے کر دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

اوّل "عہدِ عتیق"، یعنی حضرت عیسیٰؑ کے قبل جس قدر کتابیں بنی اسرائیلؑ کے انبیا پر نازل ہوئیں۔

دوم "عہدِ جدید" یعنی اناجیل اربعہ جن کے ساتھ حواریین کے اعمال خطوط اور مکاشفات بھی شامل ہیں۔

اب ہم پہلے عہدِ عتیق کے متعلق بحث کرتے ہیں۔

باب اوّل

عہدِ عتیق

مروّجہ عہدِ عتیق میں ۳۹ کتابیں شامل ہیں لیکن علمائے یہود نے ان کو ۲۴ کتابوں میں شمار کر کے تین سلسلوں میں منسلک کیا ہے:

سلسلہ اوّل: تورۃ جس کو قانون بھی کہتے ہیں اس میں پانچ اسفار یعنی کتابیں شامل ہیں (۱) تکوین یا پیدائش (۲) خروج (۳) احبار (۴) اعداد (۵) توریت مثنیٰ۔

سلسلہ دوم: نبلیئم جن میں (۱) یوشع (۲) قضاۃ (۳) صموئیل اوّل و دوم (۴) ملوک اول و دوم (۵) یشعیاہ (۶) یرمیاہ (۷) حزقیل اور بارہ چھوٹے پیغمبر شامل ہیں۔

سلسلۂ سوم: کتبتیم، ان میں (۱) زبور (۲) امثال سلیمان (۳) ایوب (۴) رعوت (۵) نوحہ یرمیاہ (۶) واعظ (۷) استیر (۸) دانیال (۹) عزرا (۱۰) نحمیاہ (۱۱) ایام اوّل و دوم۔

صحیفے جو معدوم ہو گئے

عہدِ عتیق کے موجودہ مجموعے کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اور بھی چند کتب سماوی تھیں جو معدوم ہو گئیں، لیکن صرف ان کا حوالہ عہدِ عتیق میں موجود ہے جیسا کہ نقشۂ ذیل سے معلوم ہوگا:

نام کتاب	حوالہ عہدِ عتیق
عہد نامہ موسیٰ	خروج ۲۴/۷ "اور اُس نے (موسیٰ نے) عہد نامہ کی کتاب لے کر مجمع میں پڑھی، اور حاضرین کہنے لگے خدا نے جو کچھ حکم دیا ہے ہم اُس پر عمل کریں گے، اور فرماں بردار رہیں گے۔"
جنگ نامہ خداوند	اعداد ۲۱/۱۴ "چنانچہ جنگ نامۂ خداوند میں یہ مسطور ہے کہ اُس نے بحرِ قلزم اور ارنن کے چشموں میں کیا"۔
کتاب لیشیر	یوشع ۱۰/۱۳ "اور آفتاب اور ماہتاب ٹھہر گئے، یہاں تک کہ

	لوگوں نے اپنے دشمنوں سے بدلہ لے لیا۔ کیا یہ واقعہ کتاب یشیر میں نہیں لکھا ہے۔"
کتاب ناتن نبی واحیہ ومکاشفات یعدو کاہن	ایام دوم ۲۹/۹ "سلیمان کے بقیہ اعمال اوّل سے آخر تک کیا ناتن نبی کی کتاب اور احیہ شلونی کی پیشین گوئی اور مکاشفات یعدو کاہن بمقابلہ یربعام ابن نباط میں مندرج نہیں ہیں۔"
کتاب یاہو بن حنانی کتاب اشعیا بن عموص	ایام دوم ۳۴/۲۰ و ۲۶/۲۶ "یوشافاط کے بقیہ اعمال از اول تا آخر کتاب یاہو بن حنانی میں تحریر ہیں۔" "بادشاہ عوزیاہ کے بقیہ اعمال از اول تا آخر اشعیا بن عموص نے تحریر کیے۔"
امثال ونغمات سلیمان وکتاب خواص نباتات وحیوانات وکتاب اعمال سلیمان	ملوک اوّل ۳۲/۴ و ۳۳ و ۴۱/۱۱ "اور سلیمان نے تین ہزار امثال تعلیم دیئے اور اس کے نغمات کا شمار ایک ہزار پانچ ہے اور اس نے لبنان کے تمام اشجار کا شاہ بلوط سے لے کر دیوار پر اُگنے والی بیل تک کا ذکر کیا، اور اس نے حیوانات طیور اور حشرات الارض اور ماہی کے تذکرات کیے۔"

"اور بقیہ اعمال سلیمان اور اس کے افعال و حکم آیا یہ سب اعمال سلیمان میں درج نہیں ہیں!"

کتب یہود کی بربادی کے اسباب

یہود کی کتب سماوی کی بربادی کا سب سے بڑا سبب وُہ ہولناک حوادث ہیں جو حضرت سلیمان کے بعد پے درپے واقع ہوئے آپ کی وفات کے بعد ہی بنی اسرائیل کے اسباط میں تفرقہ پڑگیا اور اُن کی دو جُداگانہ سلطنتیں جو ایک دوسرے کی رقیب تھیں، قائم ہوگئیں دو اسباط یعنی یہودا اور بنیامن نے رحبعام ابن سلیمان کی اطاعت کی لیکن دس اسباط بغاوت کر کے علیحٰدہ ہوگئے، اور شمال کی جانب سماریہ کو اپنا دارالحکومت قرار دیا اور خداوند یہواہ کی عبادت کے ساتھ سونے کے بچھڑوں کی بھی پرستش کرنے لگے۔[1] آخر سنہ ۷۲۲ قبل مسیح میں اسیریا والوں نے اس سلطنت کو تباہ کیا اور بنی اسرائیل کو نینوا پکڑلے گئے۔ اس طور سے دس اسباط فنا ہوگئے، یا بت پرست قوموں میں جذب ہو کر یہود سے ہمیشہ کے لئے علیحٰدہ ہوگئے

دوسری سلطنت کو بھی سنہ ۵۸۶ ق۔م میں بخت نصر تاجدار

---

[1] ملوک اوّل ۱۲/ ۲۸ و ۳۰، ۱۲

بابل نے برباد کر دیا، اور بیت المقدس کو جہاں حضرت سلیمان نے الواح توریت اور تبرکات کو محفوظ کیا تھا جلا کر خاک سیاہ کر دیا، اور جس قدر بنی اسرائیل قتل سے بچے اُن کو گرفتار کر کے بابل لے گیا۔ پچاس برس کے بعد خورش شاہ ایران نے بابل کو فتح کر کے یہود کو آزاد کر دیا، اور تعمیر بیت المقدس کی اجازت دی لیکن کچھ عرصے تک یہ تعمیر سماریہ والوں کی عداوت سے جنہوں نے بیت المقدس کے مقابلے میں کوہ جزریم پر اپنا معبد علیحدہ قائم کر لیا تھا ملتوی رہی، آخر سنہ ۵۳۲ ق م میں عزرا اور نحمیا کی کوششوں سے بیت المقدس کی تکمیل ہوئی۔ عزرا نے تورہ یعنی سلسلہ اول کی پانچ کتابوں کو از سرِ نو جمع کر کے واقعات کو مورخانہ حیثیت سے قلم بند کیا[1] پھر نحمیا نے نبیم یعنی سلسلہ دوم کی کتابوں کو مع زبور داؤد جمع کیا[2]، لیکن دو سو برس کے بعد یونانیوں کی فتوحات کا سیلاب آیا تو یہود پر پھر بلا نازل ہوئی سکندر اور اس کے جانشینوں کے زمانے میں یہود کی سلطنت کی نیم آزادانہ حیثیت قائم رہی۔ لیکن سنہ ۱۶۸ ق م میں انطاکیہ کے یونانی بادشاہ انٹوٹنیس نے یہود کی جداگانہ قومیت اور مذہب کو مٹانے کی غرض سے بیت المقدس میں یونانی دیوتا زئیس کا مندر بنا دیا، مقدس صحیفوں کو جلا دیا، اور توریت کی تلاوت حکماً بند کر کے شعائر

---

[1] نحمیا باب ۸، ۱۲ [2] کتاب مقابانا دوم ۱/۱۳، ۱۴

یہود کی ممانعت کردی۔ لیکن بہت جلد یہود امقابی کی ہمتِ مردانہ نے اس فتنہ کو فرو کیا۔ شاہ انطاکیہ منہزم ہوا اور بیت المقدس پھر ناپاکیوں سے پاک کیا گیا، اور مقدس صحیفے جمع کرکے محفوظ کئے گئے، اور سلسلۂ سوم یعنی کتنبیم کی کتابوں کا بھی اضافہ کردیا، لیکن یہود کا پیمانۂ حکومت لبریز ہوچکا تھا۔ یکایک رومیوں کی تلوار چمکی پہلے تو یہود کو یونانیوں کے پنجے سے نجات دلائی گئی لیکن "خود گرگ بودی" کی مثل آخر صادق آئی، ٹائٹس رومی نے ۷ ستمبر سنہ ۷۰ء کو بیت المقدس فتح کرکے شہر کے ساتھ ہیکل سلیمانی کو بھی مسمار کردیا، اور مقدس صحیفوں کو حرم سے نکال کر رومہ کے محل میں بطور یادگار فتح لے گیا۔ یہود جلا وطن کردیئے گئے اور یروشلم کے گرد غیر یہود کی آبادیاں قائم کردی گئیں۔ سنہ ۱۳۴ء میں قیصر ہڈرین کے زمانے میں یہود نے پھر حرکت مذبوحی کی، اور جابجا سے جمع ہوکر آخری جان توڑ مقابلہ کیا، لیکن شکست کھائی اور قریب پانچ لاکھ کے قتل ہوئے۔ اس خوفناک جنگ کا نتیجہ یہ ہوا کہ رومیوں نے یہود کو یروشلم کے ویران کھنڈروں میں بھی آنے کی اجازت موقوف کردی، صرف سال میں ایک دن جس روز ٹائٹس نے بیت المقدس کو مسمار کیا تھا اجازت ملتی تھی کہ خداوند یہواہ کے پیاروں کے بدبخت ناخلف آئیں اور قدس کی زمین کو خون کے آنسوؤں سے تر کریں۔ اُف

علم حق با تو ہوا سا ہا کند چونکہ از حد بگذرد رسوا کند

تعلیم دین

مذکورۂ بالا حوادث کے سبب سے اگرچہ اصل تورات اور صحف انبیار ضائع ہو گئے لیکن اُن کی تعلیمات کا سلسلہ روایت بالمعنی کے طور پر جاری رہا، جس کی صورت یہ ہوئی کہ بابل کی اسیری کے زمانے میں علمائے یہود نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ سبت کے دن لوگوں کو جمع کر کے غم والم کے ساتھ یادِ رفتگاں کو تازہ کرتے تھے، اور توریت کی آیات سے مجلس وعظ کو گرم کر کے شکستہ دلوں کو تسلی دیتے تھے۔ یہ رسم بابل سے واپس آکر اور بیت المقدس کے دوبارہ تعمیر ہونے کے بعد بھی جاری رہی اور جا بجا ایسے مکانات تعمیر ہو گئے جہاں اس قسم کی مجلسیں ہوا کرتی تھیں۔ ان مکانات کو کنیسہ کہتے تھے ہر کنیسہ میں تورات کی نقلیں صندوقوں میں رکھی جاتی تھیں اور سامنے ایک شمع روشن رہتی تھی۔ ہر دوشنبہ، پنجشنبہ اور شنبہ کو لوگ اپنے اپنے کنیسوں میں جمع ہوتے تھے۔ لیکن بڑے کنیسے نماز کے اوقات ثلثہ کے وقت ہر روز کھلے رہتے تھے۔ طریق عبادت یہ تھا کہ "سفریم" یعنی احبار پہلے چند آیات توریت جو قدیم عبرانی زبان میں ہوتی تھیں پڑھتے تھے پھر ان کی تفسیر ارامی زبان میں جو بابل کی اسیری کے بعد سے یہود کی مادری زبان ہو گئی تھی لوگوں کے سمجھانے کے واسطے بیان

لہ نحمیا ۱۳/ ۲۳-۲۵ ، ۱۲

کرتے تھے۔ ہر شنبہ کو صبح کے وقت خاص اہتمام ہوتا تھا، اور لوگ کثرت سے جمع ہوتے تھے۔ نماز میں آیات توریت پڑھی جاتی تھیں اور حاضرین بیت المقدس کی طرف منہ کرکے کھڑے رہتے تھے، پھر جو مقامات توریت اس دن کے واسطے مخصوص ہوتے تھے ان کی تفسیر بیان کرکے وعظ ہوتا تھا۔ احبار نے حضرت موسیٰ کی پانچوں کتابوں یعنی تورہ کو (۱۵۴) ٹکڑوں میں تقسیم کیا تھا، اور یہ التزام تھا کہ ہر تیسرے سال پورے تورات کا دور تمام ہوجائے۔ انٹونیس شاہ انطاکیہ کے زمانے میں جبکہ توریت کی تلاوت حکماً بند کردی گئی تو احبار صحف انبیاء کے ۱۵۴ ٹکڑے کرکے کنیسوں میں پڑھنے لگے لیکن یہود امقابی نے جب پھر آزادی حاصل کی تو توریت کی تلاوت بھی جاری ہوئی، لیکن اب یہود میں دو فریق ہوگئے (۱) ایک صدوقی جنہوں نے سماریہ والوں کی طرح سلسلۂ اول یعنی تورہ کی پانچ کتابوں پر اکتفا کیا اور باقی صحف کو خارج کردیا[1]، (۲) دوسرے فریسی جنہوں نے صحف انبیاء یعنی سلسلۂ دوم و سوم کی کتابوں کو بھی اصولِ دین میں شامل کرلیا۔

دو قسم کی وحی

ان میں یہ روایت مشہور ہوئی کہ حضرت موسیٰ پر دو قسم کی

---

[1] جوئش انسائیکلوپیڈیا جلد دہم صفحہ ۶۳۱، ۱۲

وحی نازل ہوئیں (۱)" تورہ شکتب " یعنی وحی مکتوبی (۲) " تورہ شبعلفہ " یعنی وحی لسانی جو حضرت ہارون اور آپ کی اولاد کی وساطت سے سینہ بسینہ عزرا کاتب تک پہونچی. عزرا نے کنیسہ عظمیٰ کے ممبروں کو جن کی تعداد ۱۲۰ تھی سکھایا. پھر ڈھائی سو برس تک یہ وحی ان ممبروں کی اولاد و احفاد میں محفوظ رہی. شمعون عادل (المتوفی سنہ ۳۰۰ ق.م) اس جماعت کا آخری ممبر تھا. شمعون سے پھر جماعت "سفریم" (کاتبان وحی) نے اور ان سے گروہ "تناکم" (علما) نے سیکھا جن کا زمانہ سنہ ۷۰ء سے سنہ ۲۲۰ء تک رہا. پھر اس گروہ سے احبار و ربّیین نے سیکھا. اور اس طور سے یہ سلسلہ قائم رہا۔ اس عقیدے نے احبار و ربّیین کے اقوال کو وحیٔ الہٰی کا ہم پلہ بنا دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نہ صرف روایات اور افسانوں کا انبار لگ گیا بلکہ تورہ کی آیات پر بھی پردہ پڑ گیا. یہاں تک کہ جب مقابیوں کی آزاد حکومت رومیوں کے ہاتھوں تباہ ہوگئی تو پھر یہ بلا عام طور سے پھیل گئی، دوسری صدی عیسوی کے آخر میں ربی یہودا نے ان اقوال کو جمع کیا جن کا نام مشنا ہے، جو گویا تورات کی تفسیر ہے. پھر اس تفسیر کی تفسیر جمع کی گئی اور اس کا نام جمرا رکھا گیا۔ اس کل ضخیم مجموعہ کو تالمود کا لقب دیا گیا۔

لے دیباچہ ہجۂ تالمود بابلی صفحہ ۷ و ۸ مترجمہ پادری اسٹرین

تالمود

تالمود دو ہیں: ایک تالمود بابلی جو سنہ ۵۰۰ء میں جمع ہوئی۔
ہر تالمود بلحاظ مضامین اس طور سے منقسم ہے:

اوّل: ھلکہ، یعنی خالص احکام و شرائع، چھ سو تیرہ اوامر و نواہی۔ پھر ان کی جزئی تفصیل حرام و حلال کی موشگافیاں اور صغائر و کبائر کی باریکیاں، غرض کہ توریت کے احکام کے مقابلے میں گویا ایک دوسری شریعت قائم ہوگئی جس کی پابندیوں اور سختیوں نے مذہب یہود کو احبار اور ربّیین کے اعمالِ ظاہر کا گورکھ دھندا بنا دیا اور یہ حالت ہوگئی کہ ایک طرف عوام کورانہ تقلید اور جہل مرکب کے سبب سے احبار کے اقوال کو خدا کا کلام سمجھ کر ان کی ویسی ہی عظمت کرنے لگے اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔ دوسری طرف احبار کا یہ حال ہوگیا کہ فریبُ النفس اور جاہ پسندی کے باعث تورات کو اپنے مطلب کے موافق توڑ مروڑ لیتے تھے یُحَرِّفُوْنَہٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْہُ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ ○

دوم: ھجدکہ، یعنی روایات و سیر، آثار و قصص۔ یہ ایک عجیب و غریب معجون مرکب ہے۔ جس میں کہیں تو الٰہیات کے رموز اور ملک اور ملکوت کے اسرار درج ہیں، اور کہیں خدا اور اُس کے برگزیدہ انبیاء و رُسل کی طرف لغو اور بیہودہ افعال منسوب ہیں، کہیں

زمین و آسمان کے عجائبات تحریر ہیں، اور کہیں اجنہ اور ارواح خبیثہ کی خوش فعلیاں، جادو اور طلسمات کے کرشمے، تعویذ گنڈے، غرض کہ یہ مجموعہ عام طور سے مقبول ہو گیا اور مذہب مسخ ہو کر مجموعۂ اوہام رہ گیا،

تالمود کا اثر ہماری تفاسیر پر

انتباہ : افسوس ہے کہ ان کتابوں کا زہریلا اثر ہمارے یہاں کی تفاسیر میں بھی سرایت کر گیا، اور مشہور مفسرین نے بھی اہل کتاب کی اُن روایات کو اپنی تفاسیر میں بجنسہٖ نقل کر کے صحابۂ کرام اور رسول صلعم تک اُن کا سلسلۂ روایت ملا دیا۔ اس کی ابتدا یوں ہوئی کہ عبداللہ عمرو بن عاص کو اہل کتاب کی کتابوں کا ایک بار شتر ہاتھ لگ گیا چنانچہ انہوں نے قصص بنی اسرائیل اور روایات یہود کو اس کثرت سے بیان کیا کہ ان کی حدیثوں کی تعداد حضرت ابوہریرہ رضؓ کی حدیثوں سے بھی بڑھ گئی۔ حاشیہ نخبۃ الفکر میں ابوالامداد ابراہیم لکھتے ہیں :

ومثال الصحابی الذی	اور ان صحابہ میں جنہوں نے
لم یاخذ عن الاسرائیلیات	اسرائیلیات سے اخذ نہیں کیا
ابوبکر وعمر وعثمان	ابوبکر اور عمر و عثمان اور علی
وعلی ومثال من اخذ	ہیں، اور جنہوں نے اخذ کیا ابن
عنہا عبداللہ بن سلام	سلام ہیں اور کہا جاتا ہے کہ
وقیل عبداللہ بن عمرو بن	عبداللہ بن عمرو بن عاص ہیں

عاص فانه لما فتح	انہوں نے جب ملک شام فتح
الشام اخذ حمل بعیر	ہوا تو ایک بار شتر کتب
من کتب اهل الکتاب	اہل کتاب کا لیا اور اُن سے
وکان یحدث منها۔	روایت کرنے لگے۔

شرح الشرح نخبۃ الفکر میں ملا علی قاری کا بھی یہی قول ہے اور جنگ یرموک میں یہ واقعہ بیان کیا ہے۔ ان روایات کا نام کتب احادیث میں اسرائیلیات ہے اور ان کا سلسلہ آنحضرت صلعم تک منقطع ہے لیکن غلطی سے لوگ ان کو احادیث نبوی سمجھتے ہیں۔ مقاتل بن سلیمان سدی کلبی وغیرہما نے ان روایات کو کثرت سے نقل کیا اور پھر ان سے بعد کے مفسرین نے۔ اس طور سے یہ فاسد مادہ منتقل ہوتا گیا۔ لیکن محققین اسلام نے ان حضرات کی قلعی خوب کھول دی ہے۔ علامہ ذہبی میزان الاعتدال میں مقاتل بن سلیمان کے متعلق لکھتے ہیں (دیکھو جلد دوم صفحہ ۵۰۰)

قال ابن حبان کان	ابن حبان کہتے ہیں کہ مقاتل یہود
یاخذ عن الیهود	اور نصاریٰ سے جو کچھ علم
والنصاریٰ من علم	القرآن سے ان کی کتابوں
القرآن ما یوافق	کے موافق ہوتا تھا، اخذ کرتا
کتبهم وکان یکذب	تھا، اور جھوٹی حدیث بیان
بالحدیث۔	کرتا تھا۔

حافظ ابن حجر تقریب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ معتاتل جو خراسان کا بادشاہ تھا کذب میں مشہور تھا، سنہ ۱۵۰ھ میں وفات پائی۔ یہی حال ابو نصر محمد بن سائب کلبی (المتوفی سنہ ۱۴۶ھ) اور محمد بن مردان سدی صغیر (المتوفی سنہ ۱۸۶ھ) کا ہے[۵]۔ ذہبی، ابن حجر اور سیوطی کے نزدیک یہ کاذب تھے اور ان سے جو اسرائیلیات منقول ہیں اور ان کو حضرت عبداللہ بن عباس کی طرف منسوب کیا ہے موضوع اور غلط ہیں۔

"اپوکریفہ" یعنی پوشیدہ مکتوب

عزرا کاتب کی نسبت مشہور تھا کہ بابل کی اسیری سے واپس ہو کر جب اس نے تورات کو از سر نو ترتیب دے کر تحریر کیا تو ستر مخفی ملفوظات بھی قلم بند کئے جو اگرچہ عام طور پر رائج نہ تھے، لیکن خواص کو پوشیدہ تعلیم ہوتی تھی[۵]۔ ان کتب کو ان کی اصطلاح میں "سفریم جنوزیم" کہتے ہیں۔ جنوزیم کے معنی قیمتی چیزوں کو محفوظ رکھنا۔ عربی میں اس کا مترادف کنز مخفی ہے۔ یہ تو روایت ہے لیکن واقعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکندر کے جانشینوں کے عہد میں جب ایک طرف یہود اپنی آزادی

---

۵ میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۳۸۲ وصفحہ ۴۴۴۔ اتقان نوع ۸۰

۵ کتاب عزرا نمبر ۴۔ ۱۴/۴۴

قائم رکھنے کے لئے جد و جہد کرتے تھے اور دوسری طرف آپس ہی میں صدوقیوں، فریسیوں اور دیگر فرقوں کے مابین مناظرے اور مجادلے ہو رہے تھے۔ لوگوں نے اپنے مطلب کے مطابق کتابیں تصنیف کیں اور ان کو انبیائے ماسبق کے نام سے منسوب کرنے لگے۔ یہ سلسلہ دو سو برس قبل مسیح سے سو برس بعد مسیح تک زور و شور سے جاری رہا اور یہود کی طرح نصاریٰ نے بھی اختیار کیا۔ یہ کتابیں زیادہ تر اخبار آئندہ اور مسیحا کے ورود کی پیشین گوئیوں سے بھری ہوتی تھیں، اور ہر فریق اپنے مطلب کے مطابق عبارت گڑھ دیتا تھا۔ عام طور سے ان کتابوں کا چرچا ہو گیا، مگر اس کے ساتھ ہی اختلاف بھی بڑھتا گیا کسی نے کسی کتاب کو معتبر قرار دیا تو دوسرے نے اس کو جعلی ٹھہرایا۔ اس طور سے ان کتب کو اپوکریفہ (جعلی) کہنے لگے۔ غرض کہ اس ردّ و قبول سے جس کی بنا نفسانیت اور جہل پر تھی، اصلیت پر پردہ پڑ گیا۔ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ ۝

اب ہم ان کتابوں کے نام ذیل میں درج کرتے ہیں:

لہ ہم نے یہ حال "معارج الدین" حصہ اول باب چہارم میں لکھا ہے تحت عنوان "تحقیق مسیحا" ۱۲

صحفِ سماوی

۱۔ کتاب اسدراس اول و دوم
۲۔ توبیت
۳۔ یودت
۴۔ بقیہ ابواب استر
۵ دانائے سلیمان
۶ کتاب الوعظ یا "اکلی زیٹکس"
۷ باروق
۸ تین معصوم بچوں کا نغمہ
۹ تاریخ سسینا
۱۰ تاریخ بربادی بل و ڈورگن
۱۱ دعائے منیس شاہ یہودیہ
۱۲ کتاب مقابیان اول و دوم
۱۳ کتاب سوم مقابیان
۱۴ سراق
۱۵ نامہ برمی
۱۶ صحیفہ آدم و ہوا
۱۷ کتاب جوبلی
۱۸ نامہ ارستیس
۱۹ شہادت نامہ لیشعیا
۲۰ صحیفہ اول و دوم ادریس
۲۱ کتاب دوم و سوم باروق
۲۲ عہدنامہ بارہ پیغمبروں کا
۲۳ سبلی لائن پیشین گوئیاں
۲۴ مشاہداتِ موسیٰ ؑ
۲۵ کتاب چہارم عزرا
۲۶ زبور سلیمان
۲۷ کتاب چہارم مقابیان
۲۸ صحائف قیاس و وصیت
۲۹ کتاب پیدائش صغیر
۳۰ صحائف قیاس و وصیت لغایۃ و اسرار
۳۳ و معراج موسیٰ ؑ
۳۴ معراج اشعیا
۳۵ ملفوظات حیقوق

یہ سب کتابیں عہدِ عتیق کے یونانی ترجمہ نسخہ سبعینہ میں موجود ہیں اور اب تک یونانی اور رومی کلیسا میں مقدس کتابوں میں شامل ہیں اور بعض کی تلاوت بھی ہوتی ہے۔ پراٹسٹنٹ کلیسا نے ان کو خارج کر دیا ہے۔

ان کتابوں کے علاوہ چند اور کتابیں تھیں جو اسی زمانے میں معدوم ہو گئی تھیں مگر ان کا حوالہ ان کتب میں پایا جاتا ہے مثلاً تاریخ "یوحن ہرکنیس" جس کا حوالہ کتاب اول مقابیان میں موجود ہے اور کتاب "یوسف و اَسینَتْ" وغیرہما[1] اگرچہ ان سب کتابوں کو "اپوکریفہ" کا لقب دیا گیا ہے لیکن زمانۂ حال کے علمائے یورپ اب ان کی اہمیت تسلیم کرتے جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کے ذریعے سے حضرت عیسیٰ سے تین سو برس پیشتر اور دو سو برس بعد کی تاریخ پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ علاوہ اس کے تورات، اناجیل کے درمیان یہ کتابیں برزخ کے طور پر کام دیتی ہیں، اور صاف نظر آتا ہے کہ کس طرح "مسیحا" کے متعلق پیشین گوئیوں نے نصاریٰ کے عقائد کی بنیاد قائم کی۔ ان کتابوں میں ایسے بھی مضامین ہیں جو کلام مجید میں مذکور ہیں، مگر جن کو مروجہ عہدِ عتیق کی کتابوں سے یا خارج

---

[1] ماخوذ از دیباچہ اپوکریفہ جلد اول مؤلفہ چارلس مطبوعہ آکسفورڈ پریس سنہ ۱۹۱۳ء، ۱۲

کر دیا ہے یا مبہم طور پر بیان کیا ہے[1]۔ مگر خود مروجہ عہد عتیق کی کتابیں کہاں تک قابل وثوق ہیں، ان کا ذکر آگے آتا ہے۔

جمع و تحریر عہد عتیق

روایت یہود کے مطابق حضرت عزرائے نے تورات کی تعلیم و تلقین تحریر و تسطیر کے واسطے ۱۲۰ علمائے یہود کی ایک مجلس ترتیب دی تھی جو زمانۂ مابعد میں "کنیسۂ عظمیٰ" کے نام سے مشہور ہوئی۔ احبار جو اس مجلس کے رکن ہوتے تھے ان کے فرائض میں منجملہ تصفیہ مہمات امور دین اجزائے تورات کی نقل و کتابت، قرأت و روایت بھی داخل تھی۔

قدیم رسم الخط

یہود میں لکھنے کا دستور قدیم سے ہے۔ مورث اعلیٰ حضرت ابراہیم کا اصلی وطن "اُدر کلدانیان" تھا جہاں ایک قدیم خط رائج

---

[1] مثلاً حضرت ابراہیم کا مناظرہ اپنے باپ آذر سے سورۂ انعام میں مذکور ہے، لیکن توریت کتاب پیدائش میں اس کا کچھ ذکر نہیں، حالانکہ کتاب جوبلی آیت ۱۲ میں یہ مناظرہ بجنسہ مذکور ہے۔
(دیکھو اپوکریفہ جلد دوم صفحہ ۳۰، ۳۱) ۱۲

تھا۔ ارضِ سوس میں جو پتھر کی سلیں سنہ ۱۹۰۱ء میں زمین کھودتے وقت ملی ہیں، اُن پر کلدانیوں کے قدیم بادشاہ حمورابی (عہدِ سلطنت دو ہزار دو سو برس قبل مسیح ؑ) کا قانون جس میں ۲۸۳ دفعات مندرج ہیں، اور جن سے اس زمانے کی تہذیب کا نقشہ کھنچ جاتا ہے منقوش پایا گیا۔

خطِ میخی

اسی طرح اشور اور بابل کے آثارِ قدیمہ تختِ جمشید، اور نقشِ رستم کے کتبے جو گزشتہ صدی میں دریافت ہوئے، اُن سب پر ایک ہی رسم الخط کا پتہ چلتا ہے۔ اس خط کا نام اصطلاح میں کنی فارم یا خطِ میخی ہے۔ جس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حروف پیکاں یا میخ کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ سنہ ۱۸۶۷ء میں ایک جرمنی عالم اسپیگل نے ایران کا سفر کیا اور اصطخر کے کھنڈروں اور ویرانوں میں پرانے کتبوں کو پڑھا، اور پھر ایک کتاب میں اس خطِ میخی کے حروفِ تہجی ان کے پڑھنے کا طریقہ اور ان کتبوں کا ترجمہ تحریر کیا۔ خطِ میخی میں ۲۱ حرف ہیں، لیکن ایک ہی حرف کو اکثر دو تین طرح پر لکھا ہے، اس لئے ۳۲ شکلیں پیدا ہو گئیں۔ ذیل میں ایک کتبہ نمونتہً درج ہے۔ یہ کتبہ مشہد مادر سلیمان میں جو شیراز سے ۲۰ فرسخ دور ہے پایا گیا، اس پر کیخسرو کا نام تحریر ہے۔

ترکیب حروف
مذکورہ
مع ترجمہ
ادم : میں ہوں
کوروش : کیخسرو
خشایثی : بادشاہ
ہخامنشی : کیان
(علامت فاصلہ) ک
د
ر
و
ش (علامت فاصلہ)
ا
ی
ت
(علامت کسرہ)
ی
(علامت فاصلہ)
ا
و
م
ن
(علامت کسرہ) ش
(علامت کسرہ)
ی
خ
ش
د
ش
ا
(ماخوذ از آثار عجم صفحات ۱۴۳ تا ۱۴۶ و صفحہ ۲۳۴)

کہا جاتا ہے کہ صحیفۂ ابراہیمؑ اسی خط میں تحریر تھا لیکن اس کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔

خطِ تمثال

حضرت یوسفؑ کے زمانے میں جب بنی اسرائیل مصر میں مقیم ہو گئے تو ان کو ایک دوسرے خط سے سابقہ پڑا جو چار ہزار سال قبل مسیح وہاں رائج تھا۔ اور جس کو "ہیرو گلیفک" یا خط تمثال کہتے تھے۔ ممفس کے قدیم بُت خانوں، اہرام کے تہہ خانوں میں ممی لاشوں پر جو عجیب نشانات پائے جاتے ہیں وہ یہی خط تمثال ہیں، جن کے ذریعے سے اشیاء کو ان کی شکلیں کھینچ کر ظاہر کرتے تھے۔
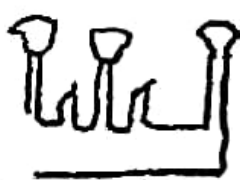
لیکن اس خط میں یہ سخت دقت تھی کہ اظہارِ مطلب کے لئے تھوڑی سی جگہ میں بہت سی شکلیں کھینچنا پڑتی تھیں، اس لئے رفتہ رفتہ تصاویر کے عوض مختصر اشارات جن کو "ہیراٹک" یا "کرسیو" (یعنی موج) کا لقب ملا، مقرر کئے گئے۔

انہیں اشارات کو صاف کرکے اہل فنیقیہ نے ۲۲ حروفِ تہجی ایجاد کئے جن سے عبرانی اور یونانی خط ماخوذ ہے۔

سامنے دیئے ہوئے نقشہ سے

ان چاروں خطوط کا نمونہ

معلوم ہو جائے گا۔

نام حروف	مصری ہیروگلیفک	مصری کرسیو	فنیقی	یُونانی	عبری
دال				Δ	
واو					
رامہملہ				P	
لام					
شین					

ماخوذاز "انتھروپولوجی"

مصنفہ ٹائلر، صفحہ ۱۷۶

حضرت موسیٰؑ نے چونکہ فرعون کے محل میں پرورش پائی تھی، اس لئے قیاس کیا جاتا ہے کہ توریت کے احکام عشرہ جو آپ پر نازل ہوئے تھے آپ نے مصری خط میں تحریر فرمائے تھے لیکن حوادث ایام میں یہ الواح اور صحف انبیاء جو حضرت سلیمانؑ نے بیت المقدس میں محفوظ کئے رکھتے ضائع ہو گئے، اور اب ان تبرکات کا پتہ نہیں سب سے پرانی تحریر جو اب تک دریافت ہوئی ہے وہ ایک پتھر کا کتبہ ہے جو سنگ موابی کے نام سے مشہور ہے اور جو نوسو برس قبل مسیح یعنی حضرت سلیمانؑ کے بعد کا لکھا ہوا ہے اس پر قدیم عبرانی حروف نقش ہیں۔ قید بابل سے رہائی کے بعد حضرت عزرا نے قدیم رسم الخط کو صاف کیا اور پھر اسی خط میں اخبار مقدس صحیفوں کو لکھتے گئے۔

قدیم تحریرات کس چیز پر لکھی جاتی تھیں

پتھر پر کندہ کرنے کے علاوہ کلدانی اور بابلی مٹی کی تختیاں بنا کر اور ان پر ایک قسم کا رنگ پھیر کر آگ میں پکا لیتے تھے، اور پھر ان پر لکھتے تھے گذشتہ صدی میں جب کالدیہ، بابل اور نینوا کے آثار قدیمہ برآمد ہوئے تو ہزاروں اس قسم کے الواح مدفون پائے گئے جن پر مختلف علوم و فنون شاہی فرمان قوانین سلطنت اور آداب معاشرت منقوش ہیں[1]۔ مصر میں بھی تل عمارنہ کے کھودنے سے ایسے ہی

---

[1] ہم نے ان کا ذکر بالتفصیل تذکرۃ المصطفےٰ صفحہ ۹۴ تا ۱۰۵ میں بیان کیا ہے ۱۲

الواح پائے گئے، جن سے پتہ چلتا ہے کہ قدیم مصری بھی انہیں الواح کا استعمال کرتے تھے لیکن انہوں نے ایک قسم کا کاغذ بھی ایجاد کیا تھا جس کو "پیپائرس" کہتے تھے، وادی نیل کے نیستاں سے ایک خاص قسم کے نئے کو کاٹ کر اس کے اندر کا مغز نکال کر پھیلاتے تھے اور پھر اس پر دوسرا مغز اس طور سے چسپاں کرتے تھے کہ زاویۂ قائمہ بن کر اجزا آپس میں مل جائیں بعدازاں سریش سے چپکاتے تھے اور جب خشک ہوجاتا تھا تو اس پر بے تکلف لکھتے تھے۔ یہ کاغذ مصر وشام اور یونان میں بہت مستعمل تھا، اور اسی پر کتابیں لکھی جاتی تھیں لیکن مصریوں نے جب پیپائرس کا داخلہ غیر ممالک میں بند کر دیا تو شہر پرگوس واقع ایشیائے کوچک میں چمڑے کو صاف کر کے اس پر لکھنے لگے۔ اس قسم کے چمڑے کو "پارچمنٹ" کہتے تھے۔ قرآن مجید میں جہاں رَقٍّ مَّنْشُوْر فرمایا ہے وہاں "رق" سے یہی پارچمنٹ مراد ہے سن عیسوی سے ایک صدی پیشتر اس چرمی کاغذ کا خوب رواج ہو گیا تھا۔ احبار صحف کو اسی پر لکھتے تھے، لیکن چونکہ یہ کاغذ قیمتی ہوتا تھا اس لئے جب کوئی جدید نسخہ تحریر کرنا منظور ہوتا تھا تو اکثر قدیم تحریر کو یا چھیل ڈالتے تھے یا پرانی روشنائی کو خوب دھو کر پھر لکھتے تھے۔ صحف کے ایسے نسخے اب بھی موجود ہیں جن پر یہ عمل صاف نظر آتا ہے۔ پیپائرس چونکہ کثرت استعمال سے جلد بوسیدہ ہوجاتا تھا اس لئے بہت سے قلمی نسخے جو اس کاغذ پر لکھے گئے (خاص کر اناجیل کے) وہ اکثر ضائع ہو گئے۔

عہدِ عتیق کے قدیم نسخے

بیت المقدس کی آخری تباہی کے بعد جب یہودیت کا شیرازہ بکھر گیا تو احبار نے دوسری صدی عیسوی میں ۲۴ مروّجہ کتابوں کو جو عیسائیوں میں عہدِ عتیق کے نام سے مشہور ہوئیں ترتیب دے کر یکجا لکھنا شروع کیا۔ ان قدیم تحریرات کے متعلق ریورنڈ ہارن اپنی کتاب دیباچہ علوم بائبل جلد ۲ حصہ اول باب ۲ فصل اول میں لکھتے ہیں:

"عہدِ عتیق کی کتابیں دراصل عبرانی زبان میں ہیں اور وہ دو ناموں سے پکاری جاتی ہیں، ایک آٹوگرافس یعنی وہ کتابیں جن کو خود الہامی لکھنے والوں نے لکھا تھا ان میں کے سب نسخے ناپید ہو گئے کوئی بھی موجود نہیں ہے۔ دوسرے ایپوگرافس یعنی وہ نسخے جو اصلی نسخوں سے نقل ہوئے تھے اور جو مکرر اور سہ کرر نقل ہوتے ہوئے بہت کثرت سے پھیل گئے تھے۔ یہ پچھلے نسخے بھی دو قسم کے تھے (۱) پرانے جو یہودیوں میں بہت معتبر اور سرکاری گنے جاتے تھے مگر یہ نسخے بھی مدت سے معدوم ہو گئے ہیں (۲) نئے جو سرکاری کتب خانوں میں یا لوگوں کے پاس موجود ہیں، اور یہ بھی دو قسم کے ہیں: اوّل رولڈ یعنی وہ قلمی نسخے جو معابد میں کام آتے ہیں۔ دوئم اسکویر مینوسکرپٹس یعنی وہ قلمی نسخے جو مربع تقطیع پر لکھے ہیں اور عام لوگوں کے کام میں آتے ہیں۔"

عہدِ عتیق کی کتابیں اگرچہ دوسری صدی عیسوی میں مرتب ہو گئیں لیکن اس وقت تک کسی خاص متن پر اتفاق نہیں ہوا تھا، اس وجہ سے نقلوں میں سخت اختلاف ہوتا تھا، اور یہ اختلاف روز بروز نقلوں کی کثرت کے ساتھ بڑھتا جاتا تھا۔

وجوہِ اختلاف

اختلافات کے چند وجوہ ہیں۔ اوّل عبرانی رسم الخط میں حروفِ علت بالکل نہ تھے صرف ۲۲ حروف صحیح مستعمل تھے اور ان میں بھی بعض حرف ایک دوسرے سے مشابہ ہیں[1]۔ اس لئے ذرا سی بے احتیاطی میں عبارت کچھ سے کچھ ہو جاتی تھی۔ مثلاً کتاب اوّل صموئیل باب ۱۴ آیت ۱۸ میں لکھا ہے:

"اور طالوت نے اخیا سے کہا کہ تابوت کو یہاں لا کیونکہ تابوت اُس وقت بنی اسرائیل کے پاس تھا"

لیکن یہ محقق ہے کہ تابوت اس وقت بنی اسرائیل کے پاس نہ تھا بلکہ کوسوں دور ان کے دشمنوں کے قبضہ میں تھا، اور اخیا کے عوض اس وقت الیازر کاہن تھا، اس لئے مفسرین تورات نے جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ مشابہ حروف کی وجہ سے التباس ہو گیا ہے۔ زمانہ حال کے مشاہیر

---

[1] عبرانی حروف کا نقشہ باب سوم میں درج ہے۔ ۱۲

علمائے توریت وِلہاسن، کُونن، ریورنڈ کرک پیٹرک اور ڈاکٹر اسمتھ بالاتفاق لکھتے ہیں[1] کہ چونکہ اَتُوْدْ (אפוד) یعنی جُبّہ، اور اَرُوْنَ (ארון) یعنی تابوت کے حروف مشابہ ہیں، اس لئے غلطی ہوگئی، اصل میں آیت یوں ہوگی :

"اور طالوت نے احیا سے کہا کہ جُبّہ یہاں لا کیونکہ اُس نے اس وقت جُبّہ کو پہنا"

دوم ۔ عبرانی حروف چونکہ علیحدہ علیحدہ لکھے جاتے تھے اور چونکہ لفظوں کے درمیان کوئی علامت فاصلہ درج نہیں ہوتی تھی، اور نہ جگہ چھوڑ کر لکھتے تھے، اس لئے غلط جوڑ ملانے سے الفاظ کچھ سے کچھ ہوجاتے تھے جیسا کہ مثلاً زبور باب ۴۸ آیت ۱۴ میں اختلاف ہوگیا[2] اسی طرح توریت میں بکثرت ایسے مقامات پائے جاتے ہیں

لطیفہ : اودھ کے نواب سعادت علی خاں نے شاہ ایران کو ایک خط بھیجا۔ کاتب نے نواب کو "پیر و مرشد برحق" لکھ دیا، اس پر دربار ایران سے اعتراض ہوا کہ یہ لقب خاص جناب امیر علیہ السلام ہے اس لئے ایک شیعہ مومن سے ایسی بے ادبی کیسے جائز ہوسکتی ہے نواب سعادت علی خاں نے جس وقت یہ جواب پڑھا شرمندہ ہوکر سر جھکا لیا اور دربار کے میر منشی احسان اللہ ممتاز کی طرف خط بڑھا کر کہا

---

[1] صفحہ ۳۰۶ "ڈیریلورم ریفرنس بائبل" ۱۲ [2] صفحہ ۶۱۱ بائبل مذکورہ، ۱۲

"اس کا جواب دو"۔ ممتاز نے برجستہ عرض کیا: جہاں پناہ ایرانی اہل زبان ہیں، لیکن آج ان کی سخن فہمی معلوم ہوگئی۔ یہ پیرو مرشد برحق نہیں ہے بلکہ یوں ہے: پیرو۔ مرشد برحق (علی مرتضیٰ) کا پیرو۔ نواب پھڑک اٹھے اور ممتاز کا منہ زر و جواہر سے بھر دیا۔

تصحیحاتِ احبار

ان وجوہ کے علاوہ احبار نے تورات کے متعدد مقامات کو جہاں ان کے مروجہ عقائد کے خلاف کوئی بات پائی گئی، بدل دیا۔ ریورینڈ نامسن اپنی کتاب "ہسٹری آف دی انگلش بائبل۔ صفحہ ۱۴ میں لکھتے ہیں کہ احبار نے اٹھارہ مقامات میں متن تورات کو بدل دیا جو اب تصحیحات احبار کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے مقامات پر انہوں نے اسی قدر نشان کر دینے پر اکتفا کیا کہ یہ احسن ہے اور اس امر کو انہوں نے بطور روایت بیان کیا جو بعد کو حاشیہ پر قلم بند ہونے لگا۔ مذکورہ بالا اٹھارہ مقامات کو انہوں نے پوشیدہ نہیں رکھا اور وہ اب تک عبرانی بائبل میں نقل ہوتے ہیں۔ ان میں سے اکثر مقامات تو ایسے ہیں جہاں احبار کی رائے میں خدا کو بطور انسان (تجسیم) بیان کرنا خلاف ادب تھا، یا اُس کی طرف ایسے افعال مذکور تھے جو عقائد یہود کے مطابق ذات باری تعالیٰ کی طرف منسوب نہ ہونا چاہئے۔ مثلاً کتاب پیدائش باب ۱۸، آیت ۱۲ میں اصل عبرانی متن یوں تھا "یہواہ

ابراہیم کے سامنے کھڑا ہوا" چونکہ یہ مضمون خلاف ادب تھا اس لئے احبار نے یوں تصحیح کی" ابراہیم یہواہ کے سامنے کھڑا ہوا"

پادری صاحب اسی کتاب کے صفحہ ۳۸ میں پھر لکھتے ہیں :

"لیکن کتاب قاضیان باب ۱۸ آیت ۳۰ کے متن میں قصداً تحریف ہوئی کیونکہ یہونتن کو جو مرتد ہوکر قوم دان کا کاہن بنا منسّہ کا پوتا لکھا ہے حالانکہ وہ موسیٰ کا پوتا تھا لیکن احبار نے حضرت موسیٰ کی کسرِ شان کے لحاظ سے یہ مناسب نہ جانا کہ آپ کا پوتا مرتد مشہور ہو اس لئے آپ کے نام کے عوض منسّہ لکھ دیا"

ڈبریوزم بائبل کے صفحہ ۲۸۵ کتاب قاضیان کے حاشیے پر لکھا ہے کہ" جملہ نقادِ فن بالاتفاق اس تحریف کے قائل ہیں" اگرچہ ان تحریفات کو حق بجانب ثابت کرنے کی بہت کوشش ہوئی لیکن حقیقت یہ ہے کہ عذرِ گناہ بدتر از گناہ ہے۔

عبرت

کلامِ مجید میں ابولہب کی بدکرداریوں اور جہنمی ہونے کا اعلان ہوتا ہے کروڑوں مسلمان تیرہ سو برس سے تبت یدا ابی لھب پڑھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ ابولہب حضرت خاتم النبیینؐ رحمۃ للعالمین کا حقیقی چچا ہے لیکن نہ کسی خلیفہ نہ امام نہ سلطان نہ بادشاہ نہ مجتہد نہ محدث نہ فقیہہ نہ متکلم کسی کی یہ جرأت نہ ہوئی کہ ابولہب کو مثلاً ابوجہل

سے بدل دیتا، لیکن یہ احبار یہود ہی کی "دلاوری" ہے کہ "بکف چراغ دارد" کے مصداق ہیں۔

مسوراتیان یعنی رواۃ یہود

احبار کے اقوال اور روایات کو جس گروہ نے سب سے پہلے جمع کر کے تحریر کیا وہ مسوراتیان کے نام سے مشہور ہے۔ مسورہ کے لفظی معنی روایت ہے۔ اس لئے مسوراتیان یہود کے رواۃ ہیں۔ چھٹی صدی عیسوی سے دسویں صدی عیسوی تک یعنی آنحضرت صلعم کے عہد رسالت سے خلیفہ عباسی القادر باللہ کے زمانے تک یہود کے دو مشہور مدرسے ایک بابل میں اور دوسرا ٹابیریس واقع ملک شام میں قائم تھے جہاں کتب مقدسہ کثرت سے نقل کی جاتی تھیں۔ بابل میں جو نسخے تحریر ہوئے ان کو مشرقی نسخے اور ٹابیریس والوں کو مغربی نسخے کہتے ہیں۔ مسوراتیان نے سب سے پہلے روایاتِ احبار کو جمع کر کے حواشی اور تعلیقات مرتب کئے، لیکن جب اختلافات کو جمع کیا تو معلوم ہوا کہ یہ تعداد ۱۳۱۴ تک پہونچ گئی ہے۔ یہ اختلافات مع حواشی و تعلیقات اب تک عبرانی تورات میں نقل کئے جاتے ہیں جن سے صاف نظر آتا ہے کہ اصل توریت اور صحفِ انبیا کہاں تک قابلِ وثوق ہیں۔

بہرحال اس وقت تک جس قدر تحریفات ہوئیں وہ ہوئیں لیکن مسوراتیان نے یہ بڑا کام کیا کہ قرآن مجید کی صحت قرأت و کتابت جس

کا ذکر آئندہ عنوان میں کیا جائے گا) سے متاثر ہو کر انہوں نے بھی عبرانی رسم الخط کے نقائص کو دور کر کے نقطے وغیرہ لگا کر متن تورات کی صحیح قرأت کی بنیاد مستحکم کر دی۔ ابتدائے گیارہویں صدی عیسوی میں عرن بن عشر مدیر مدرسہ طابیریس اور یعقوب بن نفتالی مدیر مدرسہ بابل نے مشرقی اور مغربی نسخوں کا مقابلہ کر کے ایک متن تیار کیا جو اب تک مروّج ہے۔

اختلافات جس قدر پائے گئے وہ اب حاشیے پر درج ہوتے ہیں۔ سنہ ۱۴۸۸ء میں پہلی مرتبہ عہد عتیق کی کتابیں چھاپی گئیں، لیکن جب وانڈر ہوٹ نے سنہ ۱۷۰۵ء میں طبع ثانی کا اہتمام کیا تو بارہ ہزار جگہ طبع اول سے اختلاف کرنا پڑا، لیکن یہ اختلاف زیادہ تر قرأت کے اختلاف ہیں۔

ترگم

ترگم کے لفظی معنی مفصل ترجمہ ہیں۔ قدیم عبرانی زبان جس میں توریت نازل ہوئی تھی قید بابل کے زمانے سے یہود میں متروک ہو گئی تھی اور اس کی جگہ کالدی یا آرامک زبان نے لے لی تھی۔ حضرت عزرا کے زمانے سے یہ دستور ہو گیا تھا کہ چونکہ یہود عام طور سے عبرانی کو نہیں سمجھتے تھے اس لئے احبار توریت کی اصل آیات کا مفصل ترجمہ سنایا کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ کنیسوں میں توریت اسی طریقے سے پڑھی

جانے لگی اور ان ترگموں نے مستقل حیثیت اختیار کر لی اور عہد مسیح میں کتابوں کی شکل میں مرتب ہو گئے۔ ان سب کی تعداد تقریب دس کے ہے سب میں مشہور وہ ترگم ہے جو انکیلاس کی طرف منسوب ہے۔ اس کے مصنف کا حال محقق نہیں ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اس کا لکھنے والا ایک بابلی تھا جس نے دین یہود اختیار کر لیا تھا بہرحال یہ ترگم اپنی موجودہ صورت میں تیسری صدی عیسوی کے آخر کا مرتب کیا ہوا ہے۔

غیر زبانوں میں ترجمے

عہد عتیق کا ترجمہ سب سے پہلے یونانی زبان میں ہوا، جس کو سپٹوایجنٹ یعنی نسخہ سبعینہ کہتے ہیں۔ مشہور مورخ یہود جوسی فس اپنی کتاب "اینٹی کوریٹز" (یاد سلف) کے باب ۱۲ میں لکھتا ہے کہ "بادشاہ مصر بطلیموس فلا دلفیوس (عہد حکومت سنہ ۲۸۴ سے سنہ ۲۴۶ ق۔م) اپنے مشہور کتب خانہ اسکندریہ کے لئے یہود کی کتب مقدسہ کی ایک نقل چاہتا تھا جس کے واسطے اس نے ایک کثیر رقم خرچ کی اور بہت سے یہودی غلاموں کو آزادی دے کر ایک وفد یروشلم کے سردار کاہنان کے پاس بھیجا۔ چنانچہ ستر علمائے یہود منتخب ہو کر روانہ ہوئے۔ بادشاہ نے ان کو جزیرہ فروس میں علیحدہ علیحدہ ٹھہرا کر ترجمے کا حکم دیا۔ انہوں نے ۷۲ دن میں ترجمہ پورا کر دیا۔ جب سب کے ترجمے ملائے گئے تو معلوم ہوا کہ ہر مترجم کا ترجمہ لفظ بہ لفظ یکساں ہے اور کسی قسم کا فرق نہیں ہے اس لئے

سب کو یقین ہوگیا کہ بے شک یہ ترجمہ الہامی ہے۔ یونانی زبان بولنے والے یہودیوں میں یہ ترجمہ بہت مقبول ہوا، اور صدیوں تک عبادت خانوں میں عبرانی توریت کے عوض اسی کی تلاوت جاری رہی۔ حضرت عیسیٰ کے حواری جب اقوام غیر یہود میں اشاعت دین کو نکلے تو انہوں نے اس ترجمے کو غنیمت سمجھ کر استشہاد کرنا شروع کیا۔ اناجیل میں جہاں توراۃ کی عبارت کا حوالہ دیا ہے وہاں یہی ترجمہ نقل کیا ہے۔ مشرقی کلیسا میں اب تک یہی ترجمہ گرجاؤں میں پڑھا جاتا ہے۔

نسخہ سبعینہ کے اختلافات

لیکن مروجہ عبرانی متن سے یہ ترجمہ چند باتوں میں مختلف ہے جن کی تفصیل یہ ہے:

(۱) انبیاء کی مدتِ عمر اور واقعات کی تاریخوں میں سخت باہمی اختلاف ہے مثلاً تخلیقِ آدمؑ سے طوفانِ نوحؑ تک عبرانی توریت میں ۱۶۵۶ سال درج ہیں لیکن اس ترجمے میں ۲۲۶۲ سال تحریر ہیں۔ وغیرہما۔

(۲) اپوکریفل یعنی وہ "جعلی کتابیں" جن کو یہود و نصاریٰ نے مروجہ عہد عتیق سے خارج کر دیا ہے وہ بھی اس میں شامل ہیں۔

(۳) امثالِ سلیمان، یرمیاہ اور زبور کی ترتیب بدلی ہوئی ہے زبور میں ایک نغمہ کا اور اضافہ کیا ہے۔

(۴) ترجمہ بےغلطی نہیں ہے بعض مقامات میں فاش غلطیاں ہیں

چنانچہ کتاب دانیال اس قدر لغو ترجمہ ہوئی کہ اس کی جگہ جدید ترجمہ شامل کیا گیا۔

(۵) بہت سے مقامات میں تصرف کیا ہے خاصکران مقامات میں جہاں خدا کو انسانی صفات وجذبات رکھنے والا بیان کیا ہے، تاکہ غیر یہود کو خدا کی عظمت[1] اور روحانیت میں کچھ شبہ نہ ہو، مثلاً کتاب پیدائش باب ۱۸ آیت ۳۰ کی اصل عبرانی میں یوں لکھا ہے:

"ہاں خداوند خفا نہ ہونا میں عرض کرتا ہوں"

لیکن یہاں اس ترجمے میں یوں بدل دیا ہے:

"خداوند کیا یہ ایسی بات نہیں کہ میں کچھ عرض کروں"

یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت ابراہیمؑ قوم لوطؑ کے واسطے سفارش کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ اے خدا اگر اس قوم میں پچاس ایمان والے موجود ہوں تب بھی عذاب آئے گا۔ ارشاد ہوتا ہے اس صورت میں عذاب ٹل جائے گا۔ یہ سن کر حضرت ابراہیمؑ پھر عرض کرتے ہیں کہ اگر پچاس میں پانچ کم نکلے؟ ارشاد ہوتا ہے کچھ مضائقہ نہیں۔ حضرت ابراہیمؑ پھر دس دس کم کرتے جاتے ہیں اور ہر مرتبہ خداوند تعالیٰ ان کو اطمینان دلاتا ہے آخر دس پر حضرت ابراہیمؑ خاموش ہو جاتے ہیں۔

---

[1] تعجب ہے کہ پھر کیونکر سینٹ پال نے مسیحؑ کو ابن اللہ کہا۔ ہم نے اس کی تشریح معارج الدین حصہ اول صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴ میں کی ہے وہاں دیکھنا چاہیے۔ ۱۲

قرآن مجید میں یہ واقعہ یوں مذکور ہے۔

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ	پھر جب ابراہیم سے ڈر جاتا رہا
اِبْرَاهِيْمَ الرَّوْعُ	اور اس کو بشارت ملی تو قوم
وَجَاءَتْهُ الْبُشْرٰى	لوط کے مقدمے میں ہم سے
يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ۝	جھگڑنے لگا۔ بے شک ابراہیمؑ
اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَحَلِيْمٌ	بردبار، نرم دل، خدا سے دل لگانے
اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ۝	والا تھا۔ (سورۂ ھود)

حضرت ابراہیمؑ مقام رضا میں شانِ جمالی کا نظارہ کرتے ہوئے راز و نیاز میں مصروف ہیں۔ اس اندازِ گفتگو کی حقیقت ظاہر بین کیا سمجھتے اور اس لئے انہوں نے اپنے قصورِ فہم کی وجہ سے تجسیم کی بحث چھیڑ کر عبارت کو بدل دیا۔

الغرض دوسری صدی عیسوی تک یہ ترجمہ بہت مقبول رہا، لیکن تیسری صدی میں جب دینِ عیسوی قسطنطین رومی کے عہدِ حکومت میں شاہی مذہب ہو گیا تو پاپائے روم وماسوس نے سنہ ۳۸۳ء میں سینٹ جروم کو مقرر کیا کہ تورات اور اناجیل کا ایک مستند ترجمہ رومی زبان میں مرتب کرے۔ جروم نے مذکورۂ بالا یونانی ترجمے کو ناقص سمجھ کر ارادہ کیا کہ رومی ترجمہ اصل عبرانی تورات سے ہو۔ چنانچہ اس نے شام کا سفر کیا اور ۱۴ سال تک بیت اللحم کے ایک غار میں قیام کرکے مختلف عبرانی نسخوں اور احبارِ یہود کی اعانت سے

سنہ ۳۹۴ء میں اپنا مشہور رومی ترجمہ جو ولگیٹ کے نام سے مشہور ہوا تیار کیا۔ ابتداءً کلیساؤں نے اس ترجمے کو معتبر نہ سمجھا لیکن رفتہ رفتہ کلیسائے روم نے اسی ترجمے کو قبولیت کی سند عطا کی۔ پھر تو یہ حال ہو گیا کہ قرون مظلمہ سے پندرھویں صدی عیسوی تک اسی ترجمہ پر مدار رہا حتیٰ کہ سنہ ۱۵۲۲ء میں جب کارڈنل زمنس نے پالی گلاٹ نسخہ اس طور سے شائع کیا کہ ہر صفحے پر بیچ میں رومی ترجمہ اور دونوں طرف اصل عبرانی اور یونانی ترجمہ نسخہ سبعینہ تحریر ہوا تو رومی ترجمہ کے قبول عام کے باعث سے خاص و عام میں یہ فقرہ چُست ہونے لگا کہ حضرت مسیح کو دو ڈاکوؤں کے بیچ میں سُولی دی گئی ہے۔

پادری ٹامسن لکھتے ہیں کہ مختلف اوقات میں اگرچہ جیروم کے ترجمے کی نظر ثانی ہوئی لیکن اس کا ترجمہ ناقص ہی رہا۔ زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ جیروم کو اگرچہ پُرانے صحیفے دستیاب ہوئے لیکن پھر بھی پوری صحت نہ ہو سکی۔

ان دو مشہور ترجموں کے علاوہ شامی، قبطی، حبشی اور آرامی زبانوں میں بھی عہد عتیق کے ترجمے ہوئے لیکن یہی دونوں مذکورہ بالا ترجمے زیادہ مشہور ہیں [1]

---

[1] ماخوذ از تاریخ بائبل مصنفہ پادری ٹامسن ۱۲۔

تحریفاتِ تورات

کیا عجیب بات ہے کہ صدیوں تک تمام عیسائی انہیں ناقص اور مشکوک ترجموں کو وحی اور الہام سمجھتے رہے اور انہیں کو اپنا رہبر بنایا۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینکا کی جلد دوم طبع جدید میں "بائبل" پر جو عالمانہ اور مبسوط مضمون تحریر کیا گیا ہے، اس کے ایک مقام میں لکھا ہے :-

"عرصۂ دراز تک کتب مقدسہ کا مطالعہ جرح و تعدیل کے مستند اصول سے محروم رہا۔ یہود محض اس عبرانی نسخے کی پیروی کرتے تھے جس کی نسبت یہ مشہور تھا کہ غالباً دوسری صدی عیسوی میں جمع کیا گیا اور بعد ازاں احتیاط سے محفوظ رکھا گیا۔ لیکن اس نسخے میں چند تحریفیں تو ایسی ہیں جو اَب صاف نظر آتی ہیں، اور غالباً ایک کافی تعداد تک ایسی تحریفیں اور بھی موجود ہیں جن کی شاید اب یا کبھی پورے طور سے قلعی نہ کھل سکے"[1]

عیسائی (اور اسکندریہ کے یہود) علماء کی حالت اس سے بدتر تھی کیونکہ پانچویں صدی عیسوی تک شاذ و نادر استثنا کے ساتھ اور

---

[1] عبارت کو ہم نے جلی کر دیا ہے۔

پانچویں صدی سے پندرھویں صدی تک بلا استثنا ان بزرگوں نے تمام تر ترجموں پر اکتفا کیا ہے۔

تحقیقات جدیدہ کی رو سے انصاف پسند علما، یورپ کی اب آنکھیں کھلی ہیں اور ان کو تحریفات کا علم ہوتا جاتا ہے لیکن تیرہ سو برس ہوئے قرآن مجید نے ان تحریفات کی پہلے ہی قلعی کھول دی تھی ذیل میں ہم چند مثالیں اہل کتاب کی ہدایت کے واسطے پیش کرتے ہیں

مثالِ اوّل

حضرت داؤدؑ اور قصّہ اوریا

کتاب دوم صموئیل باب ۲ صفحہ ۱۱ و ۱۳ میں لکھا ہے کہ:

"ایک دن داؤدؑ نبی اپنے ایک فوجی افسر اوریا کی مہ جبین عورت متشبع کو غسل کرتے دیکھ کر عاشق ہو گئے۔ فوراً اس کو محل میں بُلوا بھیجا۔ عورت کو حمل رہ گیا۔ تب آپ نے عیب چھُپانے کی غرض سے اوریا کو میدان جنگ سے بُلوا بھیجا، لیکن وہ جہاد کے جوش میں اپنی عورت سے ملتفت نہ ہوا، تب آپ نے اس کو لڑائی کی صفِ اول میں اپنے سپہ سالار سے خفیہ کہلا کر متعین کرا دیا جہاں اوریا نہایت جانبازی سے لڑ کر مارا گیا تب آپ نے اس عورت سے شادی کرلی۔"

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ احبار نے اٹھارہ مقامات پر متن تورات کو عمداً بدل دیا۔ کتاب قاضیان میں موسیٰ کے عوض منسہ بنا دیا تاکہ حضرت موسیٰ کے گمراہ پوتے کی وجہ سے خود آپ کی عظمت میں فرق نہ آئے یہ سب کچھ ہوا اور پھر اس اہتمام کے ساتھ کہ سلسلہ بہ سلسلہ ان "تصحیحات" کی روایات مسوراتیاں تک پہنچیں اور آج تک بیان کی جاتی ہیں لیکن کیا عجیب بات ہے کہ مذکورۂ بالا قصہ کی صحت کی طرف احبار نے بالکل توجہ نہ کی حالانکہ داؤد کو یہود اولوالعزم پیغمبر صاحب زبور مانتے ہیں اور آج تک منتظر ہیں کہ مسیح موعود آپ ہی کی نسل سے پیدا ہوگا۔ پھر کیا زنا اور قتل عمد سے جو شریعت موسوی میں بھی گناہ کبیرہ ہیں نبوت اور عظمت داؤدی میں کچھ فرق نہیں آتا؟

تبصرہ تورات کی شہادت پر

اگر ذرا بھی اصول درایت سے کام لیا جاتا تو خود تورات سے اس بیہودہ قصے کا ابطال ہو جاتا۔ حضرت داؤد کی سیرت تورات کی تین مختلف کتابوں میں مذکور ہے۔ (۱) کتاب دوم صموئیل (۲) کتاب اول ملوک (۳) کتاب اول تاریخ الایام۔ مذکورہ بالا قصہ کتاب دوم صموئیل میں تحریر ہے۔ لیکن کتاب اول ملوک میں چند ایسے مقامات موجود ہیں جن سے یہ قصہ غلط معلوم ہوتا ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے:

اولاً :- باب ۳ درس ۱۴ میں خداوند یہواہ حضرت سلیمان سے

یوں خطاب فرماتا ہے :

"اور اگر تو میرے طریق پر عمل کرے گا اور میرے احکام اور شعائر کو بجا لائے گا جس طرح تیرا باپ داؤدؑ بجا لاتا تھا تو میں تجھے طولِ حیات عطا کروں گا"

دوم :۔ باب ۹ درس ۵ میں جب حضرت سلیمان بیت المقدس کی تعمیر کو ختم کر چکے تو خداوند یہواہ دوبارہ تجلی فرماتا ہے اور یوں خطاب ہوتا ہے :

"اور اگر تو میرے سامنے اس طور سے چلے گا جس طرح تیرا باپ داؤدؑ صفائے قلب اور تقوےٰ کے ساتھ چلتا تھا"

خداوند یہواہ حضرت داؤدؑ کی پابندی احکام شریعت اور تقویٰ اور طہارت کی خود شہادت دیتا ہے اور ان کو بطور ایک اعلیٰ نمونہ کے پیش کرتا ہے۔ پھر کیا خدائے پاک کے مقابلے میں کسی اور کی شہادت مقبول ہو سکتی ہے؟

سوم :۔ باب ۱۱ درس ۳۴ میں لکھا ہے کہ اخیا کاہن یربعام ابن نباط کو ایک کھیت میں تنہا پا کر، اس سے یوں کہتا ہے :

"خداوند فرماتا ہے کہ میں سلیمان کی سلطنت کو پارہ پارہ کر کے تجھے دس اسباطِ بنی اسرائیل پر حاکم بناؤں گا لیکن میں سلیمان کے ہاتھ سے کل سلطنت نہ چھینوں گا، بلکہ اس کی زندگی بھر اسی کو حاکم رکھوں گا بہ طفیل اپنے خادم داؤدؑ کے جس کو میں نے

پسند کر کے چن لیا کیونکہ اس نے میرے احکام اور شعائر کی پابندی کی"

یربعام وہ شخص ہے جو آل داؤد کا سخت دشمن تھا، اُس نے حضرت سلیمان کے بیٹے کے زمانے میں بغاوت کر کے دس اسباط بنی اسرائیل کو توڑ لیا اور بیت المقدس کے مقابلے میں دو بت خانے تعمیر کئے جہاں سونے کے بچھڑوں کی پرستش جاری کی [1] احیا وہ کاہن ہے جو در پردہ یربعام کو بھڑکاتا ہے لیکن بایں ہمہ حضرت داؤد کو برگذیدہ الٰہی اور پابند احکام بتاتا ہے۔

چہارم :- باب ۱۴ درس ۸ میں لکھا ہے یربعام کا بیٹا سخت علیل ہوا، وہ اپنی بیوی کو احیا کاہن کے پاس فال کھلوانے بھیجتا ہے۔ احیا کہتا ہے :

"جا یربعام سے کہہ دے کہ اسرائیل کا خدا کہتا ہے کہ میں نے تجھے لوگوں میں سر بلند کیا اور اپنے بندوں اسرائیل پر حاکم بنایا، اور داؤد کے خاندان سے سلطنت کو ٹکڑے کر کے تجھے عطا کی لیکن پھر بھی تو میرے بندے داؤد کی طرح ثابت نہ ہوا، جس نے میرے احکام پر عمل کیا اور جس نے دل سے میری پیروی کی، تاکہ اُس سے وہی فعل سرزد ہو جو میرے حضور میں صواب

---

[1] سلوک اول ۱۲ / ۲۸، ۳۰

ہے تعجب ہے کہ اس کھلی ہوئی شہادت سے بھی احبار کی
آنکھیں نہ کھلیں۔

اب دیکھنا چاہئے کہ تیسری کتاب جس میں حضرت داؤد کی سیرت تحریر ہے یعنی کتاب تاریخ الایام اول میں کیا لکھا ہے۔ اول سے آخر تک اس کتاب کو پڑھ جاؤ کہیں بھی یہ بیہودہ اور لغو قصہ تحریر نہیں ہے

باب ۳ درس ۵ میں صرف اس قدر مذکور ہے کہ "یروشلم میں داؤد کے جو بیٹے پیدا ہوئے وہ یہ ہیں (۱) شمعا (۲) شوباب (۳) ناثان (۴) سلیمان۔ یہ چاروں بت شوع بنت عمیال سے پیدا ہوئے" عجیب بات ہے کہ یہاں عورت کا نام بت شوع بنت عمیال ہے اور اس کا اوریا کی بیوی ہونا مذکور نہیں لیکن کتاب دوم صموئیل میں جہاں یہ قصہ نقل کیا ہے وہاں بت شبع بنت الیعم زوجہ اوریا درج ہے۔

یہ نکتہ بھی قابل غور ہے کہ کتاب دوم صموئیل میں قصۂ زنا اس طور سے بیان ہوا ہے:

"اور ایسا ہوا کہ ایک شام کو داؤد۔۔۔۔۔۔ الخ"

یعنی یہ واقعہ خبر کی حیثیت سے بیان ہوا ہے اور خبر میں کذب کا احتمال ہو سکتا ہے۔ برعکس اس کے کتاب اول ملوک سے جو چار مقامات ہم نے اوپر نقل کئے ہیں وہاں حضرت داؤد کا برگزیدہ الٰہی اور متقی اور پرہیزگار ہونا امر مسلمہ کے طور پر بیان ہوا ہے پس خبر اور امر مسلمہ میں جو فرق بین ہے وہ ارباب بصیرت سے پوشیدہ نہیں۔ فتدبّر۔

اصل یہ ہے کہ کتاب صموئیل کے مضامین اس قدر متضاد اور مبہم ہیں کہ زمانہ حال کے علماء یورپ کو مجبور ہو کر یہ کہنا پڑا کہ صموئیل کی دونوں کتابوں کے اکثر ابواب الحاقی ہیں مثلاً ڈاکٹر اسمتھ اور ریورنڈ کرک پیٹرک کتاب اول صموئیل باب ۱۷ درس ۱۲ لغایت ۳۱ و ۴۱ و ۵۰ و ۵۵ لغایت ۵۸ اور کچھ حصہ باب ۱۸ کا الحاق ہے۔ ان علماء کے نزدیک نسخہ "سبعینیہ" یونانی جس میں سے یہ مقامات حذف ہیں زیادہ قابل وثوق ہے [1]

جان کیٹو نے ان کتابوں کی مشکوک صحت سے پریشان ہو کر آخر اقرار کر لیا کہ "یہی کافی نہیں کہ جن مقاموں کو ہم غلط سمجھیں انہیں کو الحاقی مانیں اور باقی کو بلا کم و کاست صحیح جانیں، بلکہ ممکن ہے کہ جنہوں نے الحاق کیا ہے انہوں نے باقی حصوں میں بھی تصرف کیا ہو" (انسائیکلوپیڈیا کیٹو کی)

بے شک باقی حصوں میں بھی تصرف ہوا، اور اس قصۂ اوریا میں تو قطعاً تصرف ثابت ہے۔

قرآن مجید کی شہادت

اب دیکھو کہ کلام مجید میں حضرت داؤد کے متعلق کیا تحریر ہے۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:-

---

[1] ذیر یدم بائیبل صفحہ ۱۳۱۴ حاشیہ ۱۲

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا يٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِی السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (سورۃ السبا)

اور بے شک ہم داؤدؑ کو بزرگی دے چکے ہیں۔ اے پہاڑو اور پرندو تم داؤدؑ کے ساتھ تسبیح کیا کرو اور ہم نے لوہا اس کے لئے نرم کر دیا تھا۔ پورے بدن کی زرہیں بنا اور کڑیاں اندازے سے جوڑ اور نیک کام کرتے رہو کیونکہ میں تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہوں۔

پھر ارشاد ہوتا ہے:

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ اِنَّهٗ اَوَّابٌ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً كُلٌّ لَّهٗ اَوَّابٌ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ۔

اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کر جو زور والا تھا بے شک وہ رجوع رہتا تھا۔ ہم نے پہاڑوں کو اس کا تابعدار بنا دیا تھا۔ وہ سورج ڈھلے اور سورج نکلے اس کے ساتھ تسبیح کرتے، اور پرندوں کو بھی، وہ جمع ہو کر سب اس کی طرف رجوع رہتے اور اس کی سلطنت کو ہم نے مضبوط کر دیا تھا اور ہم نے اس کو حکمت عطا کی

(سورہ ص) اور جھگڑا چکانے والی بات۔

غرض کہ جہاں کہیں حضرت داؤدؑ کا ذکر کلام مجید میں آیا ہے آپ کی بزرگی عظمت اور نبوت صاف اور واضح الفاظ میں مذکور ہے، اور کہیں بھی اس بیہودہ اور غلط قصے کا ذکر نہیں۔

دُنبیوں کا قصہ اور ہمارے مفسّرینؒ

اشتباہ: ہمارے یہاں جن مفسرین نے اپنی تفاسیر میں اس قصے کو نقل کیا ہے ان کا اصل ماخذ اسرائیلیات ہے۔ کلام مجید اور احادیثِ صحیحہ میں اس غلط اور بیہودہ قصّے کا مطلق ذکر نہیں، جن مفسرین نے سورہ ص کی آیات ذیل میں پیش کی ہیں:

وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا	اور کیا تجھے جھگڑنے والوں کی
الْخَصْمِ اِذْ تَسَوَّرُوا	خبر پہنچی ہے جو دیوار پھاند کر
الْمِحْرَابَ اِذْ دَخَلُوْا	داؤد کے پاس عبادت خانے میں
عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ	گھس آئے وہ انہیں دیکھ کر گھبرایا
مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ	کہنے لگے مت ڈر، ہم دونوں میں
خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا	جھگڑا ہے ہم میں سے ایک نے
عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ	دوسرے پر ظلم کیا تو انصاف سے
بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ	ہمارا فیصلہ کر دے اور بے انصافی
وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ	نہ کر اور ہم کو سیدھی راہ بتا۔ یہ میرا

اِنَّ هٰذَا اَخِیْ لَهٗ تِسْعٌ	بھائی ہے اس کے پاس ننا نوے
وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ	دُنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک دُنبی
نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ	وہ کہتا ہے میرے حوالے کر اور گفتگو
اَكْفِلْنِیْهَا وَعَزَّنِیْ فِی	میں مجھے دباتا ہے۔ داؤدؑ نے کہا بیشک
الْخِطَابِ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ	وہ تجھ پر زیادتی کرتا ہے کہ تیری دنبی
بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰی نِعَاجِهٖ	مانگ کر اپنی دُنبیوں میں ملاتا ہے اور
وَاِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ	اکثر ساجھی ایک دوسرے پر زیادتی
لَیَبْغِیْ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ	کرتے ہیں مگر جو ایمان لائے اور نیک
اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا	کام کئے اور ایسے لوگ کم ہیں، اور
الصّٰلِحٰتِ وَقَلِیْلٌ مَّا هُمْ	داؤدؑ کو خیال ہوا کہ ہم نے اسی کو
وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ	آزمایا تھا۔ پھر اس نے اپنے رب سے
فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ	مغفرت مانگی اور سجدے میں گر پڑا
رَاكِعًا وَّاَنَابَ فَغَفَرْنَا لَهٗ	اور رجوع ہوا، آخر ہم نے اس کا یہ قصور
ذٰلِكَ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی	معاف کیا، اور بے شک ہمارے پاس
وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ (سورۂ ص)	اس کا نزدیکی درجہ ہے اور اچھا ٹھکانا۔

اس قصّے کو نقل کیا ہے اُنھوں نے یہ سمجھ کر کہ توریت میں چونکہ قصّۂ زنا کے بعد ناثان کاہن کا دُنبیوں کی تمثیل سے حضرت داؤدؑ کو ملامت کرنے کا حال بیان ہوا ہے اس لئے انھوں نے اِن آیات کی تفسیر میں اسی قصّہ کو نقل کر دیا حالانکہ یہ ان کی غلط فہمی ہے۔

سب سے پہلے ہم تمثیل ناثان اور قرآنی قصے کی باہمی مشابہت کی جس سے ہمارے ان مفسرین کو دھوکا ہوا ہے قلعی کھولتے ہیں:

(۱) سورۂ صٓ میں دو جھگڑا کرنے والے دیوار پھاند کر محراب میں داخل ہوتے ہیں مفسرین کہتے ہیں کہ یہ دو فرشتے تھے لیکن کتاب صموئیل باب ۱۲ میں یوں لکھا ہے کہ ناثان کاہن داؤدؑ کے پاس آیا اور آپ کے سامنے ایک تمثیل بیان کی۔

(۲) سورۂ صٓ میں ایک کے پاس ننانوے دُنبیاں ہیں اور دوسرے کے پاس ایک دُنبی ہے جس کو پہلا زبردستی لینا چاہتا ہے۔ مگر کتاب صموئیل میں ایک امیر ہے جس کے پاس بکثرت بھیڑ اور بکریوں کے گلّے ہیں اور دوسرا غریب ہے جس نے ایک دنبی خریدی اُسے اپنے ساتھ کھلاتا ہے پلاتا ہے اور بیٹی کی طرح رکھتا ہے۔ ایک مُسافر آتا ہے جس کی دعوت میں امیر اس غریب کی دُنبی کو چھین کر ذبح کرتا ہے اور مہمان کو کھلا دیتا ہے۔ ہمارے مفسرین نے ننانوے دنبیوں سے حضرت داؤدؑ کی ننانوے بیویاں مُراد لی ہیں حالانکہ توریت میں سات بیویاں اور دس حرمیں مذکور ہیں [۱]

(۳) سورۂ صٓ میں دو جھگڑا کرنے والوں کے قصے کے شروع اور آخر میں حضرت داؤدؑ کے تقوےٰ و عبادت نبوت اور خلافت کی تعریف

---

[۱] دیکھو تاریخ الایام اول ۳/۹-۱ و دوم صموئیل ۵/۱۳ و ۳/۲۰

مذکور ہے لیکن کتاب صموئیل میں تمثیل ناتان کی ابتدا قصۂ زنا سے ہوتی ہے اور انتہا ولد الحرام کے مرنے اور حضرت داؤدؑ کی آہ وبکا پر ہوتی ہے اور اس کے بعد بطور سزائے آسمانی کے آپ کا بیٹا اپنی سوتیلی بہن سے زنا کرتا ہے اور دوسرا بیٹا باغی ہو جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ سورۂ ص کے قصے کو کتاب صموئیل کے قصۂ زنا اور تمثیل ناتان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ مفسرین نے اس جگہ ایک قصہ ذکر کیا ہے جس کا اکثر اسرائیلیات سے ماخوذ ہے۔ اس قصے کے بارے میں حضرت معصوم صلعم سے کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی ہے جس کا اتباع واجب ہو لیکن ابن ابی حاتم نے اس جگہ ایک حدیث روایت کی ہے جس کی سند صحیح نہیں ہے، کیونکہ وہ بروایت یزید رقاشی عن انس ؓ ہے۔ یزید گو منجملہ صالحین ہیں لیکن ائمہ کے نزدیک ضعیف الحدیث ہیں [1]

قاضی عیاض فرماتے ہیں جائز نہیں ہے کہ اس شے کی طرف التفات کیا جائے جس کو اہل کتاب کے اخباریوں نے لکھا ہے جنہوں نے تبدیلیاں کی ہیں اور تغییر کی ہے اور اس کو بعض مفسرین نے نقل کیا ہے اور اللہ پاک نے اس میں سے کسی شے پر نص نہیں فرمائی اور نہ کسی صحیح حدیث میں وارد ہوا [2]

---

[1] ابن کثیر جلد ہفتم صفحہ ۲۹۱

[2] تفسیر خازن صفحہ ۲۷ جلد ۴

امام رازی نے تفسیر کبیر میں مفسرین کے اقوال پر نہایت عمدہ تبصرہ کیا ہے اور روایتاً اور درایتاً دونوں طریقوں سے ثابت کیا ہے کہ یہ قصہ باطل ہے ذیل میں ہم امام صاحب کی تقریر کا ملخص درج کرتے ہیں

امام رازی کی تقریر کا ملخص

اس قصے میں لوگوں کے تین فریق ہو گئے۔ پہلا فریق اس قصے کے ماننے سے ایک پیغمبر اولوالعزم کی نسبت ارتکاب کبیرہ کا قائل ہوتا ہے حالانکہ خداوند تعالیٰ نے اس مقام پر قصے کی ابتدا حضرت داؤدؑ کے آٹھ اوصاف سے کی ہے۔ (۱) آنحضرت داؤد کی اقتدا کی تعلیم اور آپ کے ذکر کا حکم (۲) "عبدنا" (ہمارا بندہ) یہ نسبت تمام مفاخر سے بالاتر (۳) "ذوالاید" یعنی ادائے واجبات اور اجتناب محظورات میں قوت کاملہ رکھنے والا (۴) اوّاب یعنی خدا کی طرف زیادہ رجوع کرنے والا (۵) تسخیر جبال (۶) تسخیر حیوانات (۷) استحکام ملک (۸) عطائے حکمت و فصل خطاب اور قصہ کی انتہا میں (۱) حسن مآب (۲) عطائے خلافت کا مذکور ہے۔

ان تمام صفات پر غور کرنے سے قصہ محض لغو اور باطل ثابت ہوتا ہے۔ حضرت سعید بن المسیب حضرت علی مرتضیٰ رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص تم سے حضرت داؤد کا قصہ اس طور پر بیان کرے جس طرح قصہ گو بیان کرتے ہیں تو میں اس کو ایک سو ساٹھ

درّے ماروں گا۔ یہ حد ہے انبیاءؑ پر بہتان لگانے کی۔

باایں ہمہ اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ اس قصے کو بہت سے محدثین اور مفسرین نے نقل کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب کہ دلائل قطعیہ اور خبر واحد میں تعارض ہو تو دلائل قطعیہ کی طرف رجوع کرنا واجب ہے اور محققین کے نزدیک ایسی خبر مردود اور باطل ہے۔

دوسرا فریق کہتا ہے کہ آپ مرتکب کبیرہ نہیں ہوئے ہاں صغیرہ کی صورت پیدا ہو گئی اور اس طرح کہ عورت کی صرف منگنی اوریا سے ہوئی تھی، آپ نے باوجود کثرت ازدواج کے اپنے ایک دینی بھائی کی منگیتر سے شادی کر لی۔ یہ صورت اگرچہ جائز ہے لیکن خلاف شانِ انبیاء ہے۔

حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ نیکوں کی نیکیاں بھی مقرب بندوں

سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ کی برائیاں ہیں

حضرت داؤد پر اس صورتِ حال میں ترک اولیٰ کا الزام ہوتا ہے۔

تیسرا فریق کہتا ہے کہ صغیرہ یا کبیرہ کا کیا ذکر، اس قصے سے تو حضرت داؤد کی مدح و ثنا ثابت ہوتی ہے اس طور سے کہ حضرت داؤدؑ کے چند دشمن اس روز جب کہ آپ محراب میں خاص عبادت کے لئے تشریف فرما تھے اور محافظ اور دربان کسی کو آنے کی اجازت نہیں دیتے تھے دیوار پھاند کر گھس آئے، لیکن جب محافظین کو دیکھا تو ڈرے اور بات بنا کر دُنبیوں کا قصہ گڑھ لیا۔ لیکن حضرت داؤد ان کا فاسد ارادہ سمجھ گئے اور چاہا کہ ان سے انتقام لیں، لیکن پھر یہ خیال گذرا کہ یہ

میرے علم اور عفو کا امتحان تھا، اس لئے آپ نے توبہ کی۔ انتہیٰ کلامہ (دیکھو جلد ہفتم صفحہ ۱۰۴ - ۱۹۴)

واقعہ کی اصلیت

قصۂ اوریا جب غلط ٹھہرا تو یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر اصل واقعہ کیا تھا جس کا کلام مجید میں ذکر ہے۔ ہمارے مفسرین نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ امام رازی نے اگرچہ فریق سوم کی طرف سے ایک عمدہ توجیہہ پیش کی، لیکن کوئی ثبوت نہیں دیا۔

سورۂ صٓ کے قصے کی اصلیت جس طور سے حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھ پر منکشف کی ہے وہ یہ ہے حق تعالیٰ نے قصے کی ابتدا میں اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ کا ایسا بلیغ فقرہ ارشاد فرمایا ہے جو فی الواقع ایک کلید ہے جس سے قصے کا قفل یکایک کھل جاتا ہے۔ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ کے بعد سے قاضیوں کے آخر عہد یعنی حضرت صموئیل کے زمانے تک قبائل کے شیوخ اپنے اپنے خیموں میں یا کھلے مقامات میں گھنے درختوں کے نیچے لوگوں کے باہمی جھگڑے اور مقدمات فیصل کرتے تھے[1] حضرت داؤد متفقہ اسباط بنی اسرائیل کے پہلے بادشاہ اور پیغمبر صاحب کتاب ہیں جنہوں نے اس طریقے کی اصلاح کی۔

---

[1] دیکھو کتاب خروج ۱۸ / ۲۱ - ۲۳ کتاب دعوت ۵ کتاب ملوک اول ۸ / ۲۱ - ۱۴

آپ نے ۴۰ برس تک حکومت کی [۱] اور ہمیشہ بنفس نفیس رفع خصومات فرماتے رہے [۲] آپ نے اپنے دارالخلافہ اور یروشلم میں شاہانہ تزک واحتشام کی بنیاد ڈالی۔ شہر پناہ کی دیوار کھچوائی اور حاجب اور دربان مقرر کئے [۳] بنی اسرائیل اس قسم کی مدنیت سے اب تک آشنا نہ تھے خاص کر دیہات میں مویشی چرانے والے ابنائے بادیہ بالکل سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ انہیں مویشی چرانے والوں میں سے چند شخص آپ کے پاس رفع خصومت کے واسطے آئے۔ یہاں دیکھا کہ حاجب اور دربان پاسبانی کر رہے ہیں مگر وہ آزاد ابنائے بادیہ جو سردار قبیلہ کے خیموں اور درختوں کے سایہ کے نیچے مقدمات فیصل ہوتے دیکھتے تھے وہ حاجب و دربان کو کیا سمجھتے، بے تکلفانہ دیوار پھاند کر حضرت داؤدؑ کے حضور میں کھڑے ہوگئے۔ حضرت داؤدؑ کو چونکہ اپنے عہد خلافت میں اہل فلسطین اور دیگر قبائل کفار سے ایک نہ ایک مقابلہ پیش رہتا تھا، اس لئے آپ کو خیال گذرا کہ یہ دو شخص دشمن ہیں۔ لیکن انہوں نے فوراً آپ کو اطمینان دلایا، پھر مدعی نے اپنی ایک دنبی کا قضیہ اور مدعا علیہ کا باوجود ننانوے دنبیوں کے مالک

---

[۱] تاریخ الایام اول ۲۹/۲۷

[۲] تاریخ الایام اول ۱۸/۱۴-۱۷

[۳] تاریخ الایام اول ۱۱/۷-۸ و ۱۱/۲۶-۲۷ و ۱۶/۲۶-۲۷

ہونے کے اس ایک دُنبی کو سخت کلامی کے ساتھ چھیننے کی کوشش کا ذکر کیا۔ مدعا علیہ نے اس کی تردید نہ کی جس سے معلوم ہوا کہ اس کو جرم کا اقرار تھا، اس لئے حضرت داؤد نے اس کی اس حرص اور دشمنی کو ظلم سے تعبیر کیا اور پھر یہ کلمہ ارشاد فرمایا: وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِىْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ اس طور سے ضمناً مدعا علیہ کو عمل نیک کی تعلیم بھی دے دی۔ لیکن جس وقت آپ یہ فیصلہ سُنا رہے تھے معاً آپ کو اپنی ابتدائی حالت یاد آگئی کہ کس طرح حق تعالیٰ نے ایک معمولی چرواہے کی حیثیت سے آپ کو خلافت کے اعلیٰ عہدے پر فائز فرمایا تاکہ خلق خدا کی صلاح وفلاح میں مشغول رہیں پھر جس وقت مخاصمین کا دربار و حاجب کی روک ٹوک کے باعث دیوار پھاند کر حاضر ہونے کا تصوّر بندھا آپ احکم الحاکمین کی ہیبت وجلال سے مرعوب ہوگئے اور سمجھے کہ یہ قضیہ توجہ الی اللہ کے لئے تازیانہ ہے اور اس لئے خضوع وخشوع کے ساتھ سجدے میں گر پڑے فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ حق تعالیٰ نے آپ کی انابت اور رجوع کو قبول فرما کر آپ کو مقام ہیبت سے مقام قرب کی طرف ترقی دی پھر لذت ہم کلامی سے مشرف فرما کر بطور خطاب نہ بطریق عتاب[2] خلافت حقہ اور اس کی نازک اور

---

[1] دیکھو سموئیل اول $\frac{17}{15 \text{ و } 34 \text{ و } 24}$ ، [2] تفسیر بیضاوی جلد ہفتم صفحہ ۳۷۲

اہم ذمہ داریوں کی یاد دلائی۔ یَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ ..... الآیہ

حقیقت یہ ہے کہ انبیاؑ کے قلوب آئینۂ انوار ہوتے ہیں۔ آئینہ جس طرح منہ کی بھاپ سے دھندلا ہو جاتا ہے لیکن جہاں کسی چیز سے اس کو رگڑ دیا پھر اور چمک اٹھتا ہے۔ اسی طرح انبیاؑ کے قلوب مطہر عالم رنگ و بو کے اثر سے کبھی مکدر ہو جاتے ہیں لیکن معاً خشیتِ الٰہی کی تیز روشنی اپنا عکس ڈالتی ہے جس سے ان کی فطرت کا نورانی جرم اور چمک اٹھتا ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے۔

اِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً ۔

بے شک میں اپنے پروردگار سے ہر روز دن میں ستّر مرتبہ مغفرت کرتا ہوں۔

آنحضرت صلعم اگرچہ اصطفا کے مقامِ اعلیٰ پر فائز تھے، لیکن پھر بھی دن میں ستّر مرتبہ استغفار فرماتے تھے۔[1] سبحان اللہ انبیاؑ کے قلوب کی یہ کیفیت ہے۔

---

(۱) حضرت غوث الاعظمؒ نے اس حدیث شریف کی خوب توجیہ کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلعم منازل تقرب میں ہمیشہ ایک پایہ سے دوسرے پایہ پر برابر چڑھتے جاتے تھے اسی لئے جب بلند پایہ پر پہنچ جاتے تو پہلا پایہ اس قدر پست نظر آتا تھا کہ اس سے استغفار فرماتے تھے (دیکھو فتوح الغیب مقالہ ہفتم صفحہ ۴۰)

مثال دوم

حضرت سلیمان اور قصّۂ بُت پرستی

کتاب ملوک اول ۱۱-۳/۸ میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان کی بیگمات نے جو بیگانہ قوم سے تھیں آپ کے دل کو بوڑھاپے میں بتوں کی طرف پھیر دیا۔ آپ نے بیت المقدس کے مقابلے میں مندر بنوائے اور بُتوں کی پوجا کرنے لگے۔

تورات کی کتاب ملوک اور تاریخ الایام پر تبصرہ

حضرت سلیمان کے حالات عہد عتیق کی دو کتابوں میں مندرج ہیں (۱) کتاب ملوک، اور (۲) کتاب تاریخ الایام۔ لیکن یہ کتابیں کہاں تک قابلِ وثوق ہیں اس کی تشریح زمانۂ حال کے مشہور علمائے مسیحی کی زبان سے سنو۔

آکسفورڈ یونیورسٹی کی طرف سے جو مشہور کتاب " ھلپس ٹو دی اسٹڈی آف بائبل " حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں ان کتابوں پر جہاں تنقید کی ہے یہ عبارت لکھی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے

"کتاب ملوک۔ اس کتاب کا مولف کون تھا، اس کا فیصلہ نہیں ہو سکتا لیکن جس نے اس کو ترتیب دیا ہے اس نے تین ماخذوں

کا حوالہ دیا ہے (۱) کتاب اعمال سلیمان (دیکھو ملوک ۱۱/۴۱) (۲) تاریخ الایام ملوک یہودیہ (دیکھو ملوک ۱۴/۲۹) جس کا حوالہ پندرہ مقامات میں پایا جاتا ہے (۳) تاریخ الایام ملوک اسرائیل (دیکھو ملوک ۱۴/۱۹) حوالہ سترہ مقامات ہیں۔ لیکن یہ تمام تحریرات سب ضائع ہو گئیں، ہاں ان کا انتخاب جو اس نیت سے کیا گیا کہ خدا کے معاملات اس کے بندگان کے ساتھ کیونکر ہوتے ہیں موجود ہے۔ متن کتاب میں اس کثرت سے کلدانیت (کلدانی زبان کے مخصوص محاورات وغیرہ) کا استعمال ہوا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب زمانۂ مابعد کی لکھی ہوئی ہے۔"

"کتاب تاریخ الایام۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کے مؤلف نے سیرت سلیمان ان کتابوں سے جمع کی۔ کتاب ناثان کاہن۔ احیا شلونی کی پیشین گوئی۔ مکاشفات بعدو کاہن (دیکھو تاریخ الایام ۹/۲۹) اس کتاب سے چند واقعات خارج ہیں (۱) شمالی سلطنت کے قریب قریب تمام واقعات (۲) جنوبی سلطنت میں حضرت داؤدؑ کے معاصی مثلاً قصۂ اوریا، امنان ابسلم، شیبہ، ادونیا کے واقعات (۳) سلیمان کا فیصلہ، انتظام اور معصیت واقعات متعلق حدادا اور رزبن۔"

کچھ شک نہیں کہ یہ کتابیں قید بابل کے بعد لکھی گئیں، یعنی تخمیناً پانچ سو برس بعد حضرت سلیمان کے تو یقیناً اور اس کے بعد اور

جس قدر عرصہ ہوا ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مختلف قسم کی تحریروں یا یادداشتوں اور روزنامچوں سے جواب سب کے سب مفقود ہیں یہ کتابیں مرتب ہوئیں۔

یہ امر قابلِ غور ہے کہ کتاب تاریخ الایام میں واقعہ بت پرستی کا مطلق ذکر نہیں، کتاب ملوک میں جو قصہ مذکور ہے اس کا ماخذ شمالی سلطنت اسرائیل کے روایات ہیں۔ شمالی سلطنت کا بانی یروبعام ہے یہ وہ شخص ہے جسے حضرت سلیمان نے سبط یوسف پر عامل مقرر کیا تھا، لیکن اس نے احیاء کاہن کی سازش سے در پردہ فساد کرنا چاہا، حضرت سلیمان کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے یربعام کو قتل کرنا چاہا لیکن وہ مصر بھاگ گیا اور حضرت سلیمان کی وفات تک وہیں رہا۔[1] جب حضرت سلیمان کا بیٹا تخت نشین ہوا تو یروبعام پھر واپس آیا اور بغاوت کا جھنڈا بلند کرکے دس اسباط بنی اسرائیل پر حاکم بن بیٹھا اور بیت المقدس کے مقابلے میں دو بت خانہ دان اور بیت ایل میں بنوائے جہاں سونے کے بچھڑوں کی علانیہ پرستش کرنے لگا، اور اس کے ساتھ بنی اسرائیل بھی بت پرست ہوگئے۔[2] کچھ شک نہیں کہ ایسے مرتد اور باغی نے جس نے حضرت سلیمان کے عہد میں فساد کرنا چاہا اور اس کے رفیق احیا کاہن جس نے در پردہ حضرت سلیمان

---

[1] اول ملوک ۱۱ / ۱۲ تا ۴۰

[2] اول ملوک ۱۲ / ۲۰ - ۲۸ و ۳۰

پر الزام بھی لگایا تھا اب علانیہ اپنی بت پرستی کو فروغ دینے کے لئے حضرت سلیمان پر بھی بُت پرستی کا الزام لگا دیا اور اس کے متبعین نے اس کی تصدیق کر کے اپنی نوشتوں میں لکھ لیا جن سے کتاب ملوک کی یہ روایت منقول ہے۔

اب دیکھو کہ کلام مجید میں اس واقعہ کے متعلق کیا لکھا ہے حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا	اور پیروی کی اس علم کی جو
الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ	سلیمان کی سلطنت کلام مجید کی
سُلَيْمٰنَ وَمَا كَفَرَ	شہادت میں شیاطین پڑھتے تھے
سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ	اور سلیمان نے کفر نہیں کیا، لیکن
الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا (بقرہ)	شیاطین نے کفر کیا ۔

شیاطین سے مراد یہ ولیعام احیا کاہن اور اس کے متبعین ہیں، جنہوں نے ملک سلیمان میں سازش کر کے آپ کے بعد علانیہ بت پرستی کی، اور رسوم خبیثہ اور عقائد باطلہ کی جن سے یہاں سحر مراد ہے تعلیم دی، بنی اسرائیل نے حق و باطل میں کچھ تمیز نہ کی اور ایک اولوا العزم پیغمبر پر جنہیں حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے حکمت اور خلافت عطا فرمائی تھی ایسا ناپاک الزام لگا دیا، اتنا ہی نہیں بلکہ احبار اور ربّنیّین نے زمانۂ مابعد میں اس واقعے پر ایسے ایسے حاشیے چڑھائے کہ سیرت سلیمان کو "فسانۂ عجائب" کی داستان بنا دیا۔

تالمود کا قصہ سلیمان اور شاہ دیوان

تالمود میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے پاس ایک انگوٹھی تھی جس پر اسمِ اعظم کندہ تھا۔ اس کی تاثیر سے اِنسان، حیوان، چرند، پرند سب ہی آپ کے مسخر تھے۔ آپ کی سلطنت جس وقت مستحکم ہوگئی تو آپ کو اپنی طاقت اور قدرت پر غرور ہوگیا۔ یہ بات خداوند یہواہ کو ناگوار گذری، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دیووں کا بادشاہ اصمودیس چالاکی سے آپ کی انگوٹھی چُرا لے گیا، اور فوراً آپ کا ہم شکل بن کر تخت پر بیٹھ گیا سلیمان اپنی جان بچا کر بھاگے اور فقیروں کا بھیس بدل کر اور اپنا نام قہلت رکھ کر یہ صدا لگانے لگے:

"لوگو! دیکھو قہلت پہلے ایک زبردست بادشاہ تھا جس کا نام سلیمان شاہ اورشلم تھا لیکن آج وہی کاسۂ گدائی لئے پھر رہا ہے"۔

آخر شاہ امون کے ملک میں پہنچ کر آپ نے شاہی باورچی خانہ میں نوکری کر لی، اتفاقاً بادشاہ کی بیٹی آپ پر عاشق ہوگئی۔ بادشاہ کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے دونوں کو جنگل میں نکال دیا۔ ایک دن ایک ماہی گیر ایک مچھلی لئے ہوئے اُدھر سے گذرا۔ شاہزادی نے مچھلی خریدلی، اور جس وقت اُس کا پیٹ چاک کیا تو وہی انگوٹھی جو اصمودیس کی انگلی سے نکل کر دریا میں گر پڑی تھی نکل پڑی قہلت (سلیمان) نے انگوٹھی پہچان کر فوراً اٹھائی اور طرفۃ العین میں بیت المقدس

پہنچ کر شاہ دیوان کو قتل کر کے بدستور حکومت کرنے لگے [1]

انگشتری اور شیطان اور سلیمان کے گھر میں بت پوجے جانے کی روایت یہود کے باطل قصوں میں سے ہے۔	مایروی من حدیث الخاتم والشیطان و عبادت الوثن فی بیت سلیمان فمن اباطیل الیہود

علامہ جاراللہ زمخشری اپنی تفسیر میں بجنسہٖ یہی الفاظ لکھتے ہیں

امام رازی اربعین فی اصول الدین کے مسئلہ ۳۲ میں اس قصہ کی نسبت لکھتے ہیں :

جن کی حکایت جو عامۂ ناس نے روایت کی ہے سو کتاب اللہ اس سے بری ہے۔	فاما الحکایۃ الجنیۃ التی یروونہا الحشویۃ فکتاب اللہ مبرا عنہا

مروجہ عہد عتیق کے مجموعے میں ایک اکلیزالیسٹس (کتاب الوعظ) بھی شامل ہے جس کی ابتدا یوں ہوتی ہے "ملفوظات قہلت (واعظ)

---

[1] اس کذب وافترا کو ہمارے یہاں بعض مفسرین نے بھی وہب ابن منبہ کی روایت سے نقل کر دیا ہے۔ پھر واعظین اور شعراء نے ایسی رنگ آمیزیاں کیں کہ یہ جھوٹا قصہ عام طور سے مقبول ہو گیا مگر محققین علمائے اسلام نے ایسی اکاذیب باطلہ کی خوب قلعی کھول دی ہے (تفسیر مدارک التنزیل) نسفی میں لکھا ہے بعض مفسرین نے ان اکاذیب باطلہ کو نقل کیا مگر قلعی کھل گئی۔

ابن داؤد شاہ اورشلم "یہود و نصاری کہتے ہیں کہ یہ کتاب حضرت سلیمان نے اپنے انتزاع سلطنت کے زمانے میں لکھی تھی لیکن یہ محض جھوٹ ہے۔ زمانۂ حال کے انصاف پسند علمائے نصاری اس بات کے قائل ہیں کہ اس کتاب میں "اسٹوئک" (پیروان حکیم زینو) کے خیالات ادا کئے گئے ہیں اور طرز بیان اور زبان عبرانی سے بمراحل دور ہیں۔ اس لئے صاف ظاہر ہے کہ یہ کتاب حضرت سلیمانؑ کی لکھی ہوئی ہرگز نہیں قدیم زمانے میں لوتھر نے نہایت سختی سے اس کتاب پر نکتہ چینی کی تھی اور ثابت کیا تھا کہ یہ کتاب حضرت سلیمانؑ کی لکھی ہوئی ہرگز نہیں ہے سچ ہے وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ۔

مثال سوم

حضرت ہارون اور گوسالہ سامری

کتاب خروج باب ۳۲ آیات اول لغایت ۳۵ میں لکھا ہے:

لہ دیکھو اولڈ ٹسٹامنٹ (عہد عتیق) مصنفہ سلفرک اوورس صفحہ ۱۱۵ و ۱۱۶۔

"جب لوگوں نے دیکھا کہ موسیٰ پہاڑ سے اترنے میں دیر کرتا ہے تو وہ ہارون کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ اٹھ ہمارے لئے معبود بنا کہ ہمارے آگے چلیں کیونکہ یہ مرد موسیٰ جو ہمیں ملک مصر سے نکال لایا ہم نہیں جانتے کہ اسے کیا ہوا۔ ہارون نے کہا کہ سونے کے زیور جو تمہاری بیویوں، بیٹوں اور بیٹیوں کے کانوں میں ہیں اتار اتار کے میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ سب لوگ زیوروں کو جوان کے پاس تھے اتار اتار کے ہارون کے پاس لائے اس نے ان کے ہاتھوں سے لیا اور ایک بچھڑا ڈھال کر اس کی صورت حکاکی کے اوزار سے درست کی۔ انہوں نے کہا کہ اے بنی اسرائیل یہ تمہارا معبود ہے جو تمہیں ملک مصر سے نکال لایا۔ جب ہارون نے یہ دیکھا تو اس کے آگے ایک قربان گاہ بنائی، ہارون نے یہ کہہ کے منادی کی کہ کل خداوند کے لئے عید ہے، وہ صبح کو اٹھے سوختنی قربانیاں چڑھائیں سلامتی کی قربانیاں گذرانیں، لوگ کھانے پینے کو بیٹھے اور کھیلنے کو اٹھے۔ تب خداوند نے موسیٰ کو کہا کہ "اتر جا کیونکہ تیرے لوگ جنہیں تو مصر کے ملک سے چھڑا لایا خراب ہو گئے ہیں وہ اس راہ سے جو میں نے اُنہیں فرمائی جلد پھر گئے ہیں۔ اُنہوں نے اپنے لئے ڈھلا ہوا بچھڑا بنایا، اُسے پوجا اور اس کے لئے قربانی ذبح کر کے کہا۔ اے اسرائیل یہ تمہارا معبود ہے۔" پھر خداوند نے موسیٰ سے کہا

کہ میں اس قوم کو دیکھتا ہوں کہ ایک گردن کش قوم ہے اب تو مجھ کو چھوڑ
کہ میرا غضب ان پر بھڑکے اور میں ان کو بھسم کروں میں تجھ سے ایک
بڑی قوم بناؤں گا۔" موسیٰ نے اپنے خداوند کے آگے منت کر کے کہا کہ
"اے خداوند! کیوں تیرا غضب اپنے لوگوں پر جنہیں تو شہ زوری اور
زبردستی کے ساتھ ملک مصر سے نکال لایا، بھڑکتا ہے ...." تب خداوند
اس بدی سے جو اس نے سوچا تھا کہ اپنے لوگوں سے کرے پچھتایا۔
موسیٰ پھر کر پہاڑ سے اتر گیا۔ شہادت کی دونوں لوحیں اس کے ہاتھ
میں تھیں، وہ لوحیں دو طرفہ لکھی ہوئی تھیں۔ جب یوشع نے لوگوں کی
آواز جو پکار رہے تھے سنی تو موسیٰ سے کہا کہ لشکر گاہ میں لڑائی کی
آواز ہے۔ موسیٰ بولا "یہ تو نہ فتح کے شور کی آواز نہ شکست کے شور
کی آواز ہے بلکہ گانے کی آواز میں سنتا ہوں: جب وہ لشکر گاہ کے
پاس آیا اور بچھڑا اور ناچ راگ دیکھا تب موسیٰ کا غضب بھڑکا اُس
نے لوحیں اپنے ہاتھوں سے پھینک دیں پہاڑ کے نیچے توڑ ڈالیں۔ اس
بچھڑے کو جسے انہوں نے بنایا تھا اس کو آگ میں جلایا پیس کر خاک سا
بنایا اور اس کو پانی پر چھڑک کر بنی اسرائیل کو پلایا۔ موسیٰ نے ہارون سے
کہا کہ ان لوگوں نے تجھ سے کیا کیا کہ تو ان پر ایسا بڑا گناہ لایا۔" ہارون
نے کہا کہ "میرے خداوند کا غضب نہ بھڑکے تو اس قوم کو جانتا ہے کہ
بدی کی طرف مائل ہے سو انہوں نے مجھے کہا کہ ہمارے لئے ایک معبود
بنا جو ہمارے آگے چلے کہ یہ مرد موسیٰ جو ہمیں ملک مصر سے چھڑا لایا ہم

نہیں جانتے کہ اسے کیا ہوا؟ تب میں نے انہیں کہا کہ جس کے پاس سونا ہو اُتار لائے، انہوں نے مجھے دیا اور میں نے اُسے آگ میں ڈالا، سو یہ بچھڑا نکلا۔ جب موسیٰ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ قید ہو گئے کہ ہارون نے انہیں ان کے مخالفوں کے روبرو ان کی رسوائی کے لئے بے قید کر دیا۔ تب موسیٰ لشکر گاہ کے دروازے پر کھڑا ہوا اور کہا کہ جو خداوند کی طرف ہوئے وہ میرے پاس آئے تب سب بنی لاوی اس کے پاس جمع ہوئے اس نے انہیں کہا کہ "خداوند اسرائیل کے خدا نے فرمایا ہے کہ تم میں سے ہر مرد اپنی کمر پر تلوار باندھے، ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک تمام لشکرگاہ میں گذرتے پھرو، ہر مرد تم میں سے اپنے بھائی کو اور ہر ایک آدمی اپنے دوست کو اور ہر ایک شخص اپنے عزیز قریب کو قتل کرے" بنی لاوی نے موسیٰ کے کہنے کے موافق کیا چنانچہ اُس دن لوگوں میں سے قریب تین ہزار مرد کے مارے پڑے ؟"

حضرت ہارون کو خدا نے تقدس کا لباس پہنایا تھا، حضرت موسیٰ کے ساتھ شریک نبوت کیا تھا[1] روحانی نعمتیں عطا کی تھیں نسلاً بعد نسلٍ انہیں کے خاندان میں تقدس کو قائم رکھنے کا وعدہ کیا تھا[2] ایسا مقدس بزرگ اور پھر گوسالہ کا بنانے والا اور بنی اسرائیل

---

[1] خروج ۴/۱۵، ۱۶ [2] خروج باب ۲۸ و ۴۰/۱۲

کو جن پر وہ پیشوا مقرر ہوا تھا گمراہ کرنے والا! کیا واقعی خداوند یہواہ
ایسے ہی اشخاص کو خلعت نبوت عطا فرماتا ہے اور کیا اس کا یہی
انصاف ہے کہ بے چارے عامیوں کو اتنی سخت سزا دی جائے کہ
بھائی بھائی کو اور باپ بیٹے کو اپنے ہاتھ سے قتل کرے لیکن بانی فساد
یعنی گوسالہ بنانے والا صاف بچ جائے اور نہ اُس کا بھائی موسیٰ اس
پر ہاتھ اٹھائے اور نہ غضبناک یہواہ اس کا کچھ بگاڑے۔ کیا دنیا
توریت کی اس روایت کو بے چون و چرا تسلیم کرلے یا پھر ہم اس قصہ
کو اُن احبار کی جنہیں سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ
کا لقب ملا ہے طبع آزمائیوں کا نتیجہ سمجھیں۔

تبصرہ توریت کی ابتدائی پانچ کتابوں پر

حقیقت یہ ہے کہ توریت کی ابتدائی پانچ کتابیں جو اہل کتاب
میں خمیس موسیٰ کے نام سے مشہور ہیں کسی ایک شخص کی لکھی ہوئی نہیں
بلکہ ان کا ماخذ وہ مختلف تحریرات ہیں جن پر اگر غور کیا جائے تو ان میں
باہمی تخالف اور تباین صاف نظر آتا ہے مثلاً کتاب پیدائش $\frac{22}{14}$ میں
لکھا ہے کہ ابراہیمؑ نے اس مقام کا نام جہاں اُس نے اپنے بیٹے اسحٰق
کی قربانی کرنا چاہی تھی "یہواہ یری" رکھا لیکن خروج $\frac{6}{3}$ میں خدا کہتا ہے
کہ ابراہیمؑ اسحاقؑ اور یعقوبؑ مجھے اشدائی کے نام سے جانتے تھے اور
یہواہ کے نام سے واقف نہ تھے۔ اسی طرح کتاب استثنا یا توریت

مثنیٰ ۲۲/۵ میں لکھا ہے کہ خداوند نے شہادت کی دو لوحوں پر احکام لکھ دیئے اور اس سے زائد نہیں فرمایا، لیکن خروج ۲۴/۱۲ میں لکھا ہے کہ نہیں اور احکام بھی بڑھائے تھے۔ حضرت ابراہیم اور سارہ کا واقعہ پیدائش کے باب ۲۰ میں جس طور سے مذکور ہے ویسا ہی باب ۲۶ میں حضرت اسحاق اور آپ کی بیوی رِبقہ کی طرف منسوب ہے۔ باب اوّل پیدائش میں پہلے جانور پیدا ہوئے پھر انسان، لیکن دوسرے باب میں پہلے انسان پیدا ہوتا ہے پھر حیوان۔ غرض کہ ایسے بکثرت اختلافات موجود ہیں۔ اس بنا پر زمانۂ حال کے علماء یورپ کی یہ رائے ہے کہ خمیس موسیٰ کے تین جُداگانہ ماخذ ہیں۔

اوّل: انتخاب دو نوشتوں کا جو اصطلاح میں "جے" اور "ای" کے نام سے مشہور ہیں، کتاب پیدائش باب اوّل کل اور دوم کے آیات ۱ لغایت ۳ میں ۳۵ مقام پر خدا کے نام کے واسطے الوہیم کا استعمال ہوا ہے اور کسی جگہ بھی یہواہ نہیں کہا، برعکس اس کے اسی کتاب پیدائش کے باب ۲۴ میں ۱۹ جگہ یہواہ استعمال ہوا ہے اور الوہیم کا مطلق استعمال نہیں ہوا، اس وجہ سے مبصرین کہتے ہیں کہ یہ دو مختلف نوشتے تھے (۱) الوہیمی (جس کا مخفف "ای") اور (۲) یہوی (جس کا مخفف "جے") جن سے مروجہ کتاب پیدائش کے مضامین منتخب ہوئے۔

دوم: کتاب استثناء یا تورات مثنیٰ کہتے ہیں کہ ۶۲۱ برس قبل مسیح

بیت المقدس کے پیش رو کاہنان حلقیاہ نے شاہ یہودیوشعیاہ کے عہد میں ایک کتاب پیش کی جو اس نے ہیکل میں مدفون پائی، اور یہ مشہور ہوگیا کہ یہی اصل توریت[1] ہے۔ مروجہ عہد عتیق کی کتاب استثناء کا ماخذ وہی ہے۔

سوم: ضابطہ کاہنان جس کی نسبت مشہور ہے کہ اسیری بابل کے بعد عزرا اور نحمیاہ نے مرتب کیا۔ موجودہ کتاب اعداد اور احبار اسی سے ماخوذ ہیں، اتنا ہی نہیں بلکہ موسیٰ کی پانچوں کتابیں انہیں ضوابط کے قالب میں ڈھالی گئی ہیں۔ اس دعوے کا ثبوت یہ ہے کہ کتاب خروج $\frac{۳۴}{۱۶}$ اور استثناء $\frac{۷}{۳و۴}$ میں خداوند حکم دیتا ہے کہ بیگانہ عورتوں سے ہرگز شادی نہ کرنا ورنہ وہ بت پرستی کی طرف مائل کردیں گی، لیکن خود حضرت موسیٰ نے بیگانہ قوم میں شادی کی (دیکھو کتاب اعداد $\frac{۱۲}{۱}$ اور جب حضرت ہارون اور مریم آپ کی بہن نے بدگوئی کی تو خداوند نے خفا ہوکر مریم کو مبروص کردیا لیکن آخر حضرت موسیٰ کی سفارش سے یہ مرض دفع ہوا (دیکھو اعداد $\frac{۱۲}{۴ \text{ لغایت } ۱۵}$) کی طرح رعوث جس کے نام پر عہد عتیق میں ایک کتاب معنون کی گئی ہے قوم مواب سے تھی اس کی شادی بعاز سے ہوئی اور اسی کی نسل سے حضرت داؤد پیدا ہوئے (دیکھو

---

[1] کتاب ملوک دوم $\frac{۲۳}{۴}$ ۱۲ لاطینی میں "ل" (یے) کا تلفظ ی ہوتا ہے۔

دعوت باب الغایت ۴) خود حضرت داؤد نے متعدد بیگانہ عورتوں سے شادی کی (دیکھو اول تاریخ الغایت ۹) ان کھلی ہوئی شہادتوں سے صاف ظاہر ہے کہ کتاب خروج اور استثنار کا قانون مندرجہ ان پیغمبروں کے بہت عرصہ بعد کاہنوں نے قید بابل سے آزاد ہو کر مرتب کیا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ قید بابل کے بعد سے شریعت موسوی بالکل مسخ ہو گئی اور دین یہود وہ دین نہ رہا جس پر انبیائے کرام عمل فرماتے تھے۔ اس نکتہ کی طرف حق تعالیٰ نے کلام مجید میں یوں اشارہ فرمایا ہے:

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ	کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور
وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَ	اور اسحاق اور یعقوب اور
یَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا	اس کے پوتے یہودی تھے
هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى قُلْ ءَ	یا عیسائی۔ کہہ دے کیا تم
اَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ وَ	زیادہ جانتے ہو یا اللہ، اور
مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ	کون زیادہ ظالم ہے اُس
شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ	شخص سے جو چھپا دے
اللّٰهِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ	گواہی کو جو اس کے پاس ہے
عَمَّا تَعْمَلُوْنَ	اللہ سے اور اللہ بے خبر نہیں ہے
(سورۂ بقر)	اس سے جو تم کرتے ہو۔

الغرض جب تورات کی ابتدائی پانچوں کتابوں کی یہ حالت ہے تو کسی

واقعہ کے متعلق جو ان میں مذکور ہو غلط فہمی یا تخلیط یا تدلیس کی بہت کچھ گنجائش ہے مگر احبار نے تورات کی روایت اور کتابت کے وقت اس کا کچھ لحاظ نہ کیا اور یہود اور نصاریٰ نے آنکھ بند کر کے اُن کی تقلید کی اور صدیوں تک خداوند یہواہ کے برگزیدہ رسول حضرت ہارون ؑ کو بچھڑا بنانے والا اور بنی اسرائیل کو گمراہ کرنے والا سمجھتے رہے یہاں تک کہ کلام مجید نے آخر حقیقت سے پردہ اُٹھا دیا۔ ارشاد ہوتا ہے :

کلام مجید کی شہادت

فَرَجَعَ مُوْسٰى اِلٰى قَوْمِهٖ	پھر موسٰی اپنی قوم کے پاس غصے
غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ	میں بھرا پچھتاتا واپس آیا۔ کہا اے
يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ	قوم تم کو تمہارے رب نے اچھا
رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا	وعدہ نہ دیا تھا۔ کیا تم پر مدت لمبی
اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ	ہو گئی یا تم نے چاہا کہ تمہارے رب
اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ	کا غضب تم پر اترے اس سے تم
غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ	نے میرا وعدہ خلاف کیا۔ کہنے لگے
فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ۔ قَالُوْا	ہم نے اپنے اختیار سے تیرا وعدہ
مَاۤ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ	خلاف نہیں کیا لیکن ہم کو کہا تھا
بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَاۤ	کہ اس قوم کا گہنا اٹھا لیں پھر

أَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ
فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ
أَلْقَى السَّامِرِيُّ فَأَخْرَجَ
لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ
خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَا
إِلٰهُكُمْ وَإِلٰهُ مُوْسٰى
فَنَسِيَ أَفَلَا يَرَوْنَ أَلَّا
يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا
وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا
وَلَا نَفْعًا وَلَقَدْ قَالَ
لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ
يٰقَوْمِ إِنَّمَا فُتِنْتُمْ
بِهٖ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ
فَاتَّبِعُوْنِيْ وَأَطِيْعُوْا
أَمْرِيْ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ
عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى
يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوْسٰى
قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ
إِذْ رَأَيْتَهُمْ ضَلُّوْا أَلَّا

ہم نے وہ پھینک دیئے پھر سامری
نے یہ نقشہ ڈالا پھر ان کے لئے ایک
بچھڑا بنا نکالا ایک دھڑ جس میں گائے
کا ایسا چلانا پھر کہنے لگے یہ رب تمہارا
اور موسیٰ کا رب ہے۔ سو وہ بھول گیا
بھلا یہ نہیں دیکھتے کہ ان کو کسی بات
کا جواب نہیں دیتا اور نہ اختیار رکھتا
ہے ان کی بُرے کا نہ بھلے کا۔ اور ان
سے ہارون نے کہا تھا پہلے سے اے
قوم اور کچھ نہیں تم کو بہکا دیا ہے اس پر
اور تمہارا رب رحمٰن ہے سو میری راہ
چلو اور میری بات مانو۔ بولے ہم اسی
پر لگے بیٹھے رہیں گے۔ جب تک ہمارے
پاس موسیٰ پھر آوے۔ موسیٰ نے کہا اے
ہارون تجھ کو کیا اٹکاؤ تھا جب تو نے
دیکھا کہ وہ بہکے۔ تو میرے پیچھے (کیوں)
نہ آیا کیا تو نے میرا حکم رد کیا" وہ بولا،
اے میرے ماں جائے! میرا سر اور
داڑھی نہ پکڑ میں ڈرا کہ تو کہے گا کہ

تَتَّبِعَنِ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِي
قَالَ يَا ابْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِي
وَلَا بِرَاْسِي اِنِّي خَشِيْتُ اَنْ
تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْ
اِسْرَائِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي
قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يَا سَامِرِيُّ
قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا
بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً
مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَ
كَذَالِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ
قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ
فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا
مِسَاسَ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا
لَّنْ تُخْلَفَهٗ وَانْظُرْ اِلٰى
اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ
عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ
لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا

تو نے پھوٹ ڈال دی بنی اسرائیل
میں اور میری بات یاد نہ رکھی۔
موسیٰ نے کہا "اے سامری اب
تیری کیا حقیقت ہے"۔ سامری
نے کہا "میں نے دیکھ لیا جو سب
نے نہ دیکھا۔ بھر لی میں نے ایک
مٹھی رسول کے پاؤں کے نیچے
سے پھر میں نے وہی ڈال دی
اور مجھ کو میرے جی نے یہی مصلحت
سوجھی"۔ موسیٰ نے کہا "چل
تجھ کو زندگی میں اتنا ہے کہ کہا
کر" نہ چھیڑو" اور تجھ کو
ایک وعدہ ہے وہ تجھ سے خلاف
نہ ہوگا اور دیکھ اپنے ٹھاکر جی کو
جس پر سارے دن لگا بیٹھا تھا
ہم اس کو جلا دیں گے پھر بکھیر دیں
گے دریا میں اڑا کر۔ (سورۂ طٰہٰ)

ان آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ کے پہاڑ پر سے واپس آنے میں دیر ہوئی تو بنی اسرائیل پریشان ہوئے اور

مال غنیمت کو وبال سمجھ کر پھینکنا شروع کیا، کیونکہ اس وقت تک چونکہ
توریت نازل نہیں ہوئی تھی اس لئے مال غنیمت کے واسطے بھی کوئی
حکم صادر نہیں ہوا تھا۔ غرض کہ جس وقت قوم نے زیورات پھینک دیئے
تو ایک شخص نے جو سامری کے لقب سے یاد کیا گیا ہے (اس کی تحقیق
آگے آتی ہے) قربانی سوختنی کے طور پر یا جیسے ہنود میں ہوم کی رسم ہے
ان سب چیزوں کو آگ میں ڈال دیا جو پگھل کر ایک سونے کا ڈلا بن گیا،
تب اس نے اس کو گڑھ کر ایک بچھڑے کی صورت بنا دی۔ بنی اسرائیل
چونکہ مصریوں کو گائے بیل وغیرہ کی پوجا کرتے دیکھا کرتے تھے اب خود
بھی اس کی پوجا کرنے لگے۔ حضرت ہارون نے جو ایام غیبت میں
حضرت موسیٰ کے جانشین تھے ان کو اس حرکت سے منع کیا لیکن انہوں
نے نہ مانا اور کہنے لگے کہ جب تک موسیٰ واپس نہ آئے ہم اس کی پوجا کریں
گے۔ حضرت موسیٰ جب الواح لے کر واپس آئے تو قوم کو اس حال میں
دیکھ کر سخت ناراض ہوئے اور انہیں ملامت کرنے لگے، انہوں نے
صورت واقعہ بیان کر دی۔ مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا
حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ
اَلْقَى السَّامِرِيُّ ..... الآیۃ۔ حضرت موسیٰ نے قبل اس کے کہ سامری

---

[1] بعد کو یہود میں یہ طریقہ جاری ہوا کہ جانداروں کو قتل کر دیتے تھے اور باقی اشیاء کو
جلا ڈالتے تھے۔ دیکھو توریت مثنی باب ۱۳ اور یوشع ۲۴

کو کچھ کہیں الواح کو غصّہ میں پھینک کر سب سے پہلے اپنے حقیقی بھائی ہارون کی داڑھی اور سر کے بال حمیت دین کے سچے جوش میں کھینچ کر کہنے لگے کہ کیوں تو نے ان کو گمراہی سے منع کیوں نہ کیا اور میری مرضی کے خلاف کیا؟ حضرت ہارون نے اپنے بھائی کے غصّہ کو دھیما کرنے کے خیال سے یوں خطاب کیا "اے میرے ماں جائے بھائی! مجھے کیوں ذلیل کرتا ہے۔ میں نے منع تو کیا لیکن زیادہ سختی اس وجہ سے نہ کی کہ کہیں ان میں تفرقہ نہ پڑ جائے اور پھر مجھے الزام دے۔" حضرت موسیٰ نے یہ عذر سن کر اب اصل بانیٔ فساد سامری کی طرف توجہ کی اور اس سے باز پرس شروع کی۔ اُس نے جواب دیا کہ "مجھے وہ بات سوجھی جو ان کو نہ سوجھی، میں اے رسول موسیٰ پہلے آپ کے نقشِ قدم پر چلا اور پھر اس طریق کو چھوڑ دیا[1]۔ میرے نفس نے مجھے ایسا ہی سمجھایا۔" حضرت موسیٰ نے ایسے

---

[1] یہ ترجمہ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ کا موافق قول ابو مسلم اصفہانی کے ہے جس کی نسبت امام رازی فرماتے ہیں کہ یہ قول مفسرین کے اقوال کے مخالف تو ہے لیکن تحقیق کے بہت قریب ہے (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۱۰۰ و ۱۰۱ طبع اسلامبول) لیکن اگر محض لفظی معنی لئے جائیں تو مطلب یہ نکلا کہ جس وقت سامری نے زیورات کا ڈھیر دیکھا تو اس کو یہ سوجھی کہ ایک سونے کا بچھڑا بنا دے تاکہ بنی اسرائیل جو گوسالہ پرست مصریوں کی صحبت میں خراب ہو چکے تھے خود بھی پوجنے لگیں، پھر مکار جادوگروں کی طرح جو

مفسد کو اپنی قوم سے الگ ہٹو جانے کا حکم دیا پھر اس بچھڑے کو جلا کر خاک کر ڈالا اور اس کی راکھ پانی میں بہا دی۔

توریت اور قرآن مجید کے بیان کو مقابلہ کر کے پڑھو پھر دیکھو کہ وہ کلام الٰہی جو اپنی اصلی حالت میں محفوظ رہا ہے کس طرح صورت واقعہ کی تصویر کھینچ کر اصل حقیقت کو آئینہ کر دیتا ہے۔ کیوں نہیں یہ احبار اور ربلیین کی سُنی سنائی روایتیں نہیں ہیں جن کو یہود نے مختلف ماخذوں سے جمع کر کے مرتب کر دیا اور اس کا نام توریت رکھ دیا، بلکہ

ان ھٰذا القرآن یقص	بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل کو
علیٰ بنی اسرائیل اکثر	بہت سی وہ باتیں بتاتا ہے جن
الذی ھم فیہ یختلفون	میں وہ اختلاف کر رہے ہیں اور
وانہ لھدی ورحمۃ	بے شک یہ مومنوں کے واسطے

"چھو منتر" سے آنکھوں میں خاک جھونکتے ہیں۔ سامری نے مٹھی بھر خاک جھوٹ موٹ موسٰی کے قدم کے نیچے کی کہہ کر بچھڑے میں ڈال دی۔ مصری اس قسم کے شعبدے جیسے رسی کا سانپ بنا دیا کرتے تھے اور بنی اسرائیل ایسے ہی تماشوں کے عادی تھے۔ ۱۲۔

؎ اعداد ۲۶/۲۹ میں لکھا ہے کہ موسٰی نے قوارح، واتان اور ابیرام کو جنہوں نے آپ سے بغاوت کی تھی اسباط بنی اسرائیل سے علٰحدہ کر دیا۔ یہی سزا سامری کو دی گئی جو قرآن مجید میں مذکور ہے۔ ۱۲۔

للمومنین۔ (سورۂ نمل) ہدایت اور رحمت ہے۔

یہود و نصاریٰ کو چاہیے تھا کہ کلام مجید کے اس انکشاف سے فائدہ اٹھا کر حضرت ہارون کو اس غلط اتہام سے بری کرتے، اور توریت کی ان آیات کی تصحیح کر لیتے۔ ایسا کرنے سے احبار کی مشہور "اٹھارہ تصحیحات" میں ایک تصحیح کا اور اضافہ ہو جاتا، لیکن یہ ایسا اضافہ تھا جس سے حضرت موسیٰ کے حقیقی بھائی کے سر سے یہ الزام اُٹھ جاتا۔ بھلا جب کتاب قاضیان باب ۱۸ میں حضرت موسیٰ کی کسر شان کے لحاظ سے آپ کے پوتے یوناتن کو جو بت پرست ہو گیا تھا منسہ کا پوتا لکھ دیا تو یہاں بھی حضرت ہارون کے عوض کسی دوسرے کا نام لکھ دیتے لیکن چونکہ کلام مجید نے اس حقیقت کا انکشاف کیا ہے اس لئے اہل کتاب قائل ہونے کی ذلت کیوں گوارا کرنے لگے!

تحقیق سامری

سامری کون تھا؟ اس کے متعلق ضروری ہے کہ ہم یہاں کچھ لکھیں حضرت ہارون اور گوسالہ کا حال کتاب خروج کے باب ۳۲ میں بیان ہوا ہے لیکن اس باب کے مقدم ابواب ۲۴ و ۳۱ کو اگر ملا کر پڑھو تو پھر عقدہ آسانی سے حل ہو جاتا ہے۔ باب ۲۴ درس ۱۴ میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ نے کوہ طور پر تشریف لے جاتے وقت بنی اسرائیل سے فرمایا:۔

"اور دیکھو ہارون اور حور تمہارے ساتھ ہیں تم میں سے جس کسی کو کوئی معاملہ پیش آئے تو ان دونوں کی طرف رجوع کرنا"

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہارون کے علاوہ ایک اور شخص بھی نیابت میں شریک تھا جس کا نام حور تھا۔ توریت میں اس آیت کے بعد پھر اس شخص کا حال کچھ مذکور نہیں ہوا۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ باب ۳۲ کے (جس میں قصہ گوسالہ مذکور ہے) شروع کرنے سے پہلے باب ۳۱ میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں دو شخص ایک اسی حور کا پوتا بصلال اور دوسرا اہلیاب جو قبیلہ دان سے تھا ایسے تھے جن کو خداوند نے زرگری اور سنگ تراشی وغیرہ میں ید طولے عطا کیا تھا۔

قبیلہ دان (منسوب بہ دان ابن یعقوب) وہ قبیلہ ہے جس نے حضرت موسیٰ کے بعد علانیہ بت پرستی اختیار کی اور آپ کے پوتے یوناتان کو پجاری مقرر کیا۔ اس قبیلے میں گوسالہ پرستی کا رواج اس وقت تک رہا جب تک کہ یہ قبیلہ مع نُو اور قبائل بنی اسرائیل کے جنہوں نے حضرت سلیمان کے بیٹے کے عہد میں بغاوت کر کے اپنی علیحدہ سلطنت قائم کر لی تھی گرفتار ہو کر نینوا میں جلاوطن نہ ہوا (کتاب قاضیان $\frac{18}{30}$) اسی قبیلے کے شہر دان میں باغی یربعام نے سونے کے بچھڑے کا مندر بنوایا تھا (اول ملوک $\frac{12}{28}$) پھر اس کے بعد عمری یربعام کے پوتے نے شہر سماریہ کو اپنا پایۂ تخت قرار دیا اور گوسالہ پرستی کی بری رسم جاری رکھی۔ غرض کہ شہر سماریہ آباد ہونے اور سامرین کے بطور ایک علیحدہ فرقہ

کے مشہور ہونے سے سینکڑوں برس پیشتر خود حضرت موسیٰ کے عہد سے سامریت یعنی گوسالہ پرستی کی بنیاد قائم ہو گئی تھی۔

مذکورۂ بالا واقعات کو پیش نظر رکھ کر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہارون کے رفیق حوریا اس کے پوتے بصلال نے بمعیت اہلیاب گوسالہ بنایا ہوگا، لیکن چونکہ توریت کی ابتدائی پانچ کتابیں مختلف اور متضاد نوشتوں سے جمع ہوئی ہیں (جیسا کہ ہم نے اوپر ثابت کیا ہے) اس لئے اصل مفسد کا نام پوشیدہ رہا اور چونکہ منجملہ ۱۲ کے ۱۰ اسباط بنی اسرائیل میں عرصۂ دراز تک یہ رسم جاری رہی اس لئے گوسالہ کے موجد حضرت ہارون قرار پائے لیکن آخر قرآن مجید نے اس پیغمبر معصوم کو اس تہمت سے بری کیا، پھر اصل مفسد کے متعلق بجائے اس کے کہ اس کے نام سے بحث کی جائے اس قدر پتہ بتا دیا کہ وہ شخص اس گروہ سے تھا جو بعد کو سامرین کہلائے اور اس لئے اس کو "السامری" کے لقب سے یاد کیا۔

اب ہم ان تین مثالوں پر جن سے تحریفات توراۃ کی قلعی کھل جاتی ہے اکتفا کرتے ہیں۔ ان مثالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ کتب عہد عتیق کس قدر مشکوک اور محرف ہیں۔ اور قرآن مجید کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اُس نے حقیقت سے آشنا کیا۔ لیکن افسوس! اہل کتاب محض تعصب اور کوتاہ بینی کے باعث حق سے اعراض کرتے ہیں۔

ضرورت ہے کہ یہاں مختصراً عقائد یہود متعلق معاد درج ہو جائیں:

عقائد یہود

اسرائیل ابراہیم کیمبرج یونیورسٹی کا مشہور فاضل اپنی کتاب "جوڈا ازم" (مذہب یہود) کے صفحہ ۸۷ میں کہتا ہے کہ ابتدائے عہد سے یہود میں معاد کا یقین مستحکم تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ انبیائے بنی اسرائیل کا مطمح نظر چونکہ بُت پرستی کی توبیخ اور خدائے ذوالجلال کی تقدیس اور عبادت تھا اس لئے انہوں نے عالم آخرت کی کیفیت کچھ تفصیل سے بیان نہیں کی اور عذاب وثواب کو دنیاوی زندگی تک محدود رکھ کر آفات ارضی وسماوی کو غضب الٰہی کی شکل میں شامتِ اعمال کا لازمی نتیجہ قرار دیا اور فتح ونصرت کو حسنات کا ثمرہ تصور کیا۔ حضرت یشعیاہؑ فرماتے ہیں :

ہمیشہ خداوند پر بھروسہ رکھو کیونکہ خداوند یہواہ لازوال قوت ہے۔ وہ مغروروں کو نیچا دکھاتا ہے اور عالی شان محلوں کو بیخ وبنیاد سے اکھاڑ کر خاک میں ملا دیتا ہے۔

راہِ حق ایمان والوں کا شعار ہے۔ اے خدائے برحق تو ہی ان کو راہ راست پر لاتا ہے۔

ہاں خداوند ہم تیرے انصاف کے منتظر ہیں۔ ہماری روح کی غذا تیرا نام ہے ہم شبہائے تار میں میری روح تیرے واسطے بیقرار ہے۔ ہاں پچھلی رات کو بھی تیری ہی جستجو میں سرگرم ہے۔

تیرے مُردے پھر زندہ ہوں گے اور میں جسم کے ساتھ قبر سے اُٹھوں گا۔ اے خاک میں مل جانے والو اٹھو اور اس کی حمد کے گیت گاؤ۔ کیونکہ جس طرح شبنم سے جھاڑی میں کلیاں پھوٹ نکلتی ہیں اُسی طرح زمین اپنے مُردوں کو اُگل دے گی۔

(کتاب یشعیاہ باب ۲۶ آیات ۴، ۵، ۷، ۹، ۱۹)

قدیم عقیدۂ یہود یہ تھا کہ مرنے کے بعد روح ایک مقام شیول میں چلی جاتی ہے لیکن یوم یہواہ یعنی قیامت میں حساب وکتاب کے واسطے پھر جسم میں داخل ہوگی اور مُردے زندہ ہوجائیں گے، تورات میں "یوم یہواہ" کو یوم الوعید، الیوم، یوم الاکبر، یوم الحساب وغیرہ ناموں سے بیان کیا ہے۔ اس دن خداوند کا جلال نازل ہوگا۔ نیکوکار گنہگاروں سے علیٰحدہ کیے جائیں گے۔ یہواہ اپنے دشمنوں سے انتقام لے گا اور ان کو جہنم میں ڈال دے گا۔ اسرائیلی گناہوں سے پاک ہوکر بہشت عدن میں آرام کریں گے۔ زمین وآسمان بدل جائیں گے۔ ماہتاب آفتاب کی طرح چمکے گا اور آفتاب کی روشنی سات حصّہ زائد ہوگی۔ نازونعیم کی فراوانی ہوگی دورِ شراب بے غل وغش چلیں گے اور سرور اور آرام کے ساتھ یہواہ کا دیدار نصیب ہوگا [1]

---

[1] کتاب نحمیاہ باب اول آیت ۱۴ کتاب حقوق باب اول آیت ۱۵۔ زبور باب ۲۶ آیت ۴۔ حزقیل باب ۳۶۔ آیت ۲۶۔ یرمیاہ باب ۳۱ آیت ۳۱۔۱۲

بابل کی اسیری کے بعد سے یہودیوں کے عقائد میں نمایاں تغیر پیدا ہو گیا۔ وہ اپنی قوم کو برگزیدہ الہٰی یا "ابناء اللہ" سمجھتے تھے۔ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمان کا جاہ و جلال بھولا نہ تھا، اس لئے اُن کی جوشیلی طبیعتوں کو محکومی کی ذلت، سلطنت کا زوال اور ہمسایہ قوموں کا عروج اور تسلط گوارا نہ تھا، لیکن واقعات سے انکار بھی ممکن نہ تھا، اس لئے یوم یہواہ کی جگہ دورِ مسیحا نے لے لی جس کا ماحصل یہ تھا کہ عنقریب ان میں ایک مسیح پیدا ہو گا جو دشمنانِ دین اور شیاطین کا قلع و قمع کر کے بیت المقدس کو از سر نو آباد کرے گا اور دائمی دنیاوی بادشاہت کی بنیاد ڈالے گا۔ اس بادشاہت میں یہود کے مردے اپنے جسم کے ساتھ زندہ ہو کر شریک سلطنت ہوں گے لیکن مابقی جہنم میں جلیں گے [1]

"دورِ مسیحا" کا عقیدہ چونکہ یہود کے عقیدۂ معاد کا ایک عنصر اور دینِ عیسوی کا تو رُوحِ رواں ہے اس لئے ضرورت ہے کہ ہم یہاں بالتفصیل بیان کریں کہ مسیحا سے کیا مطلب تھا۔

تحقیق مسیحا

مسیحا آرمی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی ہیں "جس کے سر پر

---

[1] کتاب اور سیل لغایت سیل لائن پیشین گوئیاں۔ لغایت سلیمان وغیر ہما ۱۲۔

تیل ملا جائے" یہودیوں میں تخت نشینی کے وقت بادشاہ کے سر پر تیل ملتے تھے (شموئیل اول باب ۲۴) اس رسم کے ادا ہونے کے بعد وہ یہواہ کی طرف سے اس کے بندوں کا حاکم تسلیم کیا جاتا تھا، اس لئے مسیحا کے مجازی معنی بادشاہ کے ہیں۔ قاضیوں کے دور کے بعد یہود میں سلاطین کا عہد شروع ہوا جن میں حضرت داؤد نہایت مشہور ہوئے۔ آپ کے بیٹے حضرت سلیمان کے بعد ہی سلطنت یہود پر زوال ہو گیا اور بنی اسرائیل کے اسباط میں تفرقہ پیدا ہو گیا اور شمالی اور جنوبی دو سلطنتیں قائم ہو گئیں۔ شمالی سلطنت کو اسیریا والوں نے ۷۲۲ برس قبل سن عیسوی تباہ کر دیا اور جنوبی کو بھی بابل والوں نے ۵۸۶ برس قبل سن عیسوی برباد کر کے ہیکل سلیمانی کو مسمار کر دیا۔ ان ہولناک مصائب کے زمانے میں یہود اپنے سلاطین کے زریں عہد کو یاد کر کے رو رو کر دعا کرتے تھے کہ حضرت داؤد کی اولاد میں کوئی ایسا بادشاہ یعنی مسیحا پیدا ہو جس کے دور میں سابقہ جاہ و جلال عود کر آئے اور دشمنان دین کا قلع قمع ہو جائے [۵] لیکن انقلاب زمانہ سے جب یہود کی دنیاوی سلطنت کا عود کرنا ایک امید موہوم سے زائد نہ تھا تو ایک دوسرا مترادف خیال تسکین کا باعث ہوا وہ یہ کہ "ابن آدم" یعنی بنی اسرائیل کے متفقہ اسباط کو پھر حکومت نصیب ہوگی (کتاب دانیال

---

[۵] کتاب یشعیاہ باب ۹ آیت ۶، یرمیاہ باب ۱۲ آیت ۵، حزقیل باب ۳۴،

باب ہفتم آیات ۱۳ لغایت ۲۷) بنی اسرائیل چونکہ خود کو برگزیدہ قوم سمجھتے تھے اس لئے آدم کے خلف الرشید گویا اسرائیلی تھے، باقی قومیں سب ناخلف سمجھی جاتی تھیں۔ اسی زمانے میں سکندر ابن فیلقوس کے فتوحات کا طوفان اٹھا اور یونانی تمام ایشیا پر بلائے بے درماں کی طرح چھا گئے اور مشرق کی پرانی تہذیب کو نیست و نابود کرنے لگے۔ ایران میں اگر آتشکدوں کو موبدوں کے خون سے بجھا دیا تو ہیکل سلیمانی کو جو بخت نصر کے بعد کیخسرو شاہ ایران کی اجازت سے از سر نو تعمیر ہوا تھا۔ انطاکیوس ایپی فینس مُلک شام کے یونانی بادشاہ نے پھر مسمار کر دیا اور مقدس صحیفوں کو جلا دیا۔ اس کے ان مظالم سے یہودیوں میں تہلکہ مچ گیا۔ لیکن اسرائیلی خون میں ایک مرتبہ پھر جوش پیدا ہوا یہودا مقابی کی مردانہ ہمت اور حمیت دین سے یہ فتنۂ عظیم فرو ہوا اور سفاک یونانیوں کو شکست ہوئی ۱۶۷ برس قبل سن عیسوی یہودا نے بیت المقدس کو از سر نو تعمیر کیا اور تورات کو پھر جمع کیا۔ اس طور سے بنی اسرائیل کی متفقہ اسباط یعنی "ابن آدم" کا موعودہ دور شروع ہوا۔ کتاب دانیال اسی عہد میں لکھی گئی یہ کتاب حضرت دانیال کی طرف منسوب کی جاتی ہے اس میں یہ دکھایا گیا کہ چار سو برس پیشتر ان واقعات کی حضرت دانیال نے بابل کی اسیری کے زمانے میں پیشین گوئی کی تھی۔ لیکن جب تھوڑے ہی عرصہ میں یہودا مقابی کے جانشینوں نے رعایا پر تشدد شروع کیا تو مخالف جماعت

نے کتاب دانیال کے طرز پر دوسری کتابیں جن کو اپوکریفل کہتے ہیں لکھنا شروع کیں اور چونکہ مقابی حضرت داؤد کی نسل سے نہ تھے اس لئے مسیحا کے پھر منتظر ہوئے جو نسل داؤد سے ہو۔ اسی زمانے میں رومی فتوحات کی بجلی شام پر گری اور ۶۳ق م پومپی نے بیت المقدس کو فتح کرلیا اور مقابی دور کا خاتمہ ہوگیا۔ یہود کو پھر غیر قوم کی غلامی کرنا پڑی اور اس ذلت وخواری کی حالت میں مسیح موعود کا بے چینی سے انتظار ہونے لگا۔ ایسے فتنہ وآشوب کے زمانے میں حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے۔ آپ کے متعلق ہم آئندہ صفحات میں عیسائیوں کے عقائد کے تحت میں ذکر کریں گے۔ لیکن یہاں سلسلۂ کلام کے طور پر اس قدر لکھنا ضروری ہے کہ آپ نے یہود کو اس شور وشر سے جو دور مسیح کی پیشین گوئی کی آڑ میں بیت المقدس کی تباہی اور حکومت کا باعث ہوتا تھا روکنا چاہا اور انبیائے ماسبق کی طرح خدا پرستی اور تہذیب اخلاق کی تعلیم دے کر مذہب میں جو محض رسم ورواج کا نام رہ گیا تھا نئی روح پھونک دی، لیکن یہود اپنے جاہلانہ جوش میں اس نکتے کو نہ سمجھے۔

اس قول کی تائید میں ہم اس مشہور تقریر کا ترجمہ درج کرتے ہیں جو حضرت عیسیٰ نے عدالت کے سامنے کی تھی۔

پھر پائلٹ دوبارہ عدالت کی کرسی پر بیٹھا اور یسوع کو سامنے بلا کر پوچھا کہ کیا تو ہی یہودیوں کا بادشاہ ہے۔ یسوع

نے جواب دیا کہ کیا تو یہ بات اپنی طرف سے کہتا ہے یا دوسروں
نے میری نسبت ایسا کہا ہے ؟ پائلٹ نے جواب دیا کہ میں یہودی
ہوں ۔ خود تیری قوم اور سردار احبار تجھے میرے پاس پکڑ
لائے ہیں ، اب بتا کہ تیری کیا خطا ہے ؟ یسوع نے کہا میری
بادشاہت اس دنیا کی نہیں ہے ۔ اگر میری بادشاہت
دنیاوی ہوتی تو میرے خادم جنگ کرتے ، تاکہ مجھے یہود پکڑ
نہ سکتے ۔ لیکن میری سلطنت اس جہان کی نہیں ہے ۔ تب
پائلٹ نے کہا تو کیا تو حاکم ہے ؟ یسوع نے جواب دیا تو کہتا
ہے کہ میں حاکم ہوں ۔ ہاں میں اسی واسطے پیدا ہوا تھا ، اور
اسی غرض سے اس دنیا میں آیا کہ سچائی کا شاہد ہوں ۔ میرا
کلام وہی سُنتا ہے جو حق کا شیدا ہے ۔

(انجیل یوحنا باب ۱۸ آیات ۳۳ تا ۳۷)

حضرت عیسٰی کے بعد یہود مسیح موعود کے بدستور منتظر رہے اور
تزکیۂ قلوب کے عوض فتنہ و فساد اور رسمیات میں مبتلا رہے ، آخر
ٹائٹس رومی نے ایک فیصلہ کن جنگ کے بعد ۷۰ئہ میں بیت المقدس
کو بیخ و بُنیاد سے اُکھاڑ ڈالا اور تمام اشرف و اعیان یہود کو روما
میں قید کر لے گیا ۔ اس واقعۂ ہائلہ کے بعد بھی یہود کی آنکھیں نہ کھلیں
ساٹھ برس کے بعد ایک یہودی بار قشبہ نے مسیح موعود ہونے کا
دعویٰ کیا جس کی تصدیق امام یہود عقبہ نے بھی کر دی ، پھر کیا تھا

تمام یہودی جمع ہوئے اور رومیوں پر حملہ کر دیا، لیکن ۱۳۵ء میں قیصر ہیڈرین نے سخت مقابلے کے بعد ان کو شکست دی۔ مسیح[1] مارا گیا اور یہود خانماں خراب ہو کر اقصائے عالم میں آوارہ گرد ہو گئے۔ احاطۂ اقدس میں ہل چلوایا گیا، جہاں خداوند یہواہ کی پرستش ہوتی تھی وہاں رومیوں کے دیوتا جوپیٹر کا شوالہ بنایا گیا اور یروشلم کی جگہ ایلیا آباد ہوا۔ سچ ہے ؎

علم حق با تو مواساہا کند
چونکہ از حد بگذرد رسوا کند

صَدَقَ اللہ العلی العظیم۔ وما ظلمنا ھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون۔

---

[1] اس کے مارے جانے کے بعد یہود نے کہا کہ یہ مسیح موعود نہ تھا، اب پھر انتظار ہونے لگا اور آج تک دعاؤں میں اس کے ظہور کی التجا کرتے ہیں۔ مگر ؎

وعدے پہ مرے ان کے قیامت کی ہے تکرار
اور بات ہے اتنی کہ اُدھر کل ہے اِدھر آج

باب دوم

عہدِ جدید

یہود اپنے زعمِ باطل میں حضرت عیسیٰ کو صلیب پر چڑھا کر سمجھتے تھے کہ آپ کے ساتھ آپ کی تعلیمات کا بھی خاتمہ ہو جائے گا لیکن یہ نہ سمجھے کہ حق دار پر بھی سر بلند رہتا ہے۔

حواریوں کی تعلیم

آپ کے بعد آپ کے حواریوں نے پطرس کی رہنمائی میں غربا مساکین اور ان نادم گناہگاروں کو جنہیں متکبر علما، یہود مردود کر چکے تھے۔ تلطف اور تواضع کے مقناطیسی اثر سے اپنے ہم خیال بنا کر

تھوڑے ہی عرصے میں ایک صوفیانہ حلقۂ خاص بیت المقدس میں قائم کرلیا جس کی بنا، اصول مساوات اور باہمی اشتراک پر تھی۔ حلقہ میں امیر و غریب کی کچھ تمیز نہ تھی، سب یکساں زندگی بسر کرتے تھے، ایک دوسرے کے یہاں سب مل جل کر کھاتے تھے اور ذکر و عبادت تعلیم و تلقین میں مشغول رہتے تھے [1] بجز اس خاص طرز معاشرت اور اس اختلاف عقیدہ کے کہ یہود دررود مسیح کے منتظر تھے، لیکن اہل حلقہ کہتے تھے کہ نہیں مسیحا نازل ہوچکا اور وہ یہی یسوع ہے اور کوئی فرق اہل حلقہ اور یہودیں عقائد اور پابندی احکام توریت کے لحاظ سے نہ تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عیسیٰ نے توریت کے احکام کو نہیں بدلا تھا۔ ہاں یہود کو جو محض رسمیات اور ظواہر کے پابند ہوگئے تھے رُوحِ احکام اور نور دین کی طرف متوجہ کیا تھا۔

پال کا اختلاف

ابتدا میں حواریوں کا دائرۂ تبلیغ صرف یہود اور اُن کے شہروں تک محدود رہا۔ لیکن جس وقت پال جو پہلے دین عیسوی کا سخت دشمن تھا اور حواریوں اور ان کے متبعین کو سخت اذیتیں دیا کرتا تھا تائب ہوکر حلقہ میں داخل ہوگیا اور برنباس کے ہمراہ

---

[1] اعمال حواریاں باب ۲ — ۴۱ - ۴۷

انطاکیہ وغیرہ[1] میں جہاں اقوام غیر یہود جن کو "جنٹائلز" کہتے تھے آباد تھی منادی شروع کی تو ایک نیا قضیہ یہ پیدا ہوا کہ غیر یہود جو ایمان لائیں ان پر احکام توریت کی پابندی لازم ہے یا نہیں۔ یہ قضیہ حلقۂ بیت المقدس میں حواریان مسیح کے روبرو پیش ہوا اور رد و قدح کے بعد جو کچھ طے پایا اس کو ہم کتاب اعمال حوارین باب ۱۵ درس ۲۳ لغایت ۲۹ سے ترجمہ کرکے درج کرتے ہیں:

"تب حواریاں اور مشائخ مع کل اہل حلقہ کے اس بات پر رضامند ہوئے کہ پال اور برنباس کے ہمراہ اپنی جماعت کے دو شخصوں کو جن کا نام جوداس ملقب بہ برسباس اور سیلاس تھا روانہ کر دیں اور چند خطوط اس مضمون کے لکھ دیں کہ حواریاں اور مشائخ اور برادران دین کی طرف سے اُن جنٹائلز (غیر یہود) بھائیوں کو جو انطاکیہ شام اور سلیشیہ میں رہتے ہیں بعد سلام کے معلوم ہو کہ ہمارے چند واعظوں نے اپنے اقوال سے تمہاری طبیعتوں کو خلجان میں ڈال کر تکلیف دی ہے، یہ کہہ کر کہ تم لوگ بھی ختنہ کراؤ اور شریعت کی پابندی کرو۔ مگر ہم نے انہیں ایسا حکم نہیں دیا تھا۔ لہٰذا یہ

---

[1] اعمال ۱۱/۱۹ پال کے متبعین کو سب سے پہلے انطاکیہ میں کرسچین (مسیحی) کا لقب ملا۔ ۱۲

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم سب بالاتفاق اپنے منتخب آدمیوں کو اپنے پیارے برنباس اور پال کے ہمراہ تمہارے پاس روانہ کریں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہمارے خداوند یسوع مسیح کے نام پر اپنی جانوں کو مصیبت میں ڈالا۔ اس لئے ہم جوداس اور سیلاس کو بھیجتے ہیں جو تم سے زبانی بھی بیان کریں گے، کیونکہ رُوح القدس اور ہم کو یہ پسند آیا ہے کہ تم کو بجز ان چند ضروری امور کے اور کسی بات کی تکلیف نہ دی جائے کہ تم اُن گوشتوں سے جو بُتوں پر چڑھائے جائیں اور خون اور گلا گھوٹی ہوئی چیزوں (منخنقہ) اور حرام کاری سے پرہیز کرو، اگر ان امور سے اجتناب کرو گے تو تمہارے واسطے بہتری ہے۔ خداحافظ۔

حواریوں کے اس اجتہاد نے اگرچہ علمائے یہود کی سخت گیریوں اور ظاہری پابندیوں کو توڑ کر شریعت موسوی کو آسان صورت میں اقوام غیر یہود کے سامنے پیش کر کے ان کو اپنے دین میں داخل کر لیا، لیکن خرابی یہ ہوئی کہ ۷۰ء میں جب کل حواری یکے بعد دیگرے دنیا سے رخصت ہو گئے اور یروشلم (بیت المقدس) کو رومیوں نے فتح کر کے تباہ و برباد کر دیا اور یہود کی قومیت کا شیرازہ پراگندہ ہو گیا تو غیر یہود اقوام نے حواریوں کی رخصت شریعہ کو اباحت اور پھر بدعت کے قالب میں ڈھال دیا، بہت سے جعلی خطوط حواریوں کی طرف

منسوب کر دیئے گئے۔ شریعتِ موسوی سے علانیہ بیزاری ظاہر ہونے لگی۔ نئے نئے عقائد کی بنیاد رکھی گئی اور تھوڑے ہی عرصے میں فرقہ آرائیوں کا بازار گرم ہو گیا۔" انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن۔ جلد پنجم صفحہ ۱۴۰ میں لکھا ہے :

"یروشلم کی تباہی کے بعد عیسائی کلیسا مقام پلہ واقع ملک شام میں پھر قائم ہوا۔ لیکن اب یہ تبدیل شدہ کلیسا تھا۔ یہودی عنصر اب اس میں غالب نہ رہا۔ ہیکل سلیمانی کی تباہی، اقوام غیر یہود کی وحشیانہ فتح اور مقدس آثارِ قدیمہ پر ظالمانہ دستبرد نے بحیثیت مجموعی ایسا سخت صدمہ پہنچایا کہ جس سے شعار موسوی متزلزل ہو گئے۔ علاوہ ازیں کے پلے میں فرقہ ایسین کا عنصر بھی شامل ہو گیا۔ رفتہ رفتہ کلیسا پھر یروشلم میں منتقل ہوا، لیکن اس مرتبہ خاتمہ کن حادثے نے فیصلہ کر دیا۔ قیصر ہڈرین کے عہد میں یہود نے ۱۳۲ء میں بسر کردگی بار تشیہ شورش کر کے سعیٔ بے حاصل کی اور خاک میں مل گئے۔ اب وہ یروشلم سے جلا وطن کر دیئے گئے۔ قربانیوں کی ممانعت ہو گئی اور ایک نیا شہر الیا ۱۳۸ء میں آباد ہوا اور بجائے قدیم موسویت کے جو بعد کو یہودانہ عیسائیت کے تابع ہو گئی تھی اب ایک ایسا کلیسا قائم ہوا جس کا اسقف اعظم

ایک جنٹائل (غیر یہود) تھا اور جس میں یہود اور غیر یہود سب ایک ہو گئے۔ یہودانہ عیسائیت کا دور ختم ہو چکا، اور وہ لوگ جو اب بھی اپنے قومی شعار کے پابند رہے، اور یہ کوشش کی کہ ان رسوم و شعائر کو یسوع کی مسیحیت کے عقیدہ کے ساتھ شامل رکھیں بدعتیوں میں شمار ہونے لگے۔

نیقہ کی کونسل

۱۳۸ء سے قیصر قسطنطین کے عہد یعنی دو سو برس تک دین عیسوی اپنے دو متضاد عناصر یہود اور جنٹائلز کے باہمی کش مکش میں مبتلا رہ کر فرقہ آرائیوں کی آماجگاہ بنا رہا۔ اس کش مکش کا نتیجہ آخر یہ نکلا کہ رفتہ رفتہ یہودی عنصر سلب ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ ۳۲۵ء میں جب نیقہ کی مشہور کونسل منعقد ہوئی تو بحث صرف یہ آن پڑی کہ الوہیت میں حضرت مسیح کا کیا درجہ ہے آیا آقانیم ثلثہ (باپ، بیٹا روح القدس) مساوی الحیثیت ہیں یا کچھ فرق مراتب بھی ہے اور ایک کو دوسرے پر کچھ فوقیت ہے۔ پادری اریوس کی رائے یہ تھی کہ بیٹا باپ کے مقابلے میں ازلی نہیں ہو سکتا۔ لیکن کونسل نے بالاتفاق اریوس کے اس عقیدہ کو کفر قرار دیا اور یہ فیصلہ کیا کہ: "جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ کسی وقت میں خدا کے فرزند کا وجود نہ تھا یا پیدا ہونے سے قبل وہ موجود نہ تھا، یا وہ نیست سے ہست کیا گیا یا کسی ایسے مادے یا جوہر سے اس کی

تخلیق ہوئی جو ربانی نہیں ہے یا وہ مخلوق یا متغیر ہے ایسے شخص کو کلیسائے مقدس ملعون قرار دیتا ہے"۔ اس فتوے کے صادر ہوتے ہی قسطنطین نے اس کو بزورِ حکومت نافذ کر دیا [1]

یہ پہلا دن تھا کہ مسئلہ تثلیث دین عیسوی کا مسئلہ ہو گیا۔ اب غیر یہود یعنی رومیوں، یونانیوں اور مصریوں کے توہمات اور رسومات دین عیسوی کے شریک غالب ہو گئے۔ یہاں تک کہ سو برس کے بعد حضرت مریم کی پرستش بھی بحیثیت خدا کی ماں کے جزوِ دین ہو گئی، اگرچہ قسطنطنیہ کے بطریق فسطورس نے (۴۲۷ء) میں اس نئی بدعت کی سخت مخالفت کی۔ لیکن اب جنٹائل عنصر اس قدر غالب تھا کہ فسطورس اور اس کے متبعین بھی دین سے خارج کر دیئے گئے۔

نقشہ یہود و جنٹائلز اور ان کا اثر دینِ عیسوی پر

ذیل میں ہم ایک نقشہ [2] درج کرتے ہیں جس سے یہ بخوبی سمجھ میں آئے گا کہ ان دو عناصر کی کش مکش سے دینِ عیسوی کی کیا حالت ہو گئی۔

---

[1] معرکہ مذہب و سائنس مصنفہ ڈریپر صفحہ ۴۷

[2] یہ نقشہ انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن جلد پنجم تحت عنوان "ابیانزم" سے ماخوذ ہے مگر ہم نے اس کو مورخ گبن کی کتاب "زوالِ دولت روما" کے باب ۱۵ سے تصحیح کر کے درج کیا ہے ۱۲۔

نقشہ

۱۔ جنٹائلز
- (۱) بت پرست یونانی و رومی وغیرہما
- (۲) جو لوگ عیسائی ہو گئے

۲۔ یہود
- (۱) جنہوں نے مسیح کو مانا
  - ا۔ غیر مبتدع یعنی یہودانہ عیسائیت کے پیرو — ۷۸ء کے بعد سے عام عیسائیوں میں شامل ہو گئے
  - ب۔ مبتدع
    - (۱) ناصرین ....
    - (۲) ابیانی ....
    - (۳) ناشک ....
    - پانچویں صدی کے آغاز تک ان فرقوں کی مستقل جداگانہ حیثیت مٹ گئی۔ بعض یہود میں شامل ہو گئے بعض نصاریٰ میں
- (۲) جنہوں نے حضرت مسیح کو نہ مانا اور یہودی رہے

۳۵۲ء میں قیصر قسطنطین کے ساتھ یہ سب تثلیث کے قائل ہو گئے

* نوٹ: ضرورت ہے کہ ان "مبتدع" فرقوں کے عقائد ہم بیان کردیں۔

مبتدع فرقوں کے عقائد

(۱) ناصریث: اس فرقے نے شعار یہود مثلاً ختنہ اور قربانی وغیرہ کی خود پابندی کی۔ لیکن جنٹائلز کے واسطے ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ یہ لوگ پال کے منکر نہ تھے اور حضرت مسیح کو روح القدس کا اکلوتا بیٹا جو کنواری مریم سے پیدا ہوا یقین کرتے تھے۔

(۲) ابیانی۔ یہ لوگ پال سے سخت نفرت کرتے تھے۔ شعار یہود کے پابند تھے۔ حضرت عیسیٰ کو یوسف و مریم کا بیٹا مانتے تھے، اور کہتے تھے کہ جب حضرت یحییٰ نے آپ کو بپتسمہ دیا تب مسیح جسم عیسوی میں بطور حلول داخل ہوا، اور صلیب پر چڑھاتے وقت پھر الگ ہوگیا اور آسمان پر صعود کرکے اپنے عالم لاہوت میں مل گیا، جو کچھ تکلیف اور اذیت پہنچی وہ صرف جسم عیسوی کو، مسیح جو اصل میں لاہوت کلی ہے عالم ناسوت میں اپنا جلوہ دکھا کر غائب ہوگیا۔ یہ فرقہ چوتھی صدی کے آخر تک زندہ رہا پھر یا تو عام عیسائیوں میں جذب ہوگیا یا یہودیوں میں شامل ہوگیا۔

(۳) ناسٹک یعنی دانا۔ یہ فرقہ سینٹ پال کا منکر تھا، ان کا عقیدہ تھا کہ مسیح روح محض ہے جو فرشتوں سے بھی افضل

ہے۔ اس روح کا پہلے آدم میں نزول ہوا، پھر نوح و ابراہیم و موسیٰ وغیرہما میں اور آخر حضرت عیسیٰ میں جلوہ گر ہوئی، اور پھر مصلوب ہو کر آسمان پر چلی گئی۔ یہ لوگ توریت کی ابتدائی پانچ کتابوں کو مانتے تھے مگر تمام انبیاء بنی اسرائیل کو گنہگار سمجھتے تھے بعض تاویل کرتے تھے اور کہتے تھے کہ توریت کا ایک ظاہر ہے ایک باطن چنانچہ فرقہ باطنیہ کی طرح توریت کے باطنی معنیٰ سمجھنے کے مدعی تھے۔ یہ لوگ یہود کی قربانیوں کے منکر تھے گوشت اور شراب سے پرہیز کرتے تھے، اور راہبانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ اس فرقے کے عقائد میں مجوسیوں کے عقیدہ ایزد و اہرمن کی آمیزش ہو گئی جس میں مصریوں اور یونانیوں کے عقائد کی چاشنی بھی شامل ہو گئی۔

غرض کہ ان "مبتدع" فرقوں کی سینکڑوں شاخیں ہو گئیں چنانچہ گبن صرف ناسٹک فرقے کی پچاس شاخیں بتاتا ہے۔ یہ سب فرقے پانچویں صدی عیسوی کے آغاز تک فنا ہو گئے اور عام طور سے فرقہ تثلیثیہ باقی رہ گیا اور اب تک دنیا میں یہی فرقہ عیسائیوں کے نام سے مشہور ہے۔

ذیل میں ہم ایک دوسرا نقشہ درج کرتے ہیں جس سے موجودہ فرقۂ تثلیثیہ کی شاخوں کا علم آسانی سے ہو جائے گا۔

فرقہ تثلیثیہ [1]

مغربی کلیسا کے متبع		مشرقی کلیسا کے متبع
		انمیں ۱۴ مختلف کلیسا شامل ہیں
رومن کیتھولک	پروٹسٹنٹ	مثلاً کلیسائے روس
انمیں آسٹریا فرانس	انمیں انگلستان	کلیسائے یونان وکلیسائے
وغیرہ شامل ہیں	اور جرمن خاص طور سے مشہور ہیں	ریاست بلقان وغیرہا

[1] اس فرقہ کے اصول دین کا ترجمہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں :۔

ہم ایمان لاتے ایک [2] خدا قدرت والے باپ پر جو ظاہر اور پوشیدہ چیزوں کا خالق ہے اور ایک [3] رب یسوع مسیح ابن اللہ پر جو باپ کا اکلوتا بیٹا ہے عین ذات ہے آلہ آلہ ہے نور نور ہے۔ عین خدا ہے۔ مولود ہے مخلوق نہیں باپ اور اس کا ایک جوہر ہے۔ اس کی وساطت سے تخلیق اشیا ظہور میں آئی جو کچھ آسمان وزمین میں ہے ہم انسانوں کی نجات کے واسطے اس کا نزول و حلول ہوا اور وہ انسان بن کر آیا مبتلا ئے بلا ہوا اور تیسرے دن پھر اٹھ کھڑا ہوا اور آسمان پر چڑھ گیا اور اب زندوں اور مردوں کا انصاف کرنے پھر آئے گا۔ اور روح [4] القدس پر

(ماخوذ از ڈاکٹر وسٹکاٹس ہسٹارک فیتھ صفحہ ۸۴)

جمع و ترتیب عہد جدید

پہلی صدی عیسوی کے آخر تک عیسائی چونکہ حضرت مسیح کے دوبارہ آسمان سے جلد تشریف لانے کے منتظر تھے۔ اس لئے ان میں تصنیف و تالیف کا مطلق رواج نہ تھا۔ البتہ حضرت مسیح اور حواریوں کے اقوال و افعال بطور حدیث روایت کئے جاتے تھے۔ دوسری صدی میں جبکہ یہود اور جنٹائلز کے دو متضاد عناصر کی کش مکش شروع ہوئی اور فرقہ بندیاں عمل میں آنے لگیں تو ہر فرقہ نے اپنی اپنی انجیلیں مرتب کرلیں۔ ذیل میں ہم ایک فہرست[1] درج کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ فرقوں کی تعداد کے ساتھ اناجیل کا شمار بھی کس قدر زائد تھا۔

۱۔	انجیل طفولیت جو متی نے لکھی	۷	انجیل بارتھالومی
۲۔	انجیل پطرس	۸	انجیل توما
۳۔	انجیل یوحنا	۹	انجیل اوّل و دوم طفولیت نوشتۂ توما
۴	انجیل دوم یوحنا	۱۰	انجیل یعقوب
۵	انجیل اندریاہ	۱۱	انجیل نیقودیما
۶	انجیل فلپ		

[1] ماخوذ از انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا تحت لفظ "اپوکریفل لٹریچر" ۱۲

نمبر	انجیل	نمبر	انجیل
۱۲	انجیل منتھی آز	۲۴	انجیل جوڈو
۱۳	انجیل مرقس مصریوں کی	۲۵	انجیل مارشین
۱۴	انجیل مرقس مروجہ	۲۶	انجیل ناصرین
۱۵	انجیل رناباس	۲۷	انجیل ٹاٹیاں
۱۶	انجیل لوقا	۲۸	انجیل ولن ٹینس
۱۷	انجیل متی	۲۹	انجیل سی تھینس
۱۸	انجیل تھی ڈائس	۳۰	انجیل اپلس
۱۹	انجیل پال	۳۱	انجیل الکاڑٹیس
۲۰	انجیل بسی لیڈس	۳۲	انجیل ولادت مریم
۲۱	انجیل سرنتھس	۳۳	انجیل جوڈاس
۲۲	انجیل ابیانی	۳۴	انجیل کاملیٹ
۲۳	انجیل یہودیہ		

حضرت عیسیٰ اور آپ کے حواریوں کی مادری زبان "مغربی ارامک" تھی۔ اس زبان میں صرف مذکورہ بالا نمبر ۲۳ "یعنی انجیل یہود لکھی گئی تھی۔ یہ انجیل ناصرین اور ابیانیوں میں ۱۵۰ء تک رائج رہی بعد کو ان فرقوں کی تباہی کے ساتھ یہ انجیل بھی گم ہوگئی۔ اس انجیل کے سوا اور سب اناجیل یونانی زبان میں لکھی گئیں اس لئے صاف ظاہر ہے کہ وہ ان میں کلام الٰہی جو حضرت عیسیٰ پر آپ کی مادری زبان میں نازل ہوا تھا بجنسہٖ محفوظ

نہ رہا بلکہ روایت بالمعنی یا ترجمہ کے طور پر باقی رہا یہی وجہ ہے کہ ابتدا ہی سے اناجیل میں اختلاف ہوگیا اور ہر فرقہ نے اپنے اپنے طور پر روایات قلم بند کر لئے۔

ان اناجیل کے علاوہ ایک بڑی تعداد ایسے خطوط کی تھی جو حواریوں کی طرف منسوب کئے جاتے تھے اور ہر فرقہ سند کے طور پر اپنے اپنے خطوط پیش کرتا تھا۔ ان نامہ جات کی تعداد (۱۱۳) ایک سو تیرہ تک شمار ہوتی تھی جن کے مضامین میں اناجیل کی طرح باہم دیگر سخت اختلاف ہے۔

نیقیہ کی مشہور کونسل کے بعد سے صرف چار انجیلیں۔ متی، مرقس، لوقا۔ یوحنا اور اعمال حوارین۔ پال کے ۱۳ خطوط علاوہ نامہ جات جیمس۔ پیٹر۔ جان۔ اور جود اور مکاشفات یوحنا کے منتخب کر لئے گئے باقی سب انجیلیں اور نامہ جات اپوکریفل یعنی جعلی یقین کر لئے گئے اس کُل منتخب مجموعہ کا نام "عہد جدید" رکھا گیا۔ جسے پوپ گلاسیوس (۴۹۲ء لغایت لغایت ۴۹۶ء) نے باضابطہ طور پر سند قبول عطا کی اور عیسائیوں میں اب تک یہی مجموعہ مروج ہے۔

اٹھارویں صدی عیسوی تک نصاریٰ عہد جدید کی کتابوں کو لفظاً اور معناً کلام الٰہی یقین کرتے تھے لیکن گزشتہ صدی میں علوم جدیدہ کی تجسس روشنی جرح و تعدیل کی شکل میں ان کتابوں پر بھی پڑی۔

سب سے پہلے اسٹراس نے ۱۸۳۵ء میں ایک معرکہ آرا کتاب "سیرت مسیح" لکھی جس میں اس نے ہیگل کے فلسفہ تاریخ کے اصول کے

تحت میں روایات اناجیل پر بحث کی اور یہ ثابت کیا کہ روایات اناجیل مثلاً قصہ ولادت مسیح اور اسی قسم کے دوسرے معجزات جو منقول ہیں وہ ناقابل اعتبار ہیں اور ان کی حیثیت محض افسانہ ہے۔ اس کتاب نے دُنیائے عیسائیت میں ایک انقلاب پیدا کر دیا یہاں تک کہ ۱۸۷۸ء میں برونو بائر نے اس بحث پر ایک کتاب "کرسٹس" لکھی جس میں یہ دعویٰ کیا کہ موجودہ اناجیل تاریخی حیثیت سے ناقابل اعتبار ہیں۔ یسوع کی شخصیت مشکوک ہے وہ چند اقوال اور مواعظ جن کو عیسائی اناجیل کے مختصات سے سمجھتے ہیں۔ مثلاً پہاڑی والا وعظ دراصل حکمائے یونان و روم سے لفظ بہ لفظ سرقہ کر لئے ہیں۔ زمانۂ حال میں مشہور عالم ولیہا وزن نے اپنی تفاسیر اناجیل میں قریب قریب ایسا ہی دعویٰ کیا ہے اگرچہ وہ شخصیت مسیح کا حامی ہے لیکن اناجیل کو باستثنائے چند مقامات مرقس قرار دیتا ہے (دیکھو واٹسل کی کتاب "مسیح انیسویں صدی میں"، صفحہ ۷۷ تا ۹۴ و ۲۱۰)

اناجیل اربعہ

عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ متی کی انجیل سب سے قدیم ہے اور اس کو خود متی حواری نے لکھا ہے لیکن محققین نے اب اس کا کافی ثبوت دیا ہے کہ یہ انجیل اور انجیل لوقا دونوں مرقس کی انجیل سے ماخوذ ہیں۔ اَب پہلے مرقس کی انجیل کی کیفیت سُن لو۔

انجیل مرقس (مارک)

اس انجیل کا ذکر سب سے پہلے مؤرخ یوسی بس (المتوفی ۳۴۰ء)
نے اپنی تاریخ کلیسا میں کیا ہے۔

یوسی بس قیساریہ واقع ملک شام کا اسقف تھا اور عیسائیوں کے پہلے بادشاہ قسطنطین کے دربار میں بہت با اثر تھا، چنانچہ نیقہ کی مشہور کونسل میں جس میں تثلیث کا مسئلہ یورپ کا مسلمہ مذہب بن گیا۔ اس نے خاص حصہ لیا۔ یوسی بس لکھتا ہے کہ مرقس ایک یہودی الاصل یونانی تھا پہلے پال اور برناس کا رفیق تھا اور پھر اُن سے علیحدہ ہو کر پطرس حواری کی خدمت میں رہنے لگا لیکن ۶۴ء میں قیصر نیرو نے جب پطرس کو عیسائیوں کے قتل عام میں شہید کر ڈالا تو مرقس نے اس حادثہ کے بعد حضرت مسیح کی سیرت تحریر کی۔ یوسی بس نے یہ روایت۔ پاپیاس کی ایک تحریر سے جو ۱۴۰ء میں لکھی گئی۔ نقل کی پاپیاس ز یحیا واقع ایشیائے کوچک کا رہنے والا تھا اور دوسری صدی عیسوی کے آغاز میں گزرا ہے۔ اس کا شمار حواریوں کے تابعین میں ہے پاپیاس کہتا ہے کہ مجھ سے ایک راوی نے بیان کیا کہ اُس نے پہلی صدی کے ایک معتبر بزرگ سے مذکورہ بالا روایت کو بار بار سُنا

لہ تاریخ کلیسا کتاب سوم صفحہ ۱۱۳ تا ۱۱۶ مطبوعہ ۱۸۶۶ء

ہے مگر پاپیاس اس راوی کا بیان نہیں کرتا اور نہ اس بزرگ کا۔ بہرحال پاپیاس کے قول کی بنا پر مؤرخ یوسی بس نے اس روایت کو درج کیا ہے گذشتہ صدی کے محققین وسٹ کاٹ اور ہورٹ کی یہ رائے ہے کہ مروجہ انجیل مرقس کا ماخذ کا وہی ملفوظ ہے جس کو مرقس نے لکھا تھا لیکن صورت موجودہ میں آخر کی ۱۲ آیات جن میں حضرت عیسےٰ کے زندہ ہو جانے اور آسمان پر چلے جانے کا تذکرہ ہے۔ دوسری صدی میں الحاق کر دی گئی ہیں۔

انجیل متیٰ

اس انجیل کے دو ماخذ ہیں ایک م لوگیا جس کی نسبت مشہور ہے کہ حواری متیٰ نے لکھا تھا اور اس میں حضرت عیسیٰ کے مواعظ جمع کئے تھے لیکن یہ ملفوظ اسی زمانہ میں ضائع ہو گیا تھا اب صرف چند مواعظ مروجہ انجیل متی میں پائے جاتے ہیں۔ دوسرا ماخذ انجیل مرقس ہے زمانۂ حال کے محقق کہتے ہیں کہ مروجہ انجیل متیٰ کے مؤلف نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا غلطی سے لوگ اس کو حواری متی کی انجیل سمجھتے ہیں پروفیسر ہارنک کے قول کے مطابق یہ انجیل ۸۰ء سے ۱۰۰ء کے مابین تحریر ہوئی ہے۔

انجیل لُوقا

غیر یہود میں جس شخص نے انجیل کو مورخانہ حیثیت سے لکھا وہ لوقا ہے جو ایک یونانی الاصل باشندہ اطالیہ تھا۔ لوقا طبابت کا پیشہ کرتا تھا اور کہا جاتا

ہے وہ سینٹ پال کا رفیق اور اس کے کاموں میں شریک رہتا تھا. پروفیسر برکٹ کے قول کے مطابق لوقا نے پہلی صدی کے آخر میں اس انجیل کو لکھا. اس انجیل کے علاوہ اُس نے اعمال حوارین کی کتاب بھی جو عہد جدید میں داخل ہے لکھی ہے

انجیل یوحنّا

یہ انجیل اوّل کی تینوں انجیلوں سے اپنے مضامین اور طرزِ ادا کے لحاظ سے بالکل جُداگانہ ہے اس میں الٰہیات کی چاشنی دی گئی ہے جو فلسفہ یونان کی آمیزش سے اسکندریہ کے یہود میں پیدا ہو گئی تھی اور جس کا پیشرو یہودی فلاسفر فائلو معاصر حضرت مسیح تھا. اس انجیل کو اگرچہ حواری یوحنّا کی طرف منسوب کیا جاتا ہے لیکن ایسا نہیں ہے.

بلکہ تحقیق یہ ہے کہ جو دو سگے بھائی یوحنّا اور جمیس پسران زبیدی حضرت عیسٰی کے حواری تھے لیکن پاپیاس کی روایت کے مطابق یہود نے دونوں کو سنہ ۴۰ء اور سنہ ۷۰ء کے مابین شہید کر ڈالا تھا اس لئے اس انجیل کا جامع ایک دوسرا یوحنّا ہے جو نیوس واقع ایشیائے کوچک کا باشندہ تھا اور پہلی صدی عیسوی کے آخر میں گذرا ہے. گزشتہ صدی سے عیسائیوں میں اب چند مختلف الخیال گروہ پیدا ہو گئے ہیں. جن کی تفصیل یہ ہے.

لہ دیکھو برکٹ کی تاریخ انجیل صفحہ ۲۵۲ - ۲۵۵

پہلا گروہ

عیسائیوں کے تین گروہ

عوام اور اُن کے پیشوا مشنری جماعت۔ یہ لوگ اب تک عہد جدید کی کتابوں کو اوّل سے آخر تک لفظاً اور معناً کلام الہیٰ سمجھتے ہیں اور اُصول روایت اور تاریخی شہادت کی آنکھوں میں خاک جھونکتے ہیں۔

دوسرا گروہ

اُن علماء مسیحی کا جو جدید تحقیقات کے اُصول کے پیرو ہیں مگر اس کے ساتھ پابند دین بھی ہیں اُن میں آج کل پروفیسر ہارنک بہت مشہور ہے جو برلن یونیورسٹی میں تاریخ کلیسا کا پروفیسر اور پروشیا کی رائل اکاڈمی کا ایک ممتاز ممبر ہے۔ ہارنک کہتا ہے "یہ سچ ہے کہ اوّل کی تین انجیلیں بھی چوتھی انجیل کی طرح تاریخی حیثیت سے گری ہوئی ہیں۔ مگر اس غرض سے تحریر نہیں ہوئیں کہ واقعات جس طور سے گذرے قلم بند کئے جائیں۔ بلکہ غایت یہ تھی کہ ان کتابوں کے ذریعہ سے دین عیسوی کی بشارت دی جائے"[1] اس گروہ کے خیال میں صرف روحِ اناجیل پر غور کرنا چاہیئے الفاظ اور واقعات ایسے مہتم بالشان نہیں ہیں۔

تیسرا گروہ

آزاد خیال عیسائیوں کا جن میں اکثر طالب حق ہیں اور باقی لامذہب

---

[1] دیکھو ہارنک کی مکتوب کا انگریزی ترجمہ "واٹ از کرسچیانٹی"

صحف سماوی

طالب حق میں ایک خاص گروہ ہے جو ٹوبنگن اسکول سے مشہور ہے اس گروہ کا پیشوا ایک جرمنی عالم فرڈیننڈ بائر ہے جو ۱۸۲۶ء سے ۱۸۶۰ء تک مقام ٹوبنگن میں آلہیات کا پروفیسر رہا ہے۔ اس کی تحقیقات کا ملخص یہ ہے کہ عہد جدید کی کتابیں زیادہ تر سینٹ پال کے خیالات کا آئینہ ہیں اتنا ہی نہیں بلکہ نیقہ کے مشہور اجلاس کے بعد جب مسئلہ تثلیث مسلّمہ اصول دین قرار پایا تو حضرت عیسیٰ کی پاکیزہ تعلیمات بت پرستوں کے عقائد کے قالب میں ڈھال دی گئی گویا روما کے بھیڑیئے نے ناصرہ کے برہ کی کھال اوڑھ لی۔ یعنی پولوسیت عیسائیت کی شکل میں نظر آتی ہے۔

لامذہبوں کے خیالات کو فلپ ڈی بوئین اپنی کتاب "دی چرچیز اینڈ ماڈرن تھاٹ" (کلیسا اور نئے خیال) صفحہ ۹۸، ۹۹ میں یوں ادا کرتا ہے۔

ڈاکٹر رابن سن کو اقرار ہے کہ اناجیل اربعہ مشکوک ہیں لیکن اس کا خیال ہے کہ دوسری صدی کی یہ روایت کہ انجیل دوم کا مصنف سینٹ مارک (مرقس) ہے معتبر ہے اور یہ کہ مارک پطرس حواری کا ترجمان تھا اور اپنی انجیل کو حواری مذکور کی روایت سے روم میں تحریر کیا ہے۔ بہت خوب ہم اس نتیجہ کو تسلیم کرتے ہیں یعنی یوں سمجھو کہ ایک انجیل کی سماعت ایسے راوی سے ہے جو چشم دید روایت بیان کرتا ہے لیکن اس راوی کو صرف ایک سال (بقول رجعت پسند ناقدین تین سال) صحبت مسیح حاصل ہوئی۔ یہ حواری ناخواندہ تھا تیس یا چالیس سال کے بعد وہ

روایت کرتا ہے جس کو دوسرا شخص (مرقس) غیر زبان میں تحریر
کرتا ہے اور پھر یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس کا ترجمہ کہاں تک
اصل کے مطابق ہوا ہے۔ علاوہ اس کے ڈاکٹر رابن سن اپنے
ابواب "وعظ کبیر" اور "غیر مرقسی دستاویز" میں مرقس کے انجیل کی
اہم فروگذاشتوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ اہم فروگذاشتیں کیا ہیں؟
کیا ہم ان کو معمولی سمجھیں۔ ہم کو خود ان کا تھوڑا سا انتخاب کر کے
فیصلہ کرنا چاہیئے۔ اس انجیل میں حضرت عیسٰی کی بطور اعجاز پیدائش
کا نہ کچھ ذکر ہے اور نہ آپ کے عہد طفولیت کے حالات جن کو
سابقہ پیشنگوئی کی تصدیق سمجھتے ہیں۔ اسی طرح پہاڑی والے
مشہور وعظ کا بھی کچھ ذکر نہیں۔ دوبارہ زندہ ہوجانے کا قصہ
صرف چند سطروں میں مذکور ہے اور آسمان پر تشریف لے جانا
صرف ایک سطر میں بدقسمتی سے یہی وہ سطریں ہیں جو بالاتفاق الحاق
مانی جاتی ہیں کیونکہ انجیل مرقس کا حقیقت میں باب ۱۶ آیت
۸ پر خاتمہ ہوجاتا ہے اس لئے نہ حلول نہ بعثت ثانی نہ مسعود
کسی مسئلہ کا بھی ذکر نہیں۔ زبانی روایات گمشدہ دستاویز اور
نامعلوم کاتب بس یہی ایک ذریعہ رہ گئے ہیں جس سے ہم کو ان
تفصیلی حالات کا علم ہوتا ہے جو ہمارے مذہب کی روح رواں
ہیں۔ کیا اس سے بڑھ کر اور بھی کوئی ناقابل اطمینان امر ہے
جس سے مسیحی صداقت اور انجیلی حقانیت پر شبہ عائد ہوتا ہو

صحف سماوی

اَب ہم اُن قدیم نسخوں کا ذکر کرتے ہیں جو مرّوجہ بائبل کی ماخذ ہیں۔

قدیم نسخے

علماءِ مسیحی بالاتفاق تسلیم کرتے ہیں کہ عہد جدید کے اصلی نسخے سب معدوم ہیں البتہ اُن کی نقلیں جو مختلف زمانوں میں ہوئیں اَب تک موجود ہیں۔ ایسی نقلیں قریب ۵۰۰ کے ہیں لیکن ان میں بھی سب سے قدیم صرف تین نسخے ہیں اور وہ بھی چوتھی صدی عیسوی کے بیشتر کے نہیں ہیں۔ ان تین مشہور نسخوں کی مختصر کیفیت ہم یہاں درج کرتے ہیں۔

اوّل نسخہ ویٹیکن۔ یہ نسخہ کتب خانہ ویٹیکن واقعہ رومہ (اٹلی) میں چار پانچسو برس سے موجود ہے پروفیسر ہگ اس کو چوتھی صدی عیسوی کی ابتدا کا لکھا ہوا بتاتے ہیں مگر بشپ مارش کہتے ہیں کہ نہیں یہ پانچویں صدی کے آخر کا لکھا ہوا ہے۔ مونٹ ناکن کی رائے میں پانچویں یا چھٹی صدی میں لکھا گیا ہے اس نسخہ میں عہد عتیق اور جدید کی کتابیں یونانی زبان میں تحریر ہیں مگر کامل نہیں ہیں مثلاً کتاب پیدائش کے ابتدائی ۴۶ باب اور زبور ۱۰۵ سے ۱۳۷ تک کم ہیں اسی طرح عہد جدید میں نامۂ عبرانیاں باب ۹ سے آخر باب ۱۴ تک اور سینٹ پال کے نامے بنام تو تھی اور طیطوس اور فلیمن اور تمام مشاہدات یوحنا جو کم تھے ان کو پندرھویں صدی میں کسی نے مکرر لکھ کر شامل کر دیا ہے انجیل مرقس باب ۱۶ کے آیات ۹ لغایت ۲۰ کے

واسطے کاتب نے سادہ وَرق چھوڑ دیا ہے۔

دوم: نسخہ اسکندریہ۔ یہ نسخہ سَرل لیوکر کے پاس تھا جو قسطنطنیہ کا لاٹ پادری تھا اسی نے ۱۶۲۸ء میں سرطامس رو کی معرفت چارلس اوّل شاہ انگلستان کو یہ نسخہ نذر کر دیا جو اب تک برٹش میوزیم میں موجود ہے۔ اس نسخہ میں بھی عہد عتیق اور جدید کی کل کتابیں یونانی زبان میں موجود ہیں مگر متیٰ کی انجیل ابتدا سے باب ۲۵ آیت ۶ تک نہیں ہے اور انجیل یوحنا باب ۶ آیت ۵۰ سے باب ۸ آیت ۵۲ تک نہیں ہے۔ عہد عتیق میں زبور سے پہلے ایک نامہ اتھانی سیس بنام مارسی لینس زائد ہے اس نسخہ کی تاریخ تحریر میں سخت اختلاف ہے مگر اس قدر اتفاق ہے کہ پانچویں صدی کے پیشتر کا لکھا ہوا نہیں ہے۔

سوم: نسخہ سینا۔ اس نسخہ کے دستیاب ہونے کی عجیب داستان ہے۔ ڈاکٹر ٹشنڈرف ایک مشہور جرمن عالم تھا جس کو کتب مقدسہ کے قلمی نسخوں کی تحقیقات اور جستجو کا نہایت شوق تھا ۱۸۴۴ء میں ایک مرتبہ اس کا گذر ایک خانقاہ میں ہوا جو کوہ طور کے نیچے واقع تھی جس وقت وہ خانقاہ کے کتب خانہ کی سیر کر رہا تھا اتفاق سے اُس کی نظر ایک ٹوکرے پر پڑی جس میں قلمی اوراق کا ڈھیر لگا ہوا تھا اور جو آگ روشن کرنے کے واسطے وہاں لائے گئے تھے۔ ڈاکٹر نے جھک کر چند اوراق ٹوکرے سے نکال لئے غور جو کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ یونانی نسخہ سبعینیہ کی سب سے قدیم نقل ہے اور اس وقت

تک اتنی پرانی نقل کوئی اور اس کی نظر سے نہیں گذری تھی جوش مسرت میں اس نے فوراً راہبوں سے درخواست کرکے ۴۰ ورق نکال لئے۔ لیکن اس کے وفور شوق اور بے تابانہ حرکت سے راہب سمجھ گئے کہ غالباً یہ اوراق کا ڈھیر جسے وہ آگ کی نذر کرنے چلے تھے انھیں دولت سے مالامال کردے گا اس لئے انھوں نے ٹوکرا اٹھالیا اور صاف کہدیا کہ اب اور اوراق نہیں مل سکتے ناچار ڈاکٹر موصوف اپنے وطن جرمنی کو واپس آیا اور کوشش کی کہ خدیو مصر کے ذریعہ سے پورا نسخہ مل جائے مگر ناکامی ہوئی تاہم وہ مایوس نہ ہوا اور پندرہ دن تک برابر کوشش کرتا رہا آخر زار روس کی توجہ کو اس نے اپنی طرف مبذول کرلیا اور شاہی سفیر کی حیثیت سے اب وہ ۱۸۵۹ء میں اس خانقاہ میں آیا اور بڑی مشکل سے کامل نسخہ کا پتہ لگا کر راہبوں کو رضامند کرلیا اور نسخہ اپنے ساتھ لے کر پیٹرو گریڈ پایہ تخت روس میں واپس آیا جہاں وہ نسخہ اب تک شاہی کتب خانہ میں موجود ہے۔

یہ نسخہ چوتھی صدی عیسوی کا لکھا ہوا ہے اس میں عہد عتیق عہد جدید اور اپوکریفہ شامل ہیں۔ اس نسخہ میں انجیل مرقس کا باب آخر جس میں حضرت عیسیٰ کا دوبارہ زندہ ہوکر آسمان پر چڑھ جانیکا قصہ درج ہے مطلق مذکور نہیں ہے۔ اس لئے اب انصاف پسند علماء مسیحی کو اقرار کرنا پڑا ہے کہ واقعی یہ آیات کی جگہ پر سادہ ورق

چھوٹا ہوا تھا جس سے یہ خیال تھا کہ کیا عجب نے سہواً چھوڑ دیا ہو لیکن اس نسخہ میں آیت ۸ پر خاتمہ ہے اور پھر بغیر کسی فاصلہ کے انجیل لوقا کا آغاز ہو گیا ہے۔

الغرض مذکورۂ بالا تین نسخے سب سے قدیم مانے جاتے ہیں لیکن یہ نکتہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ تینوں نسخے چوتھی صدی عیسوی کے بیشتر کے لکھے ہوئے نہیں ہیں اس لئے صاف ظاہر ہے کہ ان نسخوں میں عقائد فرقہ تثلیثہ (جس کا ہم نے اُوپر حوالہ دیا ہے) مذکور ہیں جن کے باعث سے دین عیسوی کی اصلی تعلیم کا چشمہ گندلا ہو گیا ہے۔

اختلافات اناجیل

علماء مسیحی نے عہد جدید کے متن کی تصحیح میں گزشتہ صدیوں سے سخت کوشش کی ہے۔ انھوں نے اس اہم کام میں تین مختلف ذرائع کا استعمال کیا ہے۔

اوّل: قدیم نسخے جن کی تعداد قریب تین ہزار کے پہونچتی ہے۔

دوم: تراجم۔ ان میں بہت مشہور یہ ہیں :۔ (۱) جیروم کا لاطنی ترجمہ جو ولگیٹ کے نام سے مشہور ہے ۳۸۳ء میں کیا گیا۔ انگریزی مروّجہ عہد جدید کا ماخذ بھی ترجمہ ہے جو بعہد شاہ جیمس اوّل ۱۶۱۱ء میں شائع ہوا (۲) شامی ترجمہ جو پشتیو یعنی لفظی کہلاتا ہے اور جس کی نسبت خیال ہے کہ دوسری صدی میں ہوا ہوگا۔ اس کا قدیم

قلمی نسخہ پانچویں صدی لکھا ہوا ہے۔

سوم :- آئمہ دین عیسوی کے اقوال اور تحریرات جن میں عہد جدید کے مضامین بطور حوالہ کثرت سے منقول ہیں۔ ان آئمہ دین میں اُرِجین المتوفی ۲۵۴ء یوسی بس اسقف قیساریہ (۳۱۵ء لغایت ۳۴۰ء) جیروم ۳۷۸ء تا ۴۲۰ء اور ٹرٹولین ۲۰۰-۲۳۰ء بہت مشہور اور صاحب تصانیف ہیں۔

علماء مسیحی کی اس تلاش و تحقیق سے اُمید تھی کہ اناجیل کا ایک ہی متن پر اتفاق ہو جائے گا لیکن نتیجہ برعکس نکلا مشہور جرمن ڈاکٹر میل نے عہد جدید کے چند نسخے جمع کر کے مقابلہ کیا تو تیس ہزار اختلاف عبارات شمار کئے[1]۔ جان جیمس ویٹیسٹین نے مختلف ملکوں میں پھر کے اپنے متقدمین کی نسبت بہت زیادہ نسخے بچشم خود دیکھ کر جب مقابلہ کیا تو دس لاکھ اختلافات شمار کئے ہیں[2]

یہ اختلافات زیادہ تر ویریس ریڈنگ یعنی قرآت اور کتابت کے اختلاف ہیں لیکن ان میں ایسے بھی اختلاف ہیں جن سے سچی اور اصلی عبارت کی تمیز دشوار ہو جاتی ہے

پادری ہارن صاحب اپنی مشہور کتاب " انٹروڈکشن " (دیباچہ علوم بائبل) جلد ۲ صفحہ ۳۱۷ میں ان تمام اختلافات کے چار عالماد وجود قائم کرتے ہیں۔ جن کو یہاں درج کرتے ہیں

---

[1] [2] انسائیکلوپیڈیا برٹینکا تحت لفظ " اسکرپچورس " ۱۲

وجوہ اربعہ

اوّل:- ناقلوں کی غفلت یا غلطیوں سے اختلاف کا ہونا اور یہ کئی طرح پر ہوتا ہے۔

۱۔ عبری اور یونانی حرف آواز اور صورت میں مشابہ ہیں۔ اس سبب سے غافل اور بے علم نقل کرنے والا ایک لفظ یا حرف کو بجائے دوسرے لفظ یا حرف کے لکھ کر عبارت میں اختلاف ڈال دیتا ہے۔

۲۔ تمام قلمی نسخے بڑے حرفوں میں لکھے جاتے تھے اور لفظوں بلکہ فقروں کے درمیان میں جگہ نہ چھوڑتے تھے اس سبب سے کہیں لفظوں کے جزو لکھنے سے رہ گئے اور کہیں مکرر لکھے گئے یا بے پروا اور جاہل نقل کرنے والے نے اختصار کے نشانوں کو جو قدیم قلمی نسخوں میں اکثر واقع ہوئے ہیں غلط سمجھا۔

۳۔ بہت بڑا سبب اختلاف عبارت کا نقل کرنے والوں کی جہالت یا غفلت ہے کہ انھوں نے حاشیہ پر جو شرح لکھی ہوئی تھی اس کو متن کا جزو سمجھا۔ قدیم قلمی نسخوں کے حاشیہ میں مشکل مقامات کی شرح لکھنے کا اکثر رواج تھا اور آسانی سے سمجھا جاتا تھا کہ یہ حاشیہ کی شرح ہے پس اُن حاشیوں کی شرحوں میں سے تھوڑا یا سب ان نسخوں کے متن میں آسانی سے مل گیا ہوگا جو نسخے ایسے نسخوں سے نقل ہوئے جن کے حاشیہ پر شرحیں لکھی ہوئی ہوں گی۔

دوم:۔ دوسرا سبب اختلاف عبارتوں کا اس قلمی نسخے میں غلطیوں کا ہونا ہے جس سے کاتب نے نقل لی۔ علاوہ ان غلطیوں کے جو بعض حرفوں کے شوشہ کم ہو جانے یا مٹ جانے سے واقع ہوتی ہیں۔ چمڑے یا کاغذ کے مختلف حالات سے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ کاغذ یا چمڑا پتلا ہو جس میں سے ایک طرف کا لکھا ہوا دوسری طرف پھوٹ جائے اور دوسری طرف کے حرف کا ایک جزر معلوم ہونے لگے اور لفظ سمجھ میں آئے۔

سوم:۔ اختلاف عبارت کا سبب یہ بھی ہے کہ نکتہ چیں قیاس سے اصلی متن کو ارادتاً بہتر اور درست کرنے کی نیت سے صحیح کرے۔ جیسا کہ ہم ایک مشہور عالم کی مصنفہ کتاب پڑھتے ہیں اور اس میں صرف ونحو یا قواعد مناظرہ کی کوئی غلطی پاتے ہیں، تو اس غلطی کو زیادہ تر چھاپنے والے پر منسوب کرتے ہیں بہ نسبت اس کے کہ خود مصنف کی طرف نسبت دیں اسی طرح ایک قلمی نسخہ نقل کرنے والا جو اس کتاب میں جسے وہ نقل کرتا ہے غلطیاں پائے تو ان کو ناقل اول کی طرف منسوب کرتا ہے اور پھر ان کو اپنی دانست میں اس طرح صحیح کرتا ہے کہ مصنف نے اس کو یوں لکھا ہوگا لیکن اگر وہ اپنے خورده گیر قیاس کو بہت وسعت دیتا ہے تو وہ خود اسی غلطی میں پڑتا ہے جس کے رفع کرنے کا اس نے ارادہ کیا تھا اور اس کا غلطی میں پڑنا کئی طرح پر ہو سکتا ہے (۱) مثلاً نقل کرنے والا ایک لفظ کو جو حقیقت میں صحیح ہے غلط سمجھ لے یا جو مصنف کی مراد ہے اس کو غلط سمجھے اور یہ جانے کہ اس نے صرف ونحو کی غلطی پکڑی حالانکہ وہ خود

غلطی پر ہے یا یہ بات ہو کہ خود مصنف ہی سے وہ غلطی صادر ہوئی ہو جس کو یہ صحیح کرنا چاہتا ہے (۲) اختلاف عبارت کے اسباب میں بقول مکیس بہت بڑا سبب جس سے عہد جدید میں دروغ آمیز مقابات نہایت کثرت سے پیدا ہوتے ہیں یہ ہے کہ یکساں مقامات کو اس طرح تبدیل کیا گیا ہے جس سے اُن میں ایک دوسرے سے زیادہ کامل مُطابقت کی جائے اور خاص کرا ناجیل کو اس طریقہ سے نقصان پہنچا ہے اور پال کے نامجات کو اکثر مقامات میں اس لئے اُلٹ پلٹ کیا ہے کہ عہد جدید کے حوالوں کو اُن مقامات میں جہاں وہ سٹیپواجینٹ (نسخہ سبعینہ) ترجمہ کے بعینہ الفاظ سے تفاوت رکھتے ہیں اسی ترجمہ سے مطابق کریں ۔(۳) بعض نکتہ چینیوں نے عہد جدید کے نسخوں میں اسی طرح اختلاف عبارت ڈال دیئے کہ ان کو ترجمہ رومی ولگیٹ کے مطابق تبدیل کر دیا۔

چہارم :- ایک اور سبب اختلاف عبارت کا ایسی خرابیاں یا تبدیلیاں ہیں جو کسی فریق کے مطلب برائی کے لئے دانستہ کی گئی ہوں خواہ وہ فریق دُرست مذہب رکھتا ہو یا بدعتی ہو۔ یہ بات تحقیق ہے کہ اُن لوگوں نے جو دیندار کہلاتے تھے بعض خرابیاں ارادتاً کیں یہ خرابیاں اس دوراندیشی سے کی گئی تھیں کہ جو مسئلہ تسلیم کیا گیا ہے اُس کو تقویت ہو یا جو اعتراض اُس مسئلہ پر ہوتا ہو وہ نہ ہو سکے۔

مذکورہ بالا اسباب کی روشنی میں صاف نظر آتا ہے کہ عہد جدید کی کتابیں کس قدر مشکوک ہیں اور اُن کی اصلیت پر کیسا پردہ پڑ گیا ہے

تمثیلاً ہم یہاں چند مقامات کا حوالہ دیتے ہیں۔ یہ وہ مقامات ہیں جن کو ۲۷ مشہور علماءِ مسیحی کی ایک انجمن نے الحاقی ثابت کیا ہے۔ اس انجمن کی کیفیت یہ ہے کہ سنہ ۱۸۷۰ء میں شہر کنٹربری (واقع انگلستان) میں علماءِ مسیحی کی ایک مجلس منعقد ہوئی بحث یہ تھی کہ مروجہ انگریزی ترجمہ بائبل جو شاہ جیمس اوّل کے حکم سے سنہ ۱۶۱۱ء میں ہوا تھا اور جس کا ماخذ رومی ترجمہ ولگیٹ تھا اب اس وجہ سے ناقص ہو گیا کہ اس زمانہ میں دو سب سے قدیم مشہور و معروف نسخے یعنی نسخہ اسکندریہ اور نسخہ سینا (ان کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں) دستیاب نہیں ہوتے تھے علاوہ بریں زمانہ حال کے انکشاف متعلق آثار قدیمہ بھی اس وقت نہیں ہوتے تھے اس لئے ایک دوسرا ترجمہ قدیم ماخذوں اور جدید انکشافات کی مدد سے تیار کرنا چاہیئے چنانچہ ۲۷ ارکین اس خاص مقصد کے واسطے منتخب ہوئے جنھوں نے سنہ ۱۸۸۱ء میں نہایت جانفشانی سے ایک نیا ترجمہ جواب روائزڈ ورشن کے نام سے مشہور ہے چھاپ کر شائع کر دیا۔

اب ہم اُن مقامات کا حوالہ دیتے ہیں جو بالاتفاق الحاقی ثابت ہوتے ہیں:-

نامہ جان اوّل باب ۵ درس ۷	اس میں مسئلہ تثلیث کا ذکر ہے
اعمال حواریین باب ۸ درس ۳۷	اس میں ایک خواجہ سرا کا یہ عقیدہ کہ مسیح ابن اللہ ہے بیان ہوا ہے
انجیل مرقس باب ۱۶ ویں ۹ لغایت ۲۰	اس میں حضرت مسیح کا دوبارہ زندہ ہو کر حواریوں سے ملنا اور پھر آسمان پر چڑھ کر

	جانا مذکور ہے
انجیل یوحنا باب ۸ درس ۱۱	ایک زانیہ کا سنگساری کی حد سے بچنا
انجیل یوحنا باب ۵ درس ۳ و ۴	فرشتہ کا بیت شدا کی تالاب کو جنبش دینا۔
انجیل متی باب ۶ درس ۱۳	دعائے مسیحؑ

ہم نے مذکورہ بالا مقامات پر جن کو خود علمائے مسیحی نے اب الحاقی ثابت کیا ہے اکتفا کیا ہے ورنہ اگر عہد جدید کی مختلف کتابوں کا باہمی مقابلہ کے ساتھ مطالعہ کیا جائے تو بکثرت ایسے مقامات نظر آتے ہیں جن میں صریح تناقص اور تخالف ہے بنمونہ کے طور پر ہم یہاں ولادت مسیح کے متعلق اناجیل اربعہ کے اختلافات کو بیان کرتے ہیں۔

اناجیل اربعہ اور ولادتِ مسیحؑ

حضرت مسیح کی مافوق العادت کا قصہ انجیل متی اور انجیل لوقا میں مذکور ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ نہ مرقس کی انجیل میں جو ان دونوں اناجیل سے سابق اور اصل مآخذ ہے یہ قصہ بیان ہوا ہے اور نہ انجیل یوحنا میں حالانکہ یوحنا کو عیسائی برگزیدہ حواری یقین کرتے ہیں اور حضرت مسیح نے صلیب پر اسی حواری سے وصیت کی تھی کہ میں اپنی ماں کو تمہارے سپرد کرتا ہوں تم کفالت کرنا چنانچہ حضرت مریم یوحنا کے گھر میں رہیں۔ دیکھو انجیل یوحنا $\frac{19}{26 \text{ و } 27}$) اس لئے اس امر میں یوحنا کو سب سے پہلے واقفیت

ہونا چاہیئے تھی خاص کر جبکہ یوحنا نے اپنی انجیل میں بہت شدومد سے حضرت مسیح میں الٰہی شان کا جلوہ گر ہونا بیان کیا ہے لیکن حیرت ہے کہ متعدد مقامات پر یوحنا نے صاف صاف حضرت مسیح کو یوسف اور مریم کا بیٹا لکھا ہے اور آپ کے اور بھائیوں کا بھی حوالہ دیا ہے۔

(دیکھو انجیل یوحنا ۱/۴۵ و ۲/۱۲ و ۵/۲۴، ۲)

اب متی اور لوقا کے حوالوں کو لو۔ انجیل متی ۱/۱۸-۲۱ میں لکھا ہے۔

"یسوع مسیح کی ولادت اس طور پر ہوئی کہ جب اُس کی ماں مریم یوسف کے ساتھ منسوب ہوئی تو قبل اس کے کہ ہم بستری کی نوبت آتے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی تب اس کے شوہر یوسف نے جو ایک نیک آدمی تھا اس اندیشہ سے کہ کہیں اس کی عام تشہیر نہ ہو جائے چاہا کہ مریم کو چپکے سے چھوڑ دے لیکن جب وہ یہ ارادہ کر رہا تھا ناگاہ خدا کا فرشتہ اُسے خواب میں نظر آیا اور کہنے لگا یوسف ابن داؤد مریم کو اپنی بی بی بنانے میں کچھ خوف نہ کر کیونکہ جو کچھ اس کے شکم میں ہے روح القدس سے ہے اور وہ ایک بیٹا جنے گی جس کا نام یسوع رکھنا کیونکہ وہ اپنی قوم کو ان کے گناہوں سے بچائے گا یہ سب اس لئے ہوا کہ خدا نے جو کچھ رسول کی معرفت فرمایا تھا وہ پورا ہو۔ وہ پیشین گوئی یہ ہے" دیکھو ایک کنواری بیٹا جنے گی حاملہ ہو کر جس کا نام عمانوئیل رکھا جائے گا"

متی نے یسوع کی مافوق العادت وِلادت کو اس پیشن گوئی کی تصدیق میں پیش کیا ہے جو عہدِ عتیق کتاب یشعیاہ ۷ ۱۴ میں مذکور ہے لیکن زبان عبرانی کا مشہور عالم ڈاکٹر ڈیوڈسن نے کتاب یشعیاہ کی شرح میں جو ٹمپل بائبل میں شائع ہوئی ہے لکھا ہے کہ یشعیاہ نبی نے اصل میں "المہ" کا لفظ ارشاد فرمایا تھا" ایک نوجوان لڑکی جو شادی کے قابل ہو گئی ہو۔ لیکن عہدِ عتیق کے یونانی ترجمہ یعنی نسخہ سبعینہ میں "پارتھی یوس" بمعنیٰ "باکرہ" استعمال ہوا اور چونکہ اناجیل اربعہ میں عہدِ عتیق کے حوالے اسی یونانی ترجمہ نسخہ سبعینہ سے اخذ کئے گئے ہیں اس لئے متی نے بھی وہی باکرہ کا لفظ استعمال کردیا۔ فرانس کا مشہور ڈاکٹر ریوس اپنی کتاب لاپروفٹ (کتاب الانبیاء) جلد اوّل صفحہ ۳۲۳ میں اس پیشن گوئی کے متعلق ایک تاریخی لطیفہ لکھتا ہے وہ کہتا ہے یشعیاہ نبی نے اخاز شاہ یہودیہ کو جب اس پر شام اور سماریہ کے حاکموں نے حملہ کر کے سخت پریشان کر دیا تھا تسلی دے کر یہ پیشن گوئی کی تھی کہ یہ دشمن جلد تباہ ہو جائیں گے اور نشان کے طور پر فرمایا تھا کہ جب ایک کنواری سے ایک لڑکا پیدا ہو جس کا نام عمانیل رکھا جائے اور وہ مسکہ اور شہد کھائے اور قبل اس کے کہ بُرائی سے بچنے اور اچھائی اختیار کرنے کی تمیز اس کو آئے یہ دونوں بادشاہ جو تیرے دشمن ہیں تباہ ہو جائیں گے" اب اگر عمانیل سے یسوع مسیح مُراد ہیں تو گویا یشعیاہ نبی شاہ یہودیہ کو یوں تسلی دیتے ہیں کہ ۷۵۰ برس بعد یعنی جب حضرت عیسیٰ پیدا ہونگے تو تیرے دشمن تباہ ہو جائیں گے۔ بھلا ایسی پیشن گوئی سے شاہ یہودیہ کو جو اس وقت

دشمنوں کے نرغہ میں تھا کیا تسلّی ہوئی۔ طرّہ یہ ہے کہ اسی کتاب یشعیاہ کے باب ۸ درس الغایت ۸ میں ایک کاہنہ کے بطن سے ایک لڑکے کا پیدا ہونا اور قبل اس کے کہ وہ سن رُشد کو پہنچے شاہ یہودیہ کے دشمنوں کا اسیر یا کے بادشاہ کے ہاتھوں تباہ ہو جانا مذکور ہے۔

اب انجیل لوقا کو لو باب اوّل درس ۲۶ لغایت ۳۵ میں لکھا ہے:۔

"زوجۂ زکریا کے حمل کے چھ ماہ بعد جبرئیلؑ خدا کی طرف سے جلیل کے ایک شہر ناصرہ میں ایک کنواری کے پاس آیا جو نسل داؤدؑ کے ایک شخص یوسف نام سے منسوب تھی۔ اس کنواری کا نام مریم تھا۔ فرشتہ آیا اور کہنے لگا "بشارت ہوا سے وہ جس پر رحمت کی گئی ہے۔ خدا تیرے ساتھ ہے تو عورتوں میں متبرک ہے" مریم نے جب اسے دیکھا تو متردد ہوئی اور دل میں کہنے لگی۔ یہ کس قسم کی بشارت ہے فرشتہ کہنے لگا "اے مریم کچھ خوف نہ کر تو نے خدا کی رحمت کو پالیا اور دیکھ تو حاملہ ہوگی اور ایک بیٹا جنے گی اور اس کا نام یسوع رکھے گی وہ بزرگ ہوگا اور ابن اعلےٰ کہلائے گا اور خدا وندا سے اس کے باپ داؤد کا تخت عطا فرمائے گا اور وہ نسل یعقوب پر ہمیشہ حکمراں رہے گا اور اس کی حکومت کا خاتمہ نہ ہوگا" تب مریم نے فرشتہ سے کہا یہ "کیسے ہوگا جب کہ میں کسی مرد سے نہیں ملی" تب فرشتہ نے کہا "تجھ پر روح القدس نازل ہوگی اور رب اعلےٰ کی

قدرت تجھے ڈھانک لے گی۔ اور اس لئے وہ پاک شے جو تجھ سے پیدا ہوگی ابن اللہ کہلائے گی"۔

لوقا کا یہ بیان متی کے بیان سے کس قدر مختلف ہے پھر حضرت مسیح کا نسب نامہ جس کو لوقا باب ۳ میں درج کیا ہے آپ کے اس نسب نامہ سے جس کو متی نے باب اوّل درس الغایت ۱۷ میں لکھا ہے کسی طرح مطابقت نہیں رکھتا علاوہ اس کے خود لوقا نے اپنی انجیل کے متعدد مقامات پر حضرت مسیح کو یوسف و مریم کا بیٹا لکھا ہے دیکھو لوقا $\frac{2}{48}$ "مریم نے عیسیٰ سے کہا دیکھ تیرا باپ اور میں غمگین ہو کر تجھے ڈھونڈھتے تھے"۔ اسی طرح لوقا $\frac{2}{43}$ کے موجودہ نسخوں میں یہ لفظ ہیں "تب یوسف اور اس کی ماں" مگر ڈاکر گریسباخ کی صحیح اور مقابلہ کر کے چھاپی ہوئی انجیل مطبوعہ لیپسک (واقع جرمنی) ۱۸۰۵ء اور سنڈروف کی انجیل مطبوعہ ۱۸۴۹ء اور رومن ولگٹ کے انگریزی ترجمہ میں یوسف کا نام نہیں ہے بلکہ یوں ہے "تب اس کا باپ اور اس کی ماں" اور ٹرو ٹوپ نے یونانی انجیل کی شرح میں اسی کو صحیح مانا ہے جس سے یوسف کا پدر مسیح ہونا صاف ظاہر ہے اسی طرح لوقا $\frac{2}{27 و 41}$ میں یوسف و مریم کو حضرت عیسیٰ کے ماں باپ کہہ کر تعبیر کیا ہے۔

مسٹر کافی بیر نے ۲۲ رجون ۱۹۰۴ء کے اخبار ڈیلی کرانکل میں ایک مضمون لکھا ہے جس میں وہ کہتا ہے کہ "حضرت مسیح کے متبع اور معاصرین یوسف کو آپ کا انسانی باپ مانتے تھے اور حواری بھی اس سے زائد نہیں جانتے تھے۔ آپ کی ما فوق العادت ولادت ایک خاندانی راز تھا جس کو آپ

کی ماں نے اس وقت تک ظاہر نہیں کیا جب تک پال اور اس کے رفیق دُنیا سے رخصت نہ ہو گئے۔ یہ ایک واقعہ ہے کہ یہودیہ کا پہلا کلیسا اس مافوق العادت ولادت کا صاف منکر تھا... غرضیکہ حضرت مسیح کے دو سو برس بعد تک ہر جگہ عیسائیوں کے ایک نہ ایک فرقہ نے اس اعجوبہ سے انکار کیا ہے۔ انسائیکلوپیڈیا ببلکا زیرِ تحت لفظ "یسوع" میں صاف لکھا ہے کہ:-

کچھ شک نہیں کہ باکرہ سے پیدا ہونے کا یہ قصہ ہم کو کفار کے خیالات[1] کے دائرہ میں داخل کر دیتا ہے۔

---

[1] حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ بے شک وہ لوگ کافر ہو گئے جو کہتے ہیں مسیح ابن مریم وہی خدا ہے (سورۃ مائدہ) کلام مجید کے نزول کے زمانہ میں دو متضاد خیالات حضرت عیسیٰ کے متعلق اہل کتاب میں پھیلے ہوئے تھے یہود آپ کو معاذ اللہ ولد الزنا یقین کرتے تھے اور حضرت مریم کو ایک شخص پنتھرا تالی کے ساتھ تہمت لگاتے تھے برعکس اس کے نصاریٰ آپ کو لوگاس (یعنی کلمۃ اللہ و روح اللہ) مسیح موعود اور ابن اللہ اور حضرت مریم کو خداوند کی کنواری ماں یقین کرتے تھے۔ کلام مجید نے یہود کی تہمت کو قطعاً باطل کیا اور نصاریٰ کی گمراہیوں کی اصلاح کر دی۔ ارشاد ہوتا ہے۔ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِيْ أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا (اور مریم عمران کی بیٹی جس نے اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھا (یعنی بدکاری نہیں کی) پس ہم نے اپنی روح اس میں پھونک دی۔ سورہ مریم) یہ یہود

بے شک عیسائیوں نے اس قصہ کو اس طرح مان لیا ہے جس طرح
بت پرست قوموں نے اپنے بعض بزرگوں کے متعلق مشہور کیا تھا مثلاً قدیم

کے مقابلہ میں حضرت مریم کی عصمت اور محصنہ ہونے کی گواہی اور آپ کے بیٹے کو
اپنی روح سے نسبت دے کر عظمت و تقدس علیوی کی شہادت ہے اب دوسرے
مقامات پر ارشاد ہوتا ہے۔ یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم و
لا تقولوا علی اللہ الا الحق انما المسیح عیسی ابن
مریم رسول اللہ وکلمتہ القھا الی مریم و روح
منہ فامنوا باللہ ورسولہ ولا تقولوا ثلثۃ انتھوا
خیر لکم (اے کتاب والو اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو و خدا پر بجز سچ
کے کچھ نہ کہو بے شک عیسیٰ مریم کا بیٹا خدا کا رسول ہے اور اس کا کلمہ ہے کہ
اس کو مریم کی طرف ڈالا اور روح ہے اس کی طرف سے پھر ایمان لاؤ اللہ پر اور
اس کے رسولوں پر اور مت کہو کہ تین خدا ہیں اس کہنے سے باز رہو تمہارے واسطے
بہتر ہے سورہ النساء) یہ نصاریٰ کے مقابلہ میں ان کے خیالات کی اصلاح ہے۔
ناسٹک فرقے حضرت عیسیٰ کو روح محض اور لاہوت کلی کہتے تھے۔ اسی طرح
اسکندریہ کے عیسائی الٰہیات کے رنگ میں آپ کو لوگاس یعنی کلام ازلی یا کلمۃ اللہ
کہتے تھے۔ ایبانی فرقے آپ میں ناسوتی اور لاہوتی صفات ثابت کرتے اور فرقہ تثلیثہ
آپ کو ثالث ثلثہ اور ابن اللہ کہتا تھا غرضیکہ یہود کے مقابلے میں عیسائی نہایت
غلو سے کام لیتے تھے اور سمجھتے تھے کہ سچی حمایت دین اسی کا نام ہے۔ کلام مجید

یونانی کہتے تھے کہ افلاطون اپالو دیوتا کا بیٹا ہے اور اس کے حمل کا قصہ بھی حضرت مسیح کے قصہ کی طرح مشہور تھا مؤرخ پلوٹارک اسکندر رومی کے متعلق لکھتا ہے کہ جو پیٹر امون دیوتا سانپ کی شکل میں اسکندر کی ماں کے خواب گاہ میں آیا کرتا تھا ایک دن فلیقوس نے روزن دیوار سے اس حرکت کو دیکھ لیا فوراً اس کی ایک آنکھ جاتی رہی غرضیکہ اس طور سے اسکندر کی ماں دیوتا سے حاملہ ہوئی۔ اسکندر کی زندگی ہی میں یہ قصہ

نے اس غلو کو باطل کیا اور فرمایا کہ بے شک حضرت عیسیٰ مسیح موعود ہیں کلمۃ اللہ ہیں۔ روح اللہ ہیں لیکن ان باعظمت خطابات کے ساتھ آپ مثل اور پیغمبروں کے ایک رسول ہیں اور اس خدا کے لم یلد ولم یلد کے ایک بندے ہیں۔ پھر صاف صاف فرما دیا۔ ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقۃ کانا یاکلن الطعام مسیح ابن مریم فقط ایک پیغمبر تھا اس سے پہلے کئی پیغمبر گذر چکے اور اس کی ماں سچے دل سے خدا کو ماننے والی تھی۔ دونوں کھانا کھاتے تھے (یعنی بشر تھے) سورہ مائدہ، حضرت عیسیٰ کے متعلق کلام مجید کی اصلی تعلیم یہی ہے۔ باقی رہیں وہ آیات جن میں آپ کی ولادت کا ذکر ہے یعنی سورہ آل عمران کی یہ آیات واذ قالت الملٰئکۃ یا مریم۔۔ الآ اور سورہ مریم کی یہ آیات واذکر فی الکتاب مریم الایہ بصرت ابرا دقصص کے طور پر ہیں اور لوقا ۱-۲۶-۳۵ کے بیان سے جس کو ہم نے دیر ترجمہ کیا ہے بشابہ ہیں۔

کہ وہ جو ہیٹرامون کا بیٹا ہے مشہور ہوگیا تھا۔

مہابھارت کا قصہ

مہابھارت میں لکھا ہے کہ ایک راجہ کی کنواری لڑکی کو رشیوں نے اس کے حسنِ خدمات کے عوض چند ایسے منتر سکھا دیئے تھے جن کو پڑھ کر وہ جس آسمانی دیوتا کو چاہے بُلا سکتی تھی۔ ایک دن اس لڑکی نے آزمانے کی غرض سے سوریا دیوتا کے لئے منتر پڑھا فوراً دیوتا ایک جوان خوش رو کی شکل میں متشکل ہوکر سامنے موجود ہوا اور کہنے لگا "مجھے کیوں تکلیف دی ہے لڑکی نے کہا "میں نے تو محض آزمائش کے طور پر منتر پڑھا تھا" دیوتا نے کہا "یہ ہو نہیں سکتا اب میں آیا ہوں تو اپنی ایک یادگار بھی چھوڑ نا جاؤں" لڑکی جھجکی اور کہنے لگی کہ" دیوتا! میں بدنام ہو جاؤں گی" دیوتا نے جواب دیا "نازنین! تو ڈرتی کیوں ہے اس حمل کے رہ جانے سے تیری بکارت زائل نہ ہونے پائے گی"

غرضیکہ اس طور سے کرن پیدا ہوا۔ یہ وہی مشہور سور ما کرن ہے جو مہابھارت کی جنگ میں پانڈوں سے لڑا اور آخر میں ارجن کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور یہ لڑکی پانچوں پانڈوں کی ماں کنتی ہے۔

ذکر حیات بعد الموت

ولادتِ مسیح کے ذکر کے بعد ذیل میں حیات و مماتِ مسیح کی تشریح سُنو

انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا طبع جدید جلد ۳ میں "بائبل" پر ایک مبسوط اور عالمانہ مضمون لکھا گیا۔ جس کی ایک سُرخی "جمع و ترتیب انجیل" سے ہم

چند فقرات کا ترجمہ درج کرتے ہیں۔

"یسوع اور اس کے حواریوں کی کتابیں اصل میں تورات تھیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یسوع اور اس کے حواری دونوں انھیں کتابوں پر قانع تھے۔ غالباً پورے ڈیڑھ سو برس بعد وفات مسیح ایسے تحریرات نظر آتے ہیں جن کو کتب عیسوی کہہ سکتے ہیں عیسائیوں کی پہلی نسل تحریر کتب کی طرف مائل نہ تھی۔ اتنا ہی نہیں کہ کتاب لکھنے کے واسطے کوئی خاص وجہ نہ تھی بلکہ نہ لکھنے کے واسطے البتہ صریح علت موجود تھی یہ علت ان کے اس رجحان طبیعت میں مضمر تھی جس کو مسیح کی "حیات بعد الممات" سے تعبیر کرتے ہیں۔ عیسائیوں کی پہلی نسل مسیح کے آسمان سے دوبارہ تشریف لانے کے روزانہ منتظر رہتی تھی۔ اصل یہ ہے کہ عیسائی نہ صرف "مسیحا" کے دوبارہ ورود کے منتظر تھے بلکہ رجعت یسوع کا انتظار کرتے تھے۔ یہود کا عقیدہ تھا کہ مسیحا میں صفات مافوق البشر پائے جائیں گے۔ اس لئے یسوع کی پہلی تشریف آوری (جس سے نامرادی اور بے کسی ظاہر ہوتی) پر ورودِ "مسیحا" کا دعوی صادق نہ ہوا اس لئے عیسائیوں کی پہلی نسل جوش و خروش کے ساتھ یسوع کی بہت جلد ایسی آمد کے منتظر تھے جو جاہ و جلال اور عظمت و شان کے ساتھ ہو قلوب کی یہ حالت ہو تو مستقل تصنیفات کی ضرورت

ہی کیا تھی ان کو تو یقین تھا کہ عنقریب خدا وند سے بالمشافہ گفتگو ہوگی۔ (صفحہ ۲۸۷)

عیسائی علماء کے اس "حق برزبان جاری" اقرار کے بعد اب ضرورت نہیں کہ ہم اناجیل اربعہ یا ان کی کتابوں پر کچھ تنقید کریں۔

عقائد یہود کے ضمن میں ہم لکھ چکے ہیں کہ کیونکر حضرت عیسیٰؑ کو یہودیوں نے جعلی مسیح تصور کیا لیکن ان کے مقابلے میں عیسائیوں نے آپ کو نہ صرف مسیح موعود بلکہ ابن اللہ اور ثالث ثلثہ یقین کیا جو کفارہ کے طور پر مصلوب ہونے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر آسمان پر باپ کے پاس چلا گیا اور اب پھر جاہ و جلال کے ساتھ نازل ہوگا۔ اس اجمال کی تفصیل کے واسطے پہلے حضرت عیسیٰؑ کے واقعات زندگی پر غور کرنا چاہیئے۔

ذیل میں ہم فرانس کے مشہور محقق رینان کی معرکہ آرا کتاب سیرت یسوع کا اقتباس درج کرتے ہیں۔

فاضل موصوف حضرت عیسیٰ کے حیات کے دو جداگانہ دور قرار دیتا ہے۔ دور اوّل وہ ہے جب آپ نے گیلیلی (شہر جلیل) کے گرد و نواح میں مؤثر تمثیلوں کے ذریعہ سے زہد۔ قناعت۔ مذمت دنیا اور تواضع پر وعظ کہنا شروع کیا اور درویشانہ زندگی بسر کرنے کی تعلیم دی۔ اس تعلیم سے اور نیز آپ کے اس رحیمانہ طرزِ عمل سے جو آپ نے مغرور جبّہ و دستار والے فریسیوں (فقہاء یہود) کے برعکس غرباء و مساکین اور دل شکستہ گنہگاروں پر رحم و کرم فرمانے سے اختیار کیا تھا آپ ہر دلعزیز ہوگئے

لیکن اس کے ساتھ کسی نے آپ کو یہ کہنا شروع کیا کہ آپ ہی الیاس یا یرمیاہ (جو اب تک زندہ مگر نظروں سے غائب مانے جاتے تھے) ہیں اور جن کے ظہور سے دور مسیحا شروع ہوگا۔ کسی نے یہ خیال کیا کہ آپ ہی مسیح موعود ہیں۔ لیکن آپ نے ان کو ایسا کہنے سے منع کیا اتنا ہی نہیں بلکہ ایک دن آپ کے ایک حواری نے عرض کیا کہ اے نیک استاد میں کون سا نیک کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ "تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا۔ لیکن اگر تو ایسی زندگی چاہتا ہے تو احکام کی تعمیل کر۔"

دوسرا دور وہ ہے جب آپ مع ۱۲ حواریوں کے بیت المقدس کی زیارت کو تشریف لے گئے۔ خلائق کے مجمع میں یکایک ایک اندھا بول اٹھا کر یہی داؤد کا بیٹا مسیح موعود ہے لوگوں نے اس کی تائید میں زور شور سے "ہمارا بادشاہ مبارک" (ہوشعنا ابن داؤد) کے نعرے لگائے غرضکہ آپ اس شان سے ہیکل میں تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ عبادت کے عوض لوگ احاطۂ حرم میں خرید و فروخت کر رہے ہیں اور ایک بازار لگا ہوا ہے۔ آپ سخت ناراض ہوئے اور نہی عن المنکر کے طور پر صرافوں کے تختے اور کبوتروں کی کابکیں الٹ دیں۔ یہ دیکھ کر فقہا اور علماء یہود حسد کی آگ سے جلنے لگے جب آپ نے ہیکل میں بے خوف و خطر فریسیوں (فقہا) اور احبار کی ریاکاری حُبِ دنیا اور جاہ طلبی کی قلعی کھول کر صدق نیت اور خلوص باطن کی طرف توجہ دلائی تو پیشوایانِ دین اپنی عظمت اور وقار کے جاتے رہنے کے خوف سے آپ کے دشمن ہو گئے اور قتل کے درپے ہو گئے۔

حضرت عیسیٰؑ سمجھ گئے کہ قاتلین انبیاء اب آپ کو زندہ نہ چھوڑیں گے۔ آپ نے ان پر نفرین کر کے بیت المقدس کے تباہ و برباد ہونے کی پیشین گوئی اور اپنے مریدوں کو اپنی موت کی خبر دے کر یہ وصیت کی کہ خبردار فریب میں مت آنا۔ بہت سے مسیح ہونے کا دعوے کریں گے اور بہتوں کو فریب دیں گے۔ جب تم جنگ و جدال کے ہولناک واقعات سننا تو پریشان مت ہونا۔ یہ ہونا ہے۔ آخر زمانہ میں فتنہ و فساد اور قتل و غارت کا بازار گرم ہوگا اور جب یہ سب مصائب گذر چکیں گے تو سورج تاریک ہوجائے گا۔ چاند میں روشنی اخذ کرنے کی قوت نہ رہے گی۔ ستارے آسمان سے گذر جائیں گے۔ آسمان میں تزلزل پیدا ہوگا۔ مریدوں نے پوچھا کہ یہ وقت کب آئے گا۔ آپ نے جواب دیا کہ نہ انسان نہ آسمان کے فرشتے اور نہ ابن آدم" کوئی بھی اس وقت کو نہیں جانتا ہے ہاں اگر اس کا علم ہے تو خدا کو، اس لئے ہوشیار رہو اور عبادت کرو کیونکہ تم کو اس ساعت کی خبر نہیں۔

حوارین آپ کے یہ الفاظ سن کر افسردہ ہو گئے۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے۔ کہ آپ اسرائیل کی بادشاہت قائم کر کے جاہ و جلال سے حکومت کریں گے انھیں ایام میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا جو آپ کی گرفتاری کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ آپ کے حواری چونکہ تارک الدنیا ہو کر آپ کے ساتھ رہتے تھے۔ اس لئے جو کچھ نذر نیاز کے طور پر ملتا تھا وہ سب آپ کے ایک حواری یہوداہ اسخر یوطی کے پاس جمع ہوتا تھا وہ ان سب کے خور دو نوش کا سامان کرتا تھا اور سب کا خزانچی تھا۔ ایک دن حضرت عیسیٰؑ پریشانی کے ایام میں

اپنے ایک دوست شمعون مبروص کے گھر تشریف لے گئے۔ ایک خوش عقیدہ عورت ایک قیمتی صندوقچہ میں خوشبودار تیل لائی اور آپ کے سرِ مبارک پر ملکر صندوقچہ کو اس زمانہ کے رسم کے موافق تصدق کر کے توڑ ڈالا۔ یہ دیکھ کر حواری اس عورت پر بہت خفا ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ کیا فضول خرچی تھی۔ اگر یہ سب ہم کو دیتی تو ہم سب کو تین سو درہم میں فروخت کر کے اپنے مصرف میں لاتے۔ حضرت عیسیٰؑ کو حواریوں کی یہ گدایانہ روش ناگوار گذری، آپ نے پُر درد لہجہ میں فرمایا "اس عورت پر ناحق خفا ہوتے ہو اس نے میرے ساتھ اچھا سلوک کیا، محتاج تو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیں گے۔ لیکن میرا اب آخری وقت ہے اس خوشبو سے میرا کفن معطر ہوگا اور جب لوگ انجیل کو پڑھیں گے تو اس نیک عورت کو بھی یاد کریں گے[1]"

یہ سنکر حواری چپ ہو گئے لیکن یہوداہ دل میں پیچ و تاب کھا کر رہ گیا، آخر یہودیوں سے سازش کر کے روپیہ کے لالچ میں مخبری کر دی یہود چند سپاہی لے کر رات کے وقت دوڑ پڑے۔ حواری دشمن کی صورت دیکھ کر آپ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوتے اور اس طرح وہ معصوم نبی اللہ گرفتار ہو گیا۔ یہودی شریعت میں ارتداد یا الحاد کی سزا سنگسار کرنا تھا مگر اس زمانہ میں رومیوں کی سلطنت تھی اور وہ یہودی شریعت سے مرتد ہونے کے جرم میں کسی کو سنگسار نہیں کرتے تھے اس لئے یہود نے

---

[1] لوقا باب ۱۴ آیات ۳ لغایت ۹

حضرت عیسیٰؑ پر بادشاہ وقت سے باغی ہونے کی تہمت لگائی اور پائلٹ نے جو وہاں کا گورنر تھا یہ کہا کہ یہ شخص خود کو یہود کا بادشاہ کہتا ہے اور لوگوں کو ورغلاتا ہے۔ جرم بغاوت کی سزا صلیب پر چڑھا کر مار ڈالنا تھی۔ اس لئے یہود نے پائلٹ سے درخواست کی کہ صلیب پر چڑھا دیا جائے۔

اناجیل اربعہ میں صاف لکھا ہے کہ حاکم نے آپ سے جرح کرنے کے بعد کہہ دیا کہ مجرم پر جرم ثابت نہیں ہوتا اس لئے وہ رہا کر دیا جائے لیکن مجمع یہود سے غل مچا کہ ایسے مفسد کو ہرگز رہا نہ کیا جائے تب حاکم نے کہا کہ یہ تمہارے عید فسح کا دن ہے جس میں ایک قیدی چھوڑ دینے کا دستور ہے اس لئے میں اس بے گناہ کو چھوڑے دیتا ہوں۔ یہودیوں نے پھر غل مچایا کہ اس کو نہیں بلکہ ایک دوسرے قیدی براباس کو جو واجب القتل تھا تب حاکم براباس کو رہا کر کے کہنے لگا۔ اب تمہارے "شاہ یہود" کو کیا کروں وہ کہنے لگے اس کو "ملعونی موت" یعنی صلیب پر چڑھا دیا جائے تب حاکم نے حضرت عیسیٰؑ کو صرف کوڑے لگا کر سپاہیوں کی حفاظت میں مصلحتاً دیا کہ کہیں یہودی اس مظلوم کو اُڑا نہ لے جائیں اور پھر آزار پہنچائیں۔

قدیم قوموں میں رومی قانون کے بڑے پابند تھے اور سپاہی حاکم کے بڑے مطیع اور مزاج شناس۔ حاکم نے حضرت مسیحؑ کی بے گناہی کا اعلان کر دیا تھا مگر چونکہ بغاوت کا جرم لگایا گیا تھا۔ اس لئے کوڑے لگوا دیئے تھے اور سپاہیوں کے سپرد کر دیا تھا وہ آپ کو ساتھ لے کر چلے مگر دستور کے خلافِ صلیب کی لکڑی ایک دوسرے شخص شمعون پر جو دیہات سے آرہا تھا

لدواتی۔ کالوری کی پہاڑی پر ڈو ڈاکوؤں کی سولیاں تھیں اور بیچ میں جلی حرفوں سے لکھا تھا یہ ہے "شاہ یہود" جمعہ کا دن تھا دوپہر ہو چکی تھی یکایک اندھیرا ہو گیا جو تین گھنٹہ تک رہا شاید سورج گہن یا کالی آندھی، بہرحال اندھیرا تھا۔ حواری پہلے سے ہی غائب تھے، یہودبھی آپ کو سپاہیوں کے ساتھ پہاڑی تک جاتے ہوئے دیکھ چکے تھے جہاں سولی دی جاتی وہ اب خوش خوش عید فسح کی خوشی منانے گھر چلے گئے کیونکہ دوسرا دن سبت کا تھا اور ان کا دن شام ہی سے شروع ہو جاتا تھا۔ انجیل یوحنا باب ۲ آیت ۲۷ میں صاف لکھا ہے کہ مسیح باغبان کے بھیس میں ایک مریدہ مریم مگدالن کو نظر آئے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سپاہیوں نے پہاڑی پر پہنچکر آپ کو چھوڑ دیا تھا۔ پھر آپ کھانا کھا کر دو حواریوں کے ہمراہ شہر جلیل (گیلیلی) میں پوشیدہ ہو گئے اور پھر چند دن کے بعد کہیں اور نہیں رہا اور نہ بقول غلط فہم فرقہ احمدیہ وادی کشمیر میں، بلکہ اس دنیائے پرفتن سے عالم قدس میں اسی طرح تشریف لے گئے جیسے حضرت ابراہیم وموسیٰ وسلیمان اور جس طرح حضرت داؤد کو آپ کا خسر طالوت قتل نہ کر سکا اور آپ محفوظ رہے اس طرح ہمارے حضرت خاتم النبین کو شب ہجرت میں قریش قتل نہ کر سکے اور آپ صحیح وسالم محفوظ رہے حضرت عیسیٰ نہ ہی مقتول ہوئے اور نہ مصلوب جس شب کی صبح کو آپ کی گرفتاری عمل میں آئی تمام رات آپ سجدہ میں دعا فرماتے رہے مجھے ملعون کی موت "(یعنی مصلوب ہونا) سے بچانا۔ یہ دعا ئے مضطر ایک پیغمبر معصوم کی تھی کیوں نہ مقبول ہوتی۔ قرآن مجید

سورہ النساء میں صاف ارشاد کرتا ہے وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم یعنی آپ نہ مقتول ہوئے نہ مصلوب لیکن وہ لوگ شبہ میں مُبتلا ہوئے پھر قرآن میں اس کے بعد یونہی ارشاد ہوتا ہے وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ یعنی یقیناً وہ قتل نہیں ہوئے ان کو تو اللہ نے اپنی طرف اٹھا کر سر بلند کر دیا۔ اس کھلی ہوئی شہادت سے یہودیوں کی شیخی اور عیسائیوں کی اعجوبہ پرستی دونوں کی قلعی کھل گئی۔ نہ آپ "ملعون موت" مرے نہ زندہ آسمان پر چڑھ گئے اور نہ اُتریں گے۔ ہم مسلمانوں کو لفظ رفعہ اللہ سے یہ سمجھنا چاہیئے جیسا کہ تفسیر کبیر میں امام رازی لکھتے ہیں کہ لفظ رفع تعظیماً اور نصیحتاً استعمال ہوا تھا۔ نہ مجسّم آسمان پر چڑھ لینا جیسا کہ تثلیث کے قائل عیسائی آج تک کہتے ہیں اور غضب تو یہ ہے کہ ہم بھی اُن کے ہمنوا بن کر گواہ چست ہو گئے۔ حالانکہ قرآن مجید سورہ انبیاء میں صاف ارشاد ہوتا ہے وما ارسلنا قبلک الا رجالا نوحی الیہم فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون وما جعلنا ھم جسداً لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین یعنی (اے محمدؐ) پیشتر ہم نے جتنے رسول بھیجے وہ سب مرد تھے جن پر وحی نازل ہوتی۔ اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ ذکر سے دریافت کر لو۔ اور ہم نے ان رسولوں کو اس قسم کا بدن نہیں دیا تھا کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں اور ہمیشہ زندہ رہنے والے ہوں۔ پھر اسی صورت کے چند آیتوں کے بعد ارشاد ہوتا ہے۔ وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افائن مت فھم الخالدون ۔ یعنی

صحف سماوی

اے محمدؐ تیرے پہلے کوئی ایسا آدمی نہ تھا جو ہمیشہ زندہ رہے پھر اگر تیرا انتقال ہوجائے تو کیا وہ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

ایسی کھلی ہوئی اور صاف آیتوں کے بعد یہ کہنا کہ حضرت خاتم النبیینؐ کے پہلے ایسے بھی مرد تھے جو اب تک زندہ ہیں خواہ وہ حضرت الیاس ہوں۔ یا حضرت عیسیٰؑ ہوں یا خواجہ خضر ہوں یا کوئی اور ہوں۔ یہ سب اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کے جھوٹے قصے ہیں جس کو اسرائیلیات کہتے ہیں اور جن کو ہمارے متقدمین اہل علم نے تفسیروں اور احادیث میں بغیر تحقیق درج کر کے قرآن پاک کی روشن آیات پر پردہ ڈال دیا۔ نص قرآنی کے مقابلہ میں کوئی بھی اگر کچھ کہے باطل ہے ہماری اس تحقیق سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم قادیانی ہیں۔ معاذ اللہ۔ ہمارے رسول کریم حضرت رحمۃ للعالمین پر نبوت ختم ہوگئی دین کامل ہوگیا۔ قرآن پاک سارے عالم کی ہدایت کے لئے ہے الحمد للہ اب اگر کوئی بھی دعویٰ کرے وہ مسیلمہ کی طرح کذاب ہے۔

باب سوم

قرآن مجید

آؤ! تاریخ کی دوربین کو بصیرت کی آنکھوں پر رکھ کر تیرہ سو برس پیشتر یعنی ساتویں صدی عیسوی میں اہلِ کتاب کے حالات کا مطالعہ کریں دیکھو یہود کی قومیت کا شیرازہ بکھر گیا ہے۔ وہ اقصائے عالم میں منتشر ہو کر محکوم مخذول ہو گئے ہیں۔ تورات کے اصلی نسخے فنا ہو چکے ہیں اور اس کی سچی تعلیم پر جو نور و ہدایت تھی، ربیّین و احبار کے اقوال کا پردہ پڑ گیا ہے اور اب یہی اقوال "تالمود" کی ضخیم جلدوں میں مرتب ہو چکے ہیں اور بمنزلہ کلام الٰہی سمجھے جاتے ہیں۔ عہد عتیق کی کتابوں کا نہ اب تک کوئی ایک اصلاح شدہ متن تیار ہوا ہے اور نہ مسوراتیان کی "تصحیحات" پیش ہوئی ہیں مثلاً اختلافات کی کالی گھٹا چھائی ہوئی ہے اور تحریف کا طوفان اٹھا ہوا ہے۔

دوسری طرف نصاریٰ کا حال دیکھو۔ مذہبی فرقہ آرائیوں اور باہمی خونریز معرکوں کا دور ختم ہو چکا ہے۔ ابیاآنی اور ناشک فرقے مع اپنی مذہبی کتابوں کے غارت ہو چکے ہیں۔ اسکندریہ کا مشہور کتب خانہ جو علم و حکمت کا مخزن تھا پادریوں کے تعصب سے برباد ہو چکا ہے۔ فرقہ تثلیثیہ رومی سلطنت کے آہنی پنجہ سے سب فرقوں پر غالب آ چکا ہے۔ اور اب مصر و یونان و روم کے بُت پرستانہ خیالات کے قالب میں ڈھالی ہوئی عہد جدید کی کتابیں جن میں مسائل حلول و کفارہ اصول دین قرار پائے ہیں متداول ہیں اور اصل انجیل یعنی حضرت مسیح کی سچی تعلیمات جو نور و رحمت تھیں مسخ ہو گئی ہیں۔

غرضیکہ صحفِ سماوی کی یہ حالت تھی کہ یکایک وہ آواز جو طورِ سینا پر سُنائی دی تھی کالوری[1] کی پہاڑی پر صلیب کی وحشیانہ قوت سے خاموش کر دی گئی تھی اب غارِ حرا سے بجلی کی طرح چمک کر رعد کی طرح گرجنے لگی

نزولِ قرآن

آنحضرت صلعم کی رسالت کی مدت قریب ۲۳ سال کے تھی ۱۳ برس مکہ معظمہ میں اور دس برس مدینہ منورہ میں۔ اِس کل مدت میں جس قدر کلام الٰہی آپ پر مختلف اوقات میں نازل ہوا۔ اس کے مجموعہ کو قرآن کہتے ہیں۔ قرآن مجید کی حفاظت ابتدائے نزول سے دو طرح پر ہوتی

---

[1] یروشلم میں ایک پہاڑی کا نام ہے جہاں حضرت مسیح صلیب پر لٹکائے گئے تھے۔

اوّل حفظ دوم تحریر وکتابت ہم ان دونوں طریقوں کو علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہیں۔

۱۔ حفظ

عرب میں قبل اسلام یہ عام رواج تھا کہ مشہور اشعار اور خطبات کو زبانی یاد کرلیتے تھے۔ شعرائے جاہلیت کا کلام اسی طور سے محفوظ رہا ہے۔ امرائلقیس۔ زہیر۔ نابغہ۔ حاتم طائی وغیرہما کے دیوان جو عہد بنوامیہ میں قلمبند ہوئے اسی طور سے محفوظ رہے۔ جاہل قوموں کا حافظہ عموماً قوی ہوتا ہے اور عرب اس خصوصیت میں مشہور تھے۔

نزول کلام مجید کی کیفیت یہ تھی کہ ابتدا میں چھوٹی چھوٹی سورتیں نازل ہوئیں اور پھر تھوڑا تھوڑا مختلف اوقات اور خاص خاص مواقع پر اس کی وجہ خود کلام مجید میں یہ بیان ہوئی ہے۔

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّ نَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا	اور قرآن کے ہم نے حصے حصے کر دیئے اس لئے کہ تو اُسے لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر سُنائے اور ہم نے اس کو آہستہ آہستہ اُتارا۔
(سورہ بنی اسرائیل)	

پھر کفار کا اعتراض بیان کرکے جواباً ارشاد ہوتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً	اور کافروں نے کہا کہ اس (پیغمبر) پر قرآن سب کا سب اکبارگی کیوں

كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا	نزا ترا۔ ایسے ہی تاکہ تیرے دل کو ہم اس سے مضبوط کریں اور ہم نے اُسے
(سورہ فرقان)	تھم تھم کر پڑھا۔

اس طور سے صحابہ آسانی کے ساتھ جس قدر حصہ نازل ہوتا جاتا تھا۔ یاد کر لیتے تھے۔ اور چونکہ ابتدائے بعثت سے نماز فرض ہو چکی تھی۔ اس لئے نازل شدہ حصہ کی تلاوت نماز میں بار بار ہوتی تھی اور آسانی سے حفظ ہو جاتا تھا۔ خود آنحضرت صلعم قرآن مجید کے پڑھنے پڑھانے کی ترغیب اور تاکید فرماتے تھے اور صحابہ نہایت اہتمام اور شوق سے یاد کرتے تھے ذیل میں ہم چند احادیث نقل کرتے ہیں۔

پہلی حدیث جو بخاری و مسلم دونوں میں منقول ہے۔

عن ابن عمر قال قال رسول الله صلعم لاحسد الا على اثنين رجل اتاه الله القرآن فهو يقوم به آناء الليل و آناء النهار ورجل اتاه الله مالا فهو ينفق منه آناء الليل وآناء النهار	ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ رشک کے قابل صرف دو شخص ہیں ایک وہ جس کو خدا نے قرآن دیا اور وہ برابر دن رات تلاوت کرتا رہے اور ایک وہ جس کو خدا نے مال دیا ہو اور وہ برابر دن رات راہ خدا میں خرچ کرتا رہے۔

دوسری حدیث۔ یہ بھی متفق علیہ ہے۔

عن عائشة قالت قال رسول	عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

اللہ صلعم الماھر بالقرآن مع السفرۃ الکرام البررۃ والذی یقراء القرآن و یتتقتع فیہ وھو علیہ شاق لہ اجران	صلعم نے فرمایا جو قرآن کا ماہر ہو وہ پاک لکھنے والے بزرگ نیکوں کے ساتھ ہوگا اور جو قرآن پڑھتا ہے اور اس کی زبان اٹکتی ہے اور نیز اس پر تکلیف دہ ہے اُس کو دہرا ثواب ہے۔

تیسری حدیث بھی متفق علیہ ہے۔

عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلعم علی المنبر اقراء علی قلت اقراء علیك وعلیك انزل قال انی احب ان اسمعہ من غیری فقراءت سورت النساء حتی اتیت الی ھذہ الآیہ "فیکف اذا جئنا من کل امۃ بشھید و جئنا بك علی ھؤلاء شھیدا قال حسبك الان فالتفت الیہ فاذا عینا ہ تذرفان	عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ منبر پر مجھ سے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ "قرآن سناؤ" میں نے کہا "آپ کے آگے میں پڑھوں اور آپ پر تو نازل ہوا ہے" آپ نے فرمایا "مجھے یہ بہت پسند ہے کہ دوسرے سے سنوں" پس میں نے سورۃ نساء پڑھی یہاں تک کہ میں اس آیت پر آیا "پس کیا حال ہوگا جب ہم ہر اُمّت میں سے ایک گواہ لائیں گے۔ اور تجھ کو (اے محمد) اُن سب گواہوں پر

گواہ لائیں گے۔" آپ نے فرمایا اچھا بس۔ میں نے جو آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

الغرض کلام مجید اس طور سے سینوں میں محفوظ رہتا تھا بخاری میں منقول ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کہا کرتے تھے کہ میں نے ستر سورتیں خود زبان مبارک رسول اللہ سے سُنکر یاد کی ہیں۔ اسی طرح اور کثرت سے صحابہ[1] تھے۔ جو قرآن کو حفظ کر لیتے تھے۔ رسول اللہ صلعم کی وفات کے دوسرے ہی سال جب عہد حضرت ابوبکر میں یمامہ کا خونخوار معرکہ مسلمہ کذاب کے مقابلہ میں پیش آیا تو اس میں ستر صحابہ ایسے شہید ہوئے جن کو قرآن حفظ تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ ابتدائے نزول سے آج تک کلام مجید سینوں ہی میں خاص طور سے محفوظ رہا ہے اور قیامت تک رہے گا۔ دُنیا میں جہاں کہیں بھی مسلمان آباد ہیں کوئی بستی ایسی نہ ملے گی جہاں حفاظ قرآن موجود نہ ہوں فرض کرو کہ توراۃ انجیل قرآن مجید اور دوسرے مذاہب کی الہامی کتابوں کے قلمی اور مطبوعہ نسخے سب کے سب ایک ساتھ ضائع کر دیئے جائیں تو بتاؤ کہ بجز کلام مجید کے جو سینۂ مسلم میں بجنسہٖ محفوظ ہے اور کون سی

---

[1] مشہور صحابہ کے نام یہ ہیں: ابوبکرؓ علیؓ عثمانؓ عمرؓ طلحہؓ ابن مسعودؓ۔ حذیفہؓ سالم مولی حذیفہؓ ابوہریرہؓ عبداللہ بن سائب۔ عبداللہ بن عمروؓ عاص عبادہ بن الصامت مسلمہ بن مخلد تمیمؓ داری۔ عقبہؓ بن عامر ابوموسیٰؓ اشعری ۱۲

الہامی کتاب پھر دنیا میں اپنی اسی حالت میں شائع ہوسکتی ہے. یا اس کلام الہٰی کے مختصات میں سے ہے. کیوں نہیں ۔

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِىْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ بلکہ یہ قرآن بزرگ ہے. لوح محفوظ میں ۔

لوح محفوظ سے سینۂ مسلم کی طرف لطیف اشارہ ہے. چونکہ اس آیت کے پہلے فرعون کا ذکر آیا ہے اس لئے لامحالہ ذہن توریت کی طرف منتقل ہوتا ہے. حضرت موسیٰ پتھر کی چند لوحیں کوہ طور سے اپنے ساتھ لائے تھے جن پر احکام شریعت کندہ تھے لیکن بنی اسرائیل کو گوسالہ پرستی میں مشغول دیکھ کر آپ نے جوش غضب میں الواح کو زمین پر ڈال دیا اور وہ ٹوٹ گئیں بعد کو پھر آپ کوہ طور پر تشریف لے گئے اور وہ لوحیں صندوق میں بند کر کے لائے اس صندوق کی نہایت حفاظت کی جاتی تھی لیکن حوادث اور انقلاب میں وہ صندوق مع الواح ضائع ہو گیا۔ تورات کے اصلی نسخے بھی برباد ہو گئے. حق تعالےٰ نے اس آیت میں الواح توریت سے مقابلہ کیا ہے اور کلام مجید کا ایک ایسی لوح میں موجود ہونا مذکور ہے جو زمانہ کی دستبرد سے محفوظ ہے. وہ لوح سینۂ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ [1]

---

[1] بیشک اس کے عالموں کے پروردگار نے اتارا ہے. روح الامین نے تیرے دل پر تاکہ ڈرانے والوں سے ہو (سورہ شعراء)

پھر اس سینۂ پاک سے اُمت محمدی کے سینوں میں آج تک محفوظ رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ[1]

۲۔ تحریر و کتابت

قبل اس کے کہ ہم قرآن مجید کی تحریر و کتابت کا ذکر کریں پہلے عربی رسم الخط کی مختصر تاریخ بیان کرتے ہیں۔

عربی رسم الخط کی مختصر تاریخ

قدیم الایام میں یمن عربی تمدن اور شائستگی کا گہوارہ تھا یہیں

---

[1] بلکہ یہ کھلی ہوئی آیتیں ہیں اُن لوگوں کے سینوں میں جن کو علم دیا گیا ہے (سورہ عنکبوت) تفاسیر میں بالعموم لوح محفوظ سے وہ لوح مُراد ہے جو آسمان پر ہے۔ چنانچہ تفسیر معالم میں بسند ابن عباس لکھتے ہیں کہ "لوح محفوظ سفید موتی کی ہے۔ طول اس کا جیسے زمین سے آسمان اور عرض جیسے مشرق سے مغرب اور کنارے اس کے یاقوت جڑے ہیں اور دونوں دفتیاں یاقوت سرخ کی ہیں اور نور کے قلم سے کلام قدیم اس میں لکھا ہے" اس روایت کے بعض لوگ لفظی معنی لیں گے بعض امام غزالی کے اصول پر تاویل کریں گے بعض شاہ ولی اللہ کے عالم مثال میں اس کا وجود یقین کریں گے ہم کو یہاں لوح محفوظ کی اصلیت سے بحث نہیں بلکہ اس آیت میں لوح محفوظ سے جو لطیف کنایہ پیدا ہوتا ہے اس کو ظاہر کرنا ہے (الکنایۃ ابلغ من الصراحۃ واللہ اعلم بالصواب)

سبا اور حمیر کی زبردست سلطنتیں سن عیسوی سے سینکڑوں برس پیشتر قایم ہوئیں جن کی فتوحات کا اثر ایران اور روم تک پہونچ گیا تھا۔ انھوں نے ایک خط ایجاد کیا تھا جس کو خط مسند یا حمیری کہتے تھے۔

خط مسند

مورخ ابن خلدون لکھتے ہیں "کہ دولت تبابعہ کے عہد میں خط عربی ضبط استحکام اور خوبی کے لحاظ سے انتہائی حد پر پہنچ گیا تھا کیونکہ ان میں تمدن اور شائستگی تھی اسی خط کا نام خط حمیری ہے۔" علمائے آثار قدیمہ نے اس خط کے بہت سے آثار شمالی عرب میں بھی پائے ہیں۔ العلا، مدین، تبوک، اور صفا کے قرب وجوار میں مشہور مستشرق آرمٹنگ نے بہت سے ایسے پرانے کتبے ڈھونڈھ نکالے ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسکندر یونانی کے حملہ تک شمالی عرب میں اسی خط کا رواج تھا لیکن جب بنطیوں کا زور ہوا اور انھوں نے اپنی مستقل حکومت شمال ومغربی حصّہ عرب پر قائم کرکے پٹرا کو اپنا پایہ تخت قرار دیا (پٹرا کو رومیوں نے سنہ ۱۰۶ء میں تخمیناً ۵۰۰ برس کی حکومت کے بعد تباہ کر دیا) تو ایک دُوسرا خط جو ارامک کی شاخ سریانی سے ماخوذ تھا خط نبطی کے نام سے رائج ہو گیا۔

خط نبطی

نبطیوں کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔ اصح یہ ہے کہ یہ لوگ قیدار ابن اسمٰعیل کی نسل سے ہیں پہلی صدی عیسوی کا مشہور یہودی مورخ جوسیفس کی بھی رائے ہے اور توریت کتاب پیدائش ۲۶/۱۲ وکتاب یسعیا ۶۰/۷ سے بھی اسی رائے کی تائید ہوتی ہے۔ خط نبطی کے بہت سے کتبے

جو پہلی صدی عیسوی سے تیسری صدی تک کے لکھے ہوئے ہیں دمشق سے مدینہ تک منتشر پائے گئے ہیں ان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عربی خط اسی نبطی خط کی ارتقائی صورت ہے جسے نبطیوں کی تباہی کے بعد نبی لخم نے حیرہ میں ترقی دی۔[1]

اُس زمانہ تک جس قدر خطوط مروج تھے اُن کے حروف علیحدہ علیحدہ لکھے جاتے تھے اور شمار میں ۲۲ حروف تہجی تھے اور کہیں اس سے بھی کم مثلاً عبرانی۔ سریانی نبطی وغیرہ ہا میں ۲۲ حروف بہ ترتیب ابجد تا قرشت استعمال ہوتے تھے لیکن خط میخی جو ایران کا قدیم خط تھا اور جس کا نمونہ ہم عتیق میں درج کر چکے ہیں اس میں صرف ۲۲ حروف تھے بعض حروف کی متعدد شکلیں تھیں اس طور سے کل ۳۲ شکلیں تھیں۔ سامی خطوط کے برعکس اس میں خائے معجمہ اور ثائے مثلثہ بھی موجود تھے۔ لیکن ح۔ ذ۔ ص۔ ض۔ ط۔ ظ۔ ع۔ غ۔ ق۔ ل مستعمل نہ تھے۔

عربی رسم الخط نے جب ارتقائی صورت اختیار کی تو خصوصیت کے ساتھ دو باتیں اضافہ کیں۔ اول حروف کے جوڑ ملائے جس سے جلد لکھنے میں سہولت پیدا ہو گئی دوم چھ اور حروف یعنی ثخذ ضظغ کا اضافہ کر کے لفظوں کی بنیاد قائم کی کیونکہ یہ حروف صورت کے لحاظ سے وہی سابق حروف ہیں

---

[1] ماخوذ از انسائیکلوپیڈیا آف اسلام صفحہ ۳۸۱ لغایت ۳۹۳۔ یہ قابل قدر تالیف ابھی ناتمام ہے۔

صرف نقطے مابہ الامتیاز قرار پائے۔ اس طور سے عربی رسم الخط نے جامعیت کی شکل پیدا کی جس طرح اُردو حروف تہجی عجم اور ہند کے حروف تہجی کے جامع ہیں۔

مذکورہ بالا تشریح کی روشنی میں جب مؤرخین اور علمائے اسلام کی روایات پر جو بظاہر ایک دوسرے کی مخالف ہیں۔ نظر ڈالی جائے تو اصل مطلب ظاہر ہو جاتا ہے۔ ذیل میں ہم اُن روایات کو درج کرتے ہیں۔

پہلی روایت

مؤرخین اسلام کی روایات

الفہرست ابن ندیم صفحہ ۴ و کشف الظنون بحث علم الخط میں لکھا ہے کہ "ملوک مدین میں سے چھ شخصوں نے جن کے طلسمی نام ابجد ہوز۔ حطی۔ کلمن سعفص قرشت تھے عربی خط کو ایجاد کیا" لیکن یہ طلسمی نام نہیں ہیں۔ اصل میں وہی عبرانی اور نبطی ۲۲ حروف تہجی ہیں۔ زبور نغمہ ۱۱۹ میں ۲۲ مناجات کا ایک مجموعہ ہے ہر مناجات ایک ایک حرف تہجی سے شروع ہوتی ہے اور وہی اس مناجات کا نام بھی رکھ دیا گیا ہے جس طرح کلام مجید میں سورۂ قٓ۔ نٓ۔ صٓ اور اسی طرح اور حروف مقطعات۔ الغرض مذکورہ بالا روایت سے صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ عربی رسم الخط کا ماخذ نبطیوں کا شہر مدین ہے۔

دوسری روایت

فتوح البلدان بلاذری صفحہ ۴۷۶ میں عباس بن ہشام بن

محمد بن السائب الکلبی سے روایت ہے اور اس کو الفہرست کشف الظنون اور ابن خلکان ذکر ابن بواب کاتب میں بھی نقل کیا ہے کہ عربی خط کو قبیلہ طے کے تین شخصوں نے جو شہر انبار میں رہتے تھے ایجاد کیا۔ مرآمر بن مرہ نے حروف کی شکلیں۔ اسلم بن سندرہ نے حرفوں کے جوڑا اور عامر بن جدرہ نے نقطے اور حرکات ایجاد کئے۔ انبار سے یہ خط حیرہ میں پہنچا جہاں قریش نے سیکھا[1] عہدِ رسالت میں سترہ شخص لکھنا جانتے تھے۔ جن میں سے چند مشہور نام یہ ہیں۔ عمرؓ بن الخطاب۔ علیؓ بن ابی طالب۔ عثمانؓ بن عفان۔ ابوعبیدہؓ بن الجراح و ابوسفیانؓ۔ ابوحذیفہؓ۔ طلحہؓ۔ ابانؓ بنؓ سعید بن العاصی رضی اللہ عنہم۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عربی خط شہر انبار میں جو ساسانیوں کے پایۂ تخت مدائن سے قریب آباد تھا ایجاد ہوا۔ اور حیرہ میں جہاں آل منذر حکمراں تھی اور جنھوں نے عجمی اور عربی

---

[1] بلاذری کی روایت کے مطابق ایک نصرانی شخص بشر کندی نے حیرہ میں عربی خط سیکھا اور پھر مکہ میں آکر سفیان بن اُمیہ اور ابوقیس بن عبد مناف کو سکھایا پھر ان دونوں تاجروں کے ساتھ جب طائف گیا تو وہاں غیلان ثقفی نے یہ خط سیکھ لیا۔ پھر وہ مصر میں عمرو بن زرارہ لے غرضیکہ اس طور سے مختلف قبائل عرب میں عربی رسم الخط جاری ہو گیا۔ ابن خلکان نے لکھا ہے کہ حرب بن اُمیہ والد ابوسفیان نے حیرہ میں جاکر یہ خط سیکھا تھا اور پھر واپس آکر مکہ میں اپنے احباب کو سکھا دیا۔ بہرحال حیرہ وہ مقام ہے جو عربی رسم الخط کا گہوارہ تھا ۱۲

تمدن کو باہم ملا دیا تھا اس کی ترقی ہوئی اس طور سے خط مسیحی اور سامی خطوط کی آمیزش سے اٹھائیس حروفِ تہجی بشمول چھ حروف منقوطہ یعنی ثخذ ضظغ مشتمل ہوئے اور حروف کے جوڑ ملا کر تحریر میں آسانی پیدا ہوئی اور بالعموم مقبول ہو کر اسی خط کا رواج ہو گیا پھر اسلام کی سرپرستی میں مشرق سے مغرب تک پھیل گیا۔

اب ہم آگے ایک نقشہ درج کرتے ہیں جس سے عربی خط کا نبطی خط سے ماخوذ ہونا سمجھ میں آجائے گا۔ مستشرقین یورپ نے اس نقشہ کو[1] قدیم کتبوں اور تحریرات سے مُرتب کیا ہے اور پہلی صدی عیسوی سے ساتویں صدی عیسوی تک یعنی قدیم عہد جاہلیت سے عہد رسالت و خلافت تک نبطی اور عربی خط جس طور سے پتھر اور مصری پیپرس (کاغذ) اور سکوں پر لکھا جاتا تھا بطور موازنہ درج کیا ہے۔

ہم نے ایک خانہ میں خط حمیری کے حروفِ تہجی بھی مقابلہ کے واسطے نقل کر دیئے ہیں۔ مع خط عبرانی کے۔

اس نقشہ میں چند امور غور طلب ہیں۔

اوّل ۲۲ حروف تہجی کے علاوہ آخر میں لا (لام الف مرکب) درج تشریح ہے اور اس کا پتہ صرف چوتھی صدی عیسوی تک چلتا ہے عبرانی میں اور تیسری صدی عیسوی تک نبطی میں اس کا وجود نہیں۔ عربی رسم الخط کا سب سے

---

[1] ماخوذ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام صفحہ ۳۸۴

صحف سماوی

صحف سماوی

قدیم کتبہ جو اب تک دریافت ہوا ہے وہ ۳۲۸ء کا ہے جو مقام نمارا متصل حوران واقع ملک شام میں دستیاب ہوا ہے یہ کتبہ حیرہ کے قدیم بادشاہ امراء لقیس بن عمرو بن عدی کی قبر پر بطور یادگار کندہ پایا گیا امراء لقیس چوتھی صدی عیسوی کے آغاز میں گذرا ہے اور بادشاہ عجم شاپور ذوالاکتاف کا جس نے شہر انبار کو دوبارہ آباد کیا معاصر تھا۔

دوم عبرانی میں س اور ش کی علیحدہ شکلیں ہیں اور نام بھی الگ ہیں۔ یعنی س کو سمک اور ش کو شین کہتے ہیں تیسری صدی عیسوی تک نبطیوں میں بھی یہ دونوں حروف علیحدہ علیحدہ تھے لیکن چوتھی صدی سے نمارا میں پہلے پہل حرف س (سمک) غائب ہو گیا اور ش کی طرح لکھا جانے لگا فرق صرف نقطوں کا قائم کر دیا گیا۔

سوم مختلف صدیوں کے حروف کے مقابلے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی شکلوں کا فرق زیادہ تر ان اشیاء کی نوعیت پر منحصر تھا جن پر یہ حروف لکھے جاتے تھے مثلاً پتھر یا سخت چیزوں پر ان میں اس قدر انحنا اور باہمی وصل نہ تھا جس قدر نرم چیزوں مصری کاغذ یا چمڑے پر پایا جاتا ہے۔

چہارم موجودہ عربی رسم الخط کا آغاز اگرچہ چوتھی صدی عیسوی میں خیال کیا جاتا ہے لیکن خط مسند یا حمیری جو قدیم عربی خط ہے وہ سن عیسوی سے سیکڑوں برس پیشتر کا ایجاد کیا ہوا ہے اس کی شان خط سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قدیم خط نبطی کا (جس کا نمونہ ہم نے عہد عتیق میں

دیاہے۔ ہمعصر ہوگا لیکن یہ خط بنا لعہ یمین کے ساتھ ہی مٹ گیا تھا۔ ظہورِ اسلام کے وقت اس کا کوئی جاننے والا باقی نہ تھا۔

پنجم۔ اگرچہ حروف منقوط رائج ہو گئے تھے لیکن لفظوں کا استعمال ساتویں صدی عیسوی یعنی عہد اسلام سے نظر آتا ہے اس کے متعلق ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔ یہاں اب کلام مجید کی تحریر و کتابت کا ذکر کرتے ہیں۔

ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ قریش میں سترہ آدمی فن کتابت سے واقف تھے جن میں حضرات علیؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ ابو عبیدہ بن الجراح۔ طلحہ۔ حذیفہ۔ ابو سلمہ۔ خالد بن سعید ابان بن سعید شروع ہی سے مکہ معظمہ میں دولت ایمان سے فائز ہو چکے تھے۔ کلام مجید جس قدر نازل ہوتا تھا۔ رسول اللہ صلعم حضرت عثمان رضؓ اور حضرت علی رضؓ سے جو مکہ معظمہ میں کاتب وحی مقرر ہوئے تھے لکھوا دیتے تھے اور خود صحابہ بھی لکھ لیتے تھے۔ اس کا ثبوت کہ کلام مجید ابتدا ہی سے لکھ لیا جاتا تھا خود کلام مجید کی اندرونی شہادت ہے۔ ذیل میں ہم چند آیات پیش کرتے ہیں۔

(حاشیہ: کتابت کلام مجید کی شہادت کلام مجید سے)

كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۚ فِىْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۚ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۚ بِاَيْدِىْ سَفَرَةٍ ۚ كِرَامٍ بَرَرَةٍ

(سورہ عبس)

سن لے (قرآن) تو ایک نصیحت ہے جس کا جی چاہے نصیحت لے عزت والے ورقوں میں لکھا ہے اونچے رکھے ہوئے پاک لکھنے والوں کے ہاتھوں میں جو سردار ہیں نیک۔

صحفِ سماوی

یہ سورت نبوت کے ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی اور مکی ہے اس میں کتابت وحی کا صحیفوں میں لکھا جانا اور کاتبان وحی کی تعریف، توثیق مذکور ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے والسفرۃ الکرام البررۃ ھم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقیل ھم القراء[1] یعنی سفرائے کرام سے مراد آں حضرت صلعم کے اصحاب ہیں اور بعضوں نے کہا کہ حفاظ قرآن مراد ہیں آنحضرتؐ اور آپ کے اصحاب خوب سمجھتے تھے کہ سابقہ کتب سماوی کاتبوں کی بے احتیاطی غفلت اور خود رائی سے کس طرح محرف ہو گئی ہیں اس لئے یہ امر یقینی ہے کہ قرآن مجید کی تحریر میں نہایت احتیاط عمل میں آتی ہوگی۔ یہاں تک کہ اگر متشابہ الفاظ میں بھی کسی نے بے احتیاطی کی تو وہ نکال دیا جاتا تھا۔ چنانچہ عبد اللہ بن ابی سرح جو مدینہ میں وحی کی کتابت کرتا تھا ظالمین کی جگہ کافرین اور سمیع علیم کے عوض غفور رحیم لکھ دیا کرتا تھا۔ رسول اللہ صلعم نے اس کے قتل کا حکم دیا تھا مگر حضرت عثمانؓ کی سفارش سے درگذر فرمائی۔

وَكِتَابٍ مَّسْطُورٍ فِي رَقٍّ مَّنشُورٍ (سورۂ طور) اور قسم ہے لکھی ہوئی کتاب کی کشادہ ورق میں

رق چمڑے کو کہتے ہیں صراح میں پوست آہو لکھا ہے انگریزی میں

---

[1] تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ ۳۴۷ باب اول عہد عتیق میں ہم لکھ چکے ہیں کہ "سفریم" توریت کے حامل اور کاتب تھے یہاں سفرائے کرام صحابہ ہیں جو کاتب اور حافظ قرآن تھے ۱۲

صحف سماوی

اس کو پارچمنٹ کہتے ہیں اس کے متعلق ہم عہدِ عتیق میں لکھ آئے ہیں کہ کس طرح سن عیسوی سے ایک صدی پیشتر مصری پیپرس کے مقابلہ میں اس کا رواج شہر پرگموس واقع ایشیائے کوچک سے شروع ہوا منشور کے معنی پھیلے ہوئے کے ہیں جس سے مُراد ہے کہ اس کو ملا طفہ کی صورت میں جیسے کہ توریت لکھی جاتی تھی نہیں لکھا ہے بلکہ کٹا دہ ورق کی کتاب کی شکل میں لکھا ہے۔ کتاب مسطور سے تفسیر کبیر میں قرآن مجید مُراد لیا ہے[1] یہ آیت بھی مکیؔ ہے چونکہ انجیل کے نسخے مصری پیپرس پر لکھے جاتے تھے جو ناپائیدار اور سستا ہوتا تھا اور بار بار کے استعمال سے جلد بوسیدہ اور تلف ہو جاتا تھا اس لئے زیادہ حفاظت اور صیانت کے لحاظ سے قرآن مجید شروع میں چمڑے کے ورقوں پر لکھا جاتا تھا اور حفاظت کا خاص اہتمام ہوتا تھا اور بغیر طہارت کے لوگ ہاتھ نہیں لگاتے تھے۔ جیساکہ لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ اور صُحُفٍ مُّطَهَّرَةٍ سے صاف ظاہر ہے۔ حضرت عمرؓ کے ایمان لانے کے واقعہ میں آپ کا اپنی بہن کے مکان پر صحیفہ لکھا ہوا دیکھنا اور پھر اس کی تلاوت سے متاثر ہو کر ایمان لانا ثابت کرتا ہے کہ عہدِ رسالت کے آغاز ہی سے کلام مجید صحیفوں میں تحریر کر لیا جاتا تھا اور اس کی نہایت حفاظت کی جاتی تھی۔

---

[1] تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ ۶۹۱

صحفِ سماوی

ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ یہ کتاب ہے کچھ شک نہیں (بقرہ) اس میں

رَسُولٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُو صُحُفًا رسول اللہ کا پڑھنا پاک صحیفے مُّطَهَّرَةً فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (بینہ) جن میں مضبوط کتابیں ہیں۔

یہ آیات مدنی ہیں۔ مکہ میں جب اسلام کو دنیاوی عروج نہیں ہوا تھا اور دشمنوں کے نرغہ میں تھا وحی کی کتابت خاص اہتمام سے ہوتی تھی مدینے میں جب دینِ حق کو غلبہ ہوا اس وقت لامحالہ بہت کچھ تحریر و کتابت کا انتظام اور اہتمام کیا گیا جیسا کہ ان آیات سے ظاہر ہے اور کثرت سے ایسی مدنی آیات ہیں جن میں کلامِ مجید کو کتاب کے لقب سے یاد فرمایا ہے۔

مدینہ میں حضرت ابی بن کعب اور حضرت زید بن ثابت جنھوں نے رسول اللہ صلعم کے ارشاد کے مطابق عبرانی بھی سیکھ لی تھی خاص طور سے کتابت وحی کیا کرتے تھے اُن کے علاوہ اور صحابہ بھی کتابت قرآن پر مامور تھے اور بطور خود بھی لکھ لیا کرتے تھے۔ آنحضرت صلعم نے انتظام فرمایا تھا کہ مدینہ میں لکھنے پڑھنے کا چرچا عام ہو جائے چنانچہ جنگِ بدر میں جو اہلِ مکہ گرفتار ہوئے اور وہ فنِ تحریر سے واقف تھے رسول اللہ صلعم نے ان کا فدیہ یہی مقرر فرمایا کہ وہ ایک ایک مسلمان مدینہ کو لکھنا سکھا کر آزاد ہو جائیں۔

نکتہ

یہاں یہ نکتہ یاد رکھنا چاہیے کہ کلامِ مجید میں صرف الفاظ

بجنسہٖ جمع ہیں جن کے متعلق آنحضرت صلعم نے صاف فرمادیا تھا کہ یہ مجھ پر بذریعہ وحی نازل ہوئے ہیں اور کلام الٰہی ہیں ان کے علاوہ اور جو کچھ آپ سے منقول ہے مثلاً خطبات یا ادعیہ ماثورہ یا صحابہ سے گفتگو وغیرہا ان سب کا مجموعہ علیحدہ ہے اور احادیث کے نام سے مشہور ہے مسلم نے ابی سعید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمادیا تھا۔

لاتکتبوا عنی شیئاً غیرالقرآن میری باتوں میں سے قرآن کے سوا اور کسی چیز کو نہ لکھو۔

یہی وجہ ہے کہ احادیثِ نبوی نہ عہد رسول اللہ اور نہ خلفائے راشدین کے عہد میں لکھی گئیں۔ اس تفریق سے کلام آلٰہی روایت بالمعنی کے طور پر غیروں کے کلام متعلق آثار وسیر کے ساتھ مخلوط ہوگیا ہے مثلاً اہل کتاب کا دعویٰ ہے کہ توارت کی ابتدائی پانچ کتابوں کو جو لفظاً اور معناً کلام آلٰہی ہیں۔ حضرت موسیٰ نے خود تحریر فرمایا تھا لیکن اسی خمسہ کی کتاب استثنار باب ۳۴ میں حضرت موسیٰ کی وفات کا واقعہ اور آپ کے مدفن کی کیفیت بھی درج ہے اسی طرح کتاب پیدائش خروج اور اعداد کے مختلف ابواب میں ایسے تاریخی واقعات اور اسماء مذکور ہیں جو حضرت موسیٰ کی وفات کے بہت عرصہ بعد صورت پذیر ہوئے۔ دیکھو پیدائش ۱۳/۱۸ و ۳۵/۲۷ و ۳۶/۱۴ و ۳۶/۳۱ وخروج ۱۶/۳۵-۳۶ اعداد ۲۱/۳ و ۳۲/۴۱ وغیرہا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ دوسرے کی تحریر ہے، نہ حضرت موسیٰ کی یہی حال اناجیل کا ہے جن میں سیرت عیسوی روایت بالمعنی کے طور پر

قلم بند ہے۔ غرضیکہ اس تخلیط کا نتیجہ یہ ہوا کہ کتب یہود و نصاریٰ میں کلام الٰہی کی مختص حیثیت جیسی کہ قرآن مجید میں ہے قائم نہ رہی اور نہ صرف الفاظ بلکہ معنی کے اختلافات کے تیرہ و تار جنگل میں حقیقت کا راستہ گم ہو گیا۔

جمع و ترتیب کلام مجید

نزول قرآن کا طریقہ یہ تھا کہ جب کوئی سورت نازل ہونا شروع ہوتی تھی تو دو دو چار چار آیتیں موقع بہ موقع اُترتی تھیں۔ آنحضرت صلعم اُن آیات کو اس سورت میں داخل کراتے جاتے تھے مثلاً سب سے پہلے سورۂ اقرا کی ابتدائی آیات عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ تک نازل ہوئیں پھر سورۂ مدثر کا نزول شروع ہو گیا۔ ایک عرصہ کے بعد جب سورۂ اقرا کی بقیہ آیات نازل ہوئیں تو آپ نے اُن آیات کو سورۂ اقرا میں لکھوا دیا اور اس طور سے سورت پوری ہوتی۔ جب ایک سورت ختم ہو جاتی تھی کبھی کوئی سورۃ ایک ہی مرتبہ پوری نازل ہو جاتی تھی جیسے والمرسلات۔ کبھی ایک ساتھ دو سورتیں نازل ہونا شروع ہوتی تھیں اور آنحضرتؐ دونوں سورتوں کو الگ الگ لکھواتے تھے۔ یہ امر کہ آنحضرت صلعم کے عہد مبارک میں سورتوں کی آیات مرتب ہو چکی تھیں اور اُن کے نام قرار پا چکے تھے عموماً احادیث سے ثابت ہے۔ صحاح میں متعدد طرق سے مروی ہے کہ نماز فجر میں آپ کبھی سورہ ق کبھی سورہ روم پڑھتے تھے کبھی سفر میں

اختصار کے طور پر معوذتین اور کبھی اذا زلزلت جمعہ کے دن نماز فجر میں
آپ رکعت اوّل میں الم تنزیل السجدہ اور رکعت دوم میں ہل اتی پڑھتے تھے
نماز مغرب میں کبھی سورۂ اعراف پڑھتے اور کبھی والتین اور کبھی والمرسلات
نماز جمعہ میں سورۂ جمعہ ومنافقین نماز عید میں سورۂ ق اور اقتربت
اور کبھی سورۂ اعلیٰ اور غاشیہ غرضیکہ خدائے پاک کا یہ وعدہ کہ اِنَّ
عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ خود عہد رسالت میں پورا ہو چکا تھا اور قرآن
کی تمام سورتیں مرتب ہو چکی تھیں اور اُسی کے مطابق تلاوت ہوتی تھی۔
بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رمضان شریف میں قرآن مجید
ہر سال ایک مرتبہ رسول خدا کے سامنے پڑھا جاتا تھا اور آپ دس دن
اعتکاف فرماتے تھے لیکن سال وفات میں آپ نے ماہ صیام میں بیس دن
اعتکاف فرمایا اور قرآن مجید دو مرتبہ آپ کے سامنے دہرایا گیا۔ اُس
عرصۂ اخیرہ کے بعد آپ چھ ماہ اور زندہ رہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے
کہ قرآن مجید آپ کی زندگی میں ہی جمع ہو چکا تھا لیکن چونکہ سلسلۂ
وحی وفات تک جاری رہا ہے اور سورۂ توبہ کا اختتام لَقَدْ جَاءَ
كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ...... الآیہ۔ وفات سے نو دن پیشتر نازل
ہوا ہے اس لئے ظاہر ہے کہ قرآن مجید ایک ہی مجلد میں نقل نہیں کیا گیا اگرچہ
وہ بہت سے صحابہ کے پاس متفرق طور پر مختلف چیزوںؔ میں لکھا ہوا تھا

لہ وہ یہ چیزیں بالعموم یہ تھیں عسیب یعنی کھجور کی شاخ۔ لخفہ پتھر کی پتلی تختیاں
کتف اونٹ یا بکری وغیرہ کے شانے کی چوڑی ہڈیاں۔ رق یعنی چمڑا۔ قتب پالان کی لکڑی۔

اور بہت سے صحابہ کو زبانی یاد تھا۔

خلافت حضرت ابوبکرؓ میں کلام مجید کا جمع کیا جانا ایک مجلد میں

یہ کام سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی خلافت میں جنگ یمامہ کے بعد حضرت زید بن ثابت کاتب وحی کے ہاتھوں سے پورا کرایا حضرت زید عہد رسول اللہ میں بھی قرآن مجید کو ٹکڑوں اور پرزوں سے لے کر جمع کیا کرتے تھے جیسا کہ حاکم نے انہیں سے روایت کی ہے۔

کنا عند رسول اللہ نولف القرآن من الرقاع — ہم لوگ رسول اللہ کے پاس قرآن کو پرزوں اور ٹکڑوں سے لیکر جمع کیا کرتے تھے۔

زید باوجود یکہ حافظ قرآن تھے لیکن جب تک وہ تحریری شہادتیں پیش نہیں ہوتی تھیں وہ کسی جزء قرآن کو اس مجموعہ میں جس کو حضرت ابوبکر تیار کرا رہے تھے درج نہیں کرتے تھے۔ سورۂ توبہ کی آخری آیتیں جو وفات نبوی سے ۹ دن پیشتر نازل ہوئی تھیں صرف ابی خزیمہ انصاری کے پاس لکھی ہوئی ملیں اور کسی کے پاس نہیں ملیں اس لئے انہیں کی شہادت پر اکتفا کیا گیا۔ اس طور سے تمام قرآن ایک مجلد میں نقل کر لیا گیا ہے[1] یہ نسخہ

---

[1] بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت علی مرتضٰی کے بیٹے محمد بن حنفیہ سے مروی ہے کہ ان سے لوگوں نے پوچھا کہ رسول اللہ صلعم نے کلام الٰہی میں کچھ اور بھی چھوڑا۔ دونوں نے فرمایا۔ ما ترک الا ما بین الدفتین (نہیں چھوڑا مگر جو دو دفتیوں میں ہے) اس حدیث سے ابن حجر نے استدلال کیا ہے کہ ان لوگوں کا یہ دعویٰ غلط ہے جو کہتے ہیں قرآن سے کچھ کم ہو گیا ہے قرآن جس قدر عہد رسول اللہ میں تھا بجنسہٖ موجود ہے (دیکھو فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۵۸)

حضرت ابوبکرؓ کے خزانہ میں رہا اور آپ کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ کے قبضہ میں
آیا حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمان رضؓ نے اس کو حضرت اُم المومنین حفصہؓ سے
لے کر متعدد نقلیں کرا کر شائع کیں۔ جس بنا پر حضرت عثمانؓ نے اس نسخہ کی نقلیں
شائع کیں وہ ایک اہم واقعہ ہے۔ جس کو ہم بالتفصیل بیان کرتے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ نے اگرچہ قرآن مجید کو ایک ہی مجلد میں نقل کرا کے
خزانہ میں رکھ لیا تھا لیکن اس کی نقلیں شائع نہیں کی تھیں صرف زبانی
قرأت اور حفظ پر اکتفا کیا گیا۔ حضرت عمرؓ نے بھی اسی طریقہ کو خاص اہتمام سے
جاری رکھا اور اپنے عہد خلافت میں قاریوں اور معلموں کی تنخواہیں مقرر کر دیں
اور ایک شخص ابوسفیان کو جیسا کہ اصابہ میں مذکور ہے چند آدمیوں کے ساتھ
مامور کیا کہ قبائل میں گشت لگا کر ایک ایک شخص کا امتحان لے اور جس کو قرآن مجید
کی کوئی آیت یاد نہ ہو اس کو سزا دے۔ خانہ بدوش بدوؤں میں بھی قرآن مجید
کی جبری تعلیم جاری کر دی اور تمام ممالک مفتوحہ میں درس قرآن کا خاص اہتمام
کیا اور صحابہ میں جو مشہور حفاظ قرآن تھے اُن کو اس کام پر مقرر کیا چنانچہ
عبادہ بن الصامت حمص میں ابو درداء دمشق میں اور معاذ بن جبل
بیت المقدس میں قیام کر کے درس قرآن میں مشغول رہتے تھے۔ ابو درداء کی
تعلیم کا طریقہ یہ تھا کہ نماز صبح کے بعد جامع مسجد جاتے تھے۔ قرآن پڑھنے
والے کثرت سے جمع ہونے تھے۔ دس دس آدمیوں کی ٹکڑیاں کر دی جاتی
تھیں۔ ہر ٹکڑی پر ایک قاری مقرر ہوتا تھا اور جب کوئی پورے قرآن کا حافظ
ہو جاتا تھا تو ابو درداء اس کو اپنا خاص شاگرد بنا لیتے تھے ایک دن شمار

کرایا تو معلوم ہوا کہ سولہ سو طالب علم اس وقت حلقۂ درس میں شامل ہیں۔

باایں ہمہ چونکہ قرآن کے نسخے شائع نہیں ہوتے تھے اُدھر روم وایران ومصر میں اسلام روز بروز پھیلتا جاتا تھا اور نئی نئی قومیں مسلمان ہوتی جاتی تھیں جو عربی لب ولہجہ سے بالکل ناما نوس تھیں اس لئے الفاظ کے اعراب تلفظ اور وجوہ قرارت میں اختلاف ہوتا گیا۔

سبعہ احرف کی تفصیل

رسول اللہ صلعم نے اگرچہ عرب کے مختلف قبائل کے لب و لہجہ کے لحاظ سے فرمایا تھا کان ھذا القرآن انزل علی سبعۃ احرف فاقرؤا ماتیسر منہ یعنی یہ قرآن سات طریقوں یعنی متعدد طور پر نازل ہوا ہے پس پڑھو جس طور پر تم کو آسان ہو۔

حضرت عثمان اور قرآن مجید

مثلاً ایک قبیلہ حتی کو عتی پڑھتا تھا کوئی علامت مضارع کو فتحہ کے بجائے کسرہ سے پڑھتا تھا کسی قبیلہ میں مالک کو ملک پڑھتے تھے غرضکہ اس قسم کے قدرتی اختلافات تھے جن کی اجازت صرف یہیں تک تھی کہ معنی پر اثر نہیں پڑتا تھا[1] لیکن جب غیر قوموں کے اختلاط سے اختلاف قرارت اختلافات معنی کی شکل[2] میں تبدیل ہونے لگا تو حضرت عثمان نے

---

[1] دیکھو فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۲۲ لغایت ۲۷

[2] تفسیر روح المعانی جلد اول صفحہ ۱۸ میں لکھا ہے کہ ایک شخص سے باوجود کوشش طعام الاثیم کے عوض طعام الیتیم نکلتا تھا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا اچھا طعام الفاجر پڑھ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اقوام کے

فوراً سدِّ باب کر دیا صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالک سے روایت ہے۔

حدثنا موسیٰ بن اسمعیل قال حدثنا ابراهیم قال حدثنا ابن شهاب ان انس بن مالك حدثه ان حذيفة بن اليمان قدم على عثمان وكان يغازی اهل الشام فی فتح ارمينه و آذربيجان مع اهل العراق فافزع حذيفة اختلافهم فی القراءة فقال حذيفة لعثمان امير المومنين ادرك هذه الامة قبل ان يختلفوا فی الكتاب اختلاف اليهود و النصارىٰ فارسل عثمان الی حفصه ان ارسل الينا

انس بن مالک سے روایت ہے کہ حذیفہ بن الیمان عثمان کے پاس آئے اور وہ عراق والوں کے ساتھ اہل شام سے لڑے تھے ارمینہ اور آذربائیجان کی فتح میں ان لوگوں کی قرارت قرآن میں اختلاف کرنے سے حذیفہ سخت گھبرائے اور عثمان سے یوں کہنے لگے۔ اے امیر المومنین! اس اُمت کی خبر لو قبل اس کے کہ یہود و نصاریٰ کی طرح یہ لوگ کتاب یعنی قرآن میں اختلاف کرنے لگیں عثمان نے حفصہ کے پاس کہلا بھیجا کہ صحیفے ہمارے پاس بھیج دو ہم نقل کر کے واپس بھیج دیں گے۔

مبتدیوں کو قرآن سے مانوس کرنے کے لئے ابن مسعود نے کس حد تک آسانی روا رکھی تھی۔ اسی طرح آپ نے ایک مرتبہ کالعہن المنفوش کے عوض کالصوف المنفوش پڑھا!! اسی قسم کے تفسیری الفاظ اکثر آپ سے منقول ہیں۔ لیکن اس قسم کی اجازتیں اختلاف کا پیش خیمہ تھیں اسی لئے حضرت عثمانؓ کے عہد میں فوراً سدِّ باب کیا گیا ۱۲

بالصحف ننسخها فی المصاحف
ثم نردها الیک فارسلت
بها حفصة الی عثمان فامر
زید بن ثابت وعبد الله
بن الزبیر وسعید بن العاص
وعبد الرحمن بن الحارث
بن هشام فنسخوها فی
المصاحف وقال عثمان
للرهط القرشیین الثلاثة
اذا اختلفتم انتم وزید
بن ثابت فی شی من القرآن
فاکتبوه بلسان قریش
فانما نزل بلسانهم ففعلوا
حتی اذا نسخوا الصحف
فی المصاحف رد عثمان الصحف
الی حفصة وارسل الی کل
افق بمصحف مما نسخوا وامر
بما سواه من القرآن فی کل
صحیفة او مصحف ان یحرق

حفصہ نے وہ صحیفے عثمان کے پاس
بھیج دیتے۔ عبداللہ بن زبیر، سعید بن
العاص اور عبدالرحمٰن بن حارث۔
بن ہشام کو حکم دیا۔ سوان لوگوں نے
ان کو مصحفوں میں نقل کیا اور عثمان
نے تین قریشی گروہوں سے کہا کہ
جب تم لوگ اور زید بن ثابت
قرآن کی کسی چیز (یعنی عربیت) میں
اختلاف کرو تو اس کو قریش کی
زبان میں لکھو کیونکہ قرآن انھیں
کی زبان میں اترا ہے پس ان لوگوں
نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ جب
صحیفوں کو مصحفوں میں نقل کر لیا تو
عثمان نے صحیفے حفصہ کے پاس بھجوا دیتے
اور نقلوں کو ہر صوبوں میں
بھیج دیا اور حکم دیا کہ اس کے
سوا جو کچھ کسی صحیفے یا مصحف میں
ہو سب جلا دیا جائے۔

صحفِ سماوی

یہ واقعہ حضرت عثمانؓ کے خلیفہ مقرر ہونے سے دوسرے سال یعنی ۲۵ھ میں پیش آیا۔ آپ نے حضرت ابوبکرؓ کے اُس کامل نسخہ کی نقل جو رسول اللہ صلعم کی وفات کے دوسرے ہی سال زید بن ثابت نے کی تھی۔ بلادِ اسلام میں شائع کر دی اور تحریر و کتابت میں اسی قرآت کو قائم رکھا جو قرآت رسول اللہؐ یعنی زبان قریش تھی۔ باقی تمام ان تحریروں کو جنھیں اپنے اپنے طور پر لوگوں نے جمع کیا تھا اور اپنی اپنی قرآتوں سے پڑھتے تھے اور جن کے باعث سے فتنہ تحریف کا اندیشہ پیدا ہو گیا تھا۔ بالکلیہ مٹا دیا۔ حارث محاسبی نے خوب کہا ہے جیسا کہ اتقان کے نوع ۱۸ میں مذکور ہے۔

"لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ قرآن کو عثمانؓ نے جمع کیا مگر دراصل یہ بات ٹھیک نہیں عثمانؓ نے تو صرف یہ کیا کہ اپنے اور اپنے پاس موجود ہونے والے مہاجرین اور انصار کی باہمی اتفاق رائے سے عام لوگوں کو ایک ہی وجہ سے قرآت کرنے پر آمادہ بنا یا کیونکہ ان کو اہل عراق اور اہل شام کی قرآتوں کے حروف میں باہم اختلاف رکھنے کے باعث فتنہ کا خوف پیدا ہو گیا تھا ورنہ عثمانؓ کے اس عمل سے پہلے جس قدر مصاحف تھے وہ تمام ایسی قرآت کی صورتوں سے مطابق تھے جن پر حروف سبعہ کا اطلاق ہوتا تھا اور یہ بات کہ قرآن "جملہ" سب سے پہلے کس نے جمع کیا وہ ابوبکر صدیقؓ تھے اور علی مرتضیٰؓ کا قول ہے کہ "اگر میں حکمراں ہوتا تو مصاحف کے ساتھ وہی عمل کرتا جو عثمانؓ نے کیا ہے"

چند اعتراض اور انکے جواب

ضرورت ہے کہ یہاں ہم معترضین کے چند اعتراض رفع کریں۔
مخالفین اسلام خاص کر عیسائی کہا کرتے ہیں کہ قرآن میں بھی کمی بیشی ہوئی ہے جس کی تفصیل یہ ہے:۔

اوّل۔ عبداللہ ابن مسعود کے نزدیک معوذتین داخل قرآن نہیں ہیں لیکن مصحف عثمانی میں اُن کو داخل کر دیا گیا۔

دوم۔ اہل التشیع کہتے ہیں کہ بعض آیات اور سورہ خاص کر جو اہلبیت کی شان میں تھیں مصحف عثمانی سے خارج کر دی گئیں۔

ان وجوہ سے مخالفین اسلام دعویٰ کرتے ہیں کہ مروجہ قرآن جو مصحف عثمانی کی نقل ہے" ناقص اور محرف ہے لیکن یہ دعویٰ محض بے بنیاد اور باطل ہے اصل یہ ہے کہ تحریف تورات وانا جیل کے ثابت شدہ الزام پر پردہ ڈالنے کی غرض سے اہل کتاب نے اُن روایات کو جن میں یہ لغویات مذکور ہیں نہایت آب وتاب سے بیان کر کے اپنا دل خوش کر لیا ہے۔ ذیل میں ہم اُن کے اعتراض کو علیحدہ علیحدہ رد کرتے ہیں۔

اوّل ابن حجر نے اگرچہ بخاری کی شرح میں احمد اور ابن حبان کی روایت سے یہ لکھ دیا ہے کہ ابن مسعود معوذتین کو قرآن میں نہیں لکھتے تھے لیکن محدث ابن حزم اپنی کتاب قدح المعلی میں لکھتے ہیں کہ "یہ ابن مسعود پر جھوٹا الزام لگانا اور موضوع قول ہے کیونکہ ابن مسعود کی جو صحیح قرات زر

کے واسطے سے عاصم نے کی ہے اس قرارت میں معوذتین شامل قرآن ہیں" (اتقان نوع ۲۲) اسی طرح نووی مہذب کی شرح میں لکھتے ہیں کہ" ابن مسعود کا جو قول نقل کیا گیا ہے وہ سراسر باطل اور غلط ہے۔"

لیکن اگر تھوڑی دیر کے لئے ہم انکار ابن مسعود کو صحیح فرض کرلیں. تو سوال یہ ہے کہ کیا ابن مسعود نے قرآن کا کامل نسخہ اسی احتیاط اور اجماع صحابہ کی مدد سے جمع کیا تھا جس طرح حضرت ابوبکر نے اپنے عہد خلافت میں کیا تھا اور پھر جس کی نقل حضرت عثمان نے اپنے زمانہ میں شائع کی؟ کیا ابن مسعود کی شخصی رائے خلفا راربعہ مہاجرین وانصار کے اجماع کے مقابلہ میں قطعی تھے؟ کیا آنحضرت صلعم کا ابی ابن کعب مشہور قاری کے سوال کے جواب میں یہ فرمانا کہ معوذتین داخل قرآن ہیں جیسا کہ بخاری میں مروی ہے۔

حدثنا قتیبۃ بن سعید	ابی بن کعب سے معوذتین کے متعلق
قال حدثنا سفیان عن عاصم	پوچھا انھوں نے رسول اللہ صلعم
وعبدۃ عن زر بن حبیش	سے پوچھا تھا اور آپ نے فرمایا
قال سألت ابی بن کعب رض	تھا کہ" مجھ سے ایسا ہی کہا گیا (یعنی
عن المعوذتین فقال سألت	یہ سورتیں مجھ پر نازل ہوئی ہیں)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ	پس میں نے یہی کہا" اور اب ہم
وسلم فقال قیل لی فقلت	وہی کہتے ہیں جو ہم سے رسول اللہ
فنحن نقول کما قال رسول	صلعم نے فرمایا۔
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	زر بن حبیش کہتے ہیں کہ میں نے

عبداللہ بن مسعود کی رائے کے مقابلہ میں حجت نہیں۔ بات یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے لیلۃ التعریس کی نماز میں ان سورتوں کو پڑھا اور بیماری کی حالت میں اکثر پڑھا بعض آدمی سمجھے کہ یہ رد سحر کی دعائیں ہیں لیکن یہ ان کی غلطی تھی۔ بزاز سے منقول ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے آخر میں اپنے قول سے رجوع کیا (دیکھو تیسیر القاری جلد ۴ صفحہ ۶۶۵ و ۶۶۶) شیعوں کی مشہور حدیث کی کتاب کافی میں منقول ہے۔

عن الصادق علیہ السلام انہ سئل عن المعوذتین اھما من القرآن فقال نعم ھما من القرآن فی قراءۃ ابن مسعود ولا فی مصحفہ فقال اخطأ ابن مسعود رضی اللہ عنہ	حضرت امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ آپ سے معوذتین کے متعلق کہ یہ داخل قرآن ہیں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا ہاں وہ شامل قرآن ہیں ایک شخص کہنے لگا کہ ابن مسعود کی قراءت میں داخل

قرآن نہیں اور نہ اُن کے مصحف میں ہیں آپ نے فرمایا ابن مسعود نے غلطی کی۔

کیا ان واضح دلیلوں کے بعد بھی عیسائیوں کی آنکھیں نہ کھلیں گی لیکن اگر وہ پھر بھی اصرار کریں تو ابن مسعود کے انکار معوذتین سے عیسائیوں کو کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ معوذتین میں تثلیث کا رد مذکور نہیں ہے۔ ہاں جن آیتوں میں تثلیث اور الوہیت مسیح کا رد مذکور ہے اگر ان آیتوں کا داخل قرآن نہ ہونا عبداللہ بن مسعود کی طرف

منسوب کرنے تو کچھ بات بھی تھی۔

دوم۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جب مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگیوں کا نتیجہ حضرت علی مرتضےٰ رضؓ کی شہادت حضرت امام حسن رضؓ کی خلع خلافت اور بنی اُمیہ کی جابرانہ حکومت کی شکل میں ظاہر ہوا تو فرقہ بندیوں کے ساتھ جھوٹی روایات کا ایک سلسلہ قائم ہوگیا جو ہر فریق اپنے اپنے گروہ کی حمایت میں وضع کرتا تھا۔ طرفداران اہلبیت اطہار میں جو لوگ حد سے بڑھ گئے انھوں نے بنی اُمیہ کے ساتھ خلفائے ثلثہ کو بھی مورد لعن و طعن قرار دیا اور اُن کی خوبیوں کو بھی بُرائی کی شکل میں ظاہر کرلے لگے حضرت عثمانؓ نے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آتے ہیں قرآن مجید کو توریت و انجیل کی طرح محرف ہوجانے سے بچاکر دین کی ایک بہت بڑی خدمت کی تھی لیکن عداوت کی آنکھ میں اُن کا یہ ہنر سب سے بڑا عیب ہوگیا۔ اُن پر کلام مجید کے متعلق طرح طرح کے الزام لگائے گئے اور بے سروپا روایتیں گڑھ لی گئیں۔ یہی وہ روایات ہیں جو کتب احادیث کے قلم بند ہوتے وقت بغیر تنقید کے بجنسہٖ نقل کردی گئیں۔ سنیوں کی بعض کتب احادیث (مثلاً طبرانی و بیہقی جن کو شاہ ولی اللہ تیسرے درجہ پر رکھتے ہیں) میں اس قسم کے روایات جن کی اسنادمیں شیعی راوی داخل ہیں مذکور ہیں۔ مثلاً طبرانی نے کتاب الدعا میں عبادؒ بن یعقوب الاسدی کے طریق پر یحیی بن یعلی کے واسطے سے ابن لہیعہؒ ہبیرہ سے عبداللہ بن زریرا لغافقی کا یہ قول نقل کیا ہے "مجھ سے عبدالملک بن مروان نے یہ

بات کہی کہ مجھ کو معلوم ہے کہ تو کس وجہ سے ابوتراب کے ساتھ محبت رکھتا ہے تو بس ایک خشک دماغ دیہاتی شخص ہے۔" میں نے کہا" واللہ میں نے اُس وقت میں قرآن کو جمع کیا ہے جبکہ تیرے ماں باپ اکٹھا بھی نہ ہوئے تھے اور اُس قرآن میں سے علی ابن ابی طالب نے دو سورتیں مجھ کو سکھائی تھیں جو اُن کو رسول اللہ صلعم نے خاص طور پر تعلیم کی تھیں اور وہ سورتیں ایسی ہیں جن کو نہ تو نے سیکھا ہے اور نہ تیرے باپ نے اُن کی تعلیم پائی تھی وہ سورتیں یہ ہیں۔

دُعائے قنوت

اَللّٰھُمَّ انا نستعینک ونستغفرک ونثنی علیک و
لا نکفرک ونخلع ونترک من یفجرک
اَللّٰھُمَّ ایاک نعبد ولک نصلی ونسجد والیک نسعی ونحفد
ونرجوا رحمتک ونخشی عذابک ان عذابک بالکفار ملحق۔

مذکورہ بالا روایت میں پانچ راوی ہیں جن کی کیفیت یہ ہے کہ عباد بن یعقوب کو علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں غالی شیعہ اور رئوس بدعت لکھا ہے اور چونکہ غالی شیعہ قرآن میں حذب و اضافہ کے قائل ہیں اس لئے ایک ایسے راوی کی روایت جس سے اس کے مذہب کی تقویت مدِ نظر ہو اُصول حدیث کے موافق باطل ہے۔ اسی طرح یحییٰ بن یعلیٰ اسلمی کو میزان الاعتدال میں مضطرب الحدیث لکھا ہے۔

لیکن تھوڑی دیر کے لئے ہم اس روایت کو اگر مان بھی لیں تو نتیجہ درایتاً یہ نکلتا ہے کہ اول راوی یعنی عبداللہ بن زریر الغافقی نے

صحف سماوی

حضرت علی سے دُعارِ قنوت سیکھی اور اس کو عبدالملک کے سامنے پڑھی لیکن راوی اخیر یعنی عباد بن یعقوب نے جو غالی شیعہ تھا اور قرآن میں حذف و اضافہ کا قائل تھا دعار کے عوض سورہ کہدیا حالانکہ اللّٰھمّ ۱ تا نستعینک اور اللّٰھم ایاک نعبد کے دونوں ٹکڑے دعائے قنوت کے مجموعہ ہیں۔ اور آج تک نماز میں پڑھتے ہیں۔ لیکن وہ کبھی داخل قرآن مجید نہیں سمجھے گئے۔ اکثر لوگوں نے چونکہ اس دعار کو اجزائے قرآن مجید کے ساتھ لکھ لیا ہوگا (کیونکہ کاغذ وغیرہ اُس زمانہ میں اس قدر وافر نہ تھا) اس لئے بعض کم فہم غلط روایت کرنے لگے جیسا کہ مصحف ابی بن کعب کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اس میں الحفد اور الخلع دو سورتیں تھیں حالانکہ نحفد اور نخلع کے جو الفاظ دُعائے قنوت میں مذکور ہیں۔ انھیں پر سے یہ دو سورتوں کے نام تراش لئے ہیں۔ پھر ان ہر دو سورتوں کی عبارت وہی ہے جو دعائے قنوت کی۔

یہ کیفیت تو سُنیوں کی کم درجہ احادیث کی ہے۔ اب شیعوں کی کتب مذہبی کو لو۔

عقائد شیعہ متعلق کلام مجید

محمد بن یعقوب الکلینی نے اپنی مشہور حدیث کی کتاب کافی میں اس قسم کی روایتیں درج کی ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہاں جہاں حضرت علی کا نام اور اہلبیت کا ذکر تھا وہ مقامات کلام مجید سے خارج کر دیئے گئے۔

ان روایات کو علی بن ابراہیم القمی نے اپنی تفسیر میں آب و تاب سے

صحفِ سماوی

بیان کیا پھر یہ لکھدیا کہ صحیح کلام مجید وہ ہے جس کو حضرت علی نے جمع فرمایا تھا اب وہ امام غائب یعنی بارھویں امام مہدیؑ کے پاس موجود ہے قریب قیامت ظہور مہدی کے ساتھ وہ بھی نکلے گا[1]

ہم ان روایات کے متعلق بجائے اس کے کہ خود کچھ لکھیں اُن محققین علماء شیعہ کے اقوال بجنسہٖ نقل کرتے ہیں جنھوں نے ان روایتوں کی اصلیت جرح وتعدیل کی روشنی میں ظاہر کردی۔

علامہ ابوعلی الطبرسی اپنی مشہور تفسیر مجمع البیان طبع ایران جلد اوّل صفحہ ۱۴ میں لکھتے ہیں۔

ومن ذلك الكلام فی زیادة القرآن ونقصانه فانه لا یلیق بالتفسیر فاما الزیادة فمجمع علی بطلانه واما النقصان منه فقد روی جماعة من

انھیں میں سے ایک بحث یہ ہے کہ قرآن مجید میں زیادتی یا کمی ہوئی یا نہیں یہ بحث فن تفسیر سے متعلق ہے۔ یہ امر کہ قرآن میں کچھ زیادتی ہوئی سب کے نزدیک

---

[1] تفسیر صافی مقدمہ

کیا عجیب بات ہے کہ صحیح کلام مجید کو حضرت علی نے اپنی پچیسالہ مستقل خلافت میں کیوں چھپا رکھا اور وہی مصحفِ عثمانی جاری رکھا۔ اب وہ بارھویں امام غائب کے ساتھ قرب قیامت نکلے گا سبحان اللہ! افسوس فرقہ پرستی کی ظلمت میں حقیقت کیونکر نظر آسکتی ہے نعوذ باللہ من شرور انفسنا۔

اصحابنا وقوم من حشویة
العامة ان فی القران تغیراً
ونقصاناً والصحیح من مذھب
اصحابنا خلافہ وھو الذی
نصرہ المرتضیٰ قدس اللہ
روحہ والکلام فیہ غایتہ
الاستیفاء فی جواب المسائل
الطبرسیات وذکر فی مواضع
ان العلم بصحة نقل
القران کالعلم بالبلدان
والحوادث الکبار والو
قائع العظام والکتب
المشھورة واشعار العرب
المسطورة فان الانایة
اشتدت والدواعی توفرت
علی نقلہ وحراستہ و
بلغت الی حد لم یبلغہ فیما
ذکرناہ لان القران معجزة
النبوة وماخذ العلوم

باطل ہے باقی رہا نقصان تو ہماری
جماعت میں سے ایک گروہ نے اور
سنیوں نے حشویہ نے روایت کیا
ہے کہ قرآن میں تغیر اور نقصان
ہو گیا ہے۔ لیکن ہمارے فرقہ کا
صحیح مذہب اس کے خلاف ہے
اور سید مرتضٰے نے اسی کی تائید
کی ہے۔ اور مسائل طبرسیات کے
جواب میں اس پر نہایت مفصل
بحث کی ہے سید مرتضٰی نے متعدد
موقعوں پر لکھا ہے کہ قرآن کی صحت
کا علم ایسا ہی ہے جیسا شہروں کا
علم اور بڑے بڑے واقعات اور
مشہور کتابوں اور عرب کے مدون
اشعار کا علم کیونکہ قرآن کی
نقل اور حفاظت کے اسباب غایت
کثرت سے تھے اور اس حد تک پہنچے
تھے کہ کسی اور چیز کے سننے نہیں
گئے اس لئے کہ قرآن نبوت کا

الشرعية والاحكام الدينية
وعلماء المسلمين قد بلغوا
في حفظه وحمايته الغاية
حتى عرفوا كل شئ
اختلف فيه من اعرابه
وقراءة حروفه وآياته
فكيف يجوز ان يكون مغيراً
او منقوصاً مع العناية
الصادقة والضبط الشديد۔
وقال ايضاً ان القرآن كان
على عهد رسول الله مجموعاً
مؤلفاً على ما هو عليه الآن
واستدل على ذلك بان
القرآن كان يدرس و
يحفظ جميعه في ذلك الزمان
حتى عين على جماعة من
الصحابة في حفظهم له وانه
كان يعرض على النبي ويتلى
عليه وان جماعة من الصحابة

معجزہ اور علوم شرعیہ اور احکام
دینیہ کا ماخذ ہے اور علمائے اسلام
نے اس کی حفاظت اور حمایت
میں انتہا درجہ کی کوشش کی۔
یہاں تک کہ قرآن کے اعراب
قرآت حروف آیات کے اختلافات
تک انھوں نے محفوظ رکھے اس
لئے کیونکر قیاس ہو سکتا ہے کہ
اس احتیاط شدید کے ہوتے اسمیں
نقصان یا تغیر آنے پائے۔
اور سید مرتضےٰ نے یہ بھی کہا ہے کہ
قرآن مجید آنحضرت کے زمانہ میں
ایسا ہی مکتوب اور مرتب تھا جیسا
اب ہے اور اس پر دلیل یہ ہے
کہ قرآن اس زمانہ میں پڑھا جاتا
تھا اور لوگ اس کو حفظ کرتے
تھے اور نبی صلعم کو سناتے تھے
اور متعدد صحابہ مثلاً عبداللہ بن
مسعود اور ابی بن کعب وغیرہ

مثل عبداللہ بن مسعود وابی
بن کعب وغیرہما ختموا
القرآن علی النبی عدة ختمات
وکل ذلک یدل بادنی تامل
علی انه کان مجموعاً مرتباً
غیر مبتور ولا مبثوث وذکر ان
من خالف فی ذلک من الامامیة و
الحشویة فہم ان الخلاف من ذلک
مضاف الی قوم من اصحاب
الحدیث نقلوا اخباراً ضعیفه
اعتقادنا ان القرآن الذی
انزل اللہ علی نبیه
ھو ما بین الدفتین
وما فی ایدی الناس
لیس اکثر من ذلک
ومن نسب الینا انّا
نقول انه اکثر من
ذلک فھو کاذب۔

نے قرآن کو آنحضرتؐ کے سامنے
چند بار ختم کیا تھا ان سب باتوں
پر غور کرنے سے بھی معلوم ہوجاتا
ہے کہ قرآن مکمل مدون اور مرتب
تھا نہ کہ منتشر اور متفرق۔ سید مرتضےٰ
نے یہ بھی کہا ہے کہ جو امامیہ یا حشویہ
اس کے مخالف ہیں ان کی مخالفت
قابل اعتبار نہیں کیونکہ اس میں
جن لوگوں نے اختلاف کیا ہے وہ
اہل حدیث میں سے ایک گروہ ہے
اور انھوں نے ضعیف روایتیں
نقل کی ہیں۔ ہمارا اعتقاد ہے کہ وہ
قرآن جس کو خدا نے اپنے نبی صلعم پر
اتارا ہے وہی ہے جو دو دفتیوں
کے درمیان تھا اور جو لوگوں کے
پاس ہے اس سے کچھ زائد نہیں ہے۔
جو لوگ ہماری طرف نسبت کرتے
ہیں کہ قرآن زیادہ تھا موجودہ قرآن
سے وہ جھوٹے ہیں۔

قاضی نوراللہ شوستری اگرچہ خلفائے ثلثہ کو سختی سے مورد لعن و طعن ٹھہراتے ہیں لیکن کلام مجید کے متعلق لکھتے ہیں۔

مانسب الی شیعۃ الامامیہ	شیعہ امامیہ کی طرف یہ بات جو
بوقوع التغیر فی القرآن	منسوب کی گئی ہے وہ کہتے ہیں
لیس من ما قال بہ جمہور	کہ قرآن میں تغیر ہوا ہے جمہور امامیہ
الامامیۃ انما قال بہ	اس کے قائل نہیں ہیں اس کا
شرذمتہ قلیلتہ لا اعتداد بہم	قائل صرف ایک چھوٹا سا گروہ ہے
فیما بینہم (مصائب النواصب)	جو کسی شمار میں نہیں۔

مذکورہ بالا اقتباسات پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عیسائیوں کا اہل تشیع کو پیش کرنا مدعی سست گواہ چست کا معاملہ ہے لیکن یہ چست گواہ جنھوں نے تحریف اناجیل کی ندامت پر پردہ ڈالنا چاہا ہے اگر پھر بھی اصرار کریں اور اس چھوٹے سے گروہ کو پیش کریں جسے قاضی نوراللہ شوستری کسی شمار میں نہیں رکھتے اور جسے رئیس المحدثین قمی "کاذب" کا لقب دیتے ہیں اور علامہ طبرسی جسے "ناقابل اعتبار اور باطل" قرار دیتے ہیں تو ہم سوال کریں گے کہ کیا اس چھوٹے سے گروہ نے سوائے اس کے کہ

رئیس المحدثین محمد بن علی بابویہ القمی کتاب الاعتقادات میں لکھتے ہیں [1]

[1] دیکھو تفسیر صافی صفحہ ۱۵ مقدمہ ۲

جھوٹی روایت بیان کردی کبھی یہ کیا کہ موجودہ قرآن کے مقابلہ میں کسی زمانہ میں کوئی قلمی یا مطبوعہ نسخہ قرآن کا اپنے زعم باطل کے مطابق دُنیا کے سامنے پیش کیا۔ اسلام پر ہزاروں مصائب پیش آئے سیکڑوں فرقے پیدا ہوگئے جنھوں نے ایک دوسرے کو کافر تک کہدیا اور قتل وخون کا بازار گرم کردیا لیکن با ایں ہمہ قرآن سب کا وہی رہا جو عہد رسول اللہ میں مُرتب ہوا جو عہد ابو بکرؓ میں ایک ہی مصحف میں قلم بند ہوا اور جس کی نقل حضرت عثمان نے قرأت رسول اللہ کے مُطابق دُنیا میں شائع کی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دو ہزار برس کے قریب زمانہ گذرا لیکن اب تک ایک متن انجیل پر اکتفا نہ ہوا لیکن ہمارا قرآن وہی ہے جو تھا اور ہے اور ہمیشہ رہے گا کیوں نہیں۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون

لا یأتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من حکیم حمید ہ

مصطفٰے را وعدہ داد الطاف حق ۔۔۔ گر بمیری تو نمیرد این سبق

کس نتاند بیش و کم کردن رو ۔۔۔ تو بہ از من حافظے دیگر مجو

سورتوں کی ترتیب

قرآن مجید کی سورتوں کی موجودہ ترتیب اس طور پر ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بعد پہلے سبع طوال یعنی سات بڑی سورتیں بقرہ۔ آل عمران۔ نساء۔ مائدہ۔ انعام۔ اعراف۔ انفال بشمول توبہ پھر

مئین یعنی وہ سورتیں جن میں کم و بیش سو آیتیں ہیں۔ یونس سے فاطر تک پھر مثانی جنمیں قصص و نصائح کی تکرار ہے اور سو آیتوں سے کم ہیں سورہ یسین سے ق تک پھر مفصل یعنی چھوٹی چھوٹی سورتیں ق سے ناس تک اس طور سے کل ۱۱۴ سورتیں ہیں۔

ترتیب عثمانی

حضرت عثمان رض نے جب قرآن مجید کے نسخے شائع کئے تو سورتوں کو مذکورہ بالا طور پر ترتیب دیا۔ اس وقت سے آج تک یہی ترتیب جاری ہے۔ ظاہر بیں اور مخالفین اسلام کا خیال ہے کہ اس ترتیب میں کوئی خوبی نہیں صرف پہلے بڑی سورتیں پھر چھوٹی سورتیں جمع کر دیں۔ لیکن وہ نہیں دیکھتے کہ مئین میں سورہ رعد جس میں صرف ۴۳ آیات ہیں سورہ ابراہیم جس میں ۵۲ آیات ہیں اور سورہ نور جس میں ۶۴ آیات ہیں شامل کر دی ہیں۔ حالانکہ ان کو مثانی میں رکھنا تھا۔ اسی طرح مثانی میں سورہ الصفٰت جس میں ۱۸۲ آیات ہیں مئین میں رکھنا چاہیئے تھا۔

ترتیب ابن مسعود رض علی مرتضٰی

اس سے صاف ظاہر ہے کہ سورتوں کی لفظی اور معنوی مناسبت سے مذکورہ بالا ترتیب اجماع صحابہ سے عمل میں آئی ہے اور ترتیب ابن مسعود ابن ابی و علی مرتضٰی جو ایک دوسرے سے مخالف اور اپنے طور پر تھیں پسند نہیں کی گئیں۔ حضرت علی مرتضٰی کی ترتیب کے متعلق کہا جاتا ہے کہ چونکہ اسمیں شان نزول کے لحاظ سے سورتیں جمع تھیں۔ اس لئے نہایت عمدہ تھی۔ بے شک تاریخی حیثیت سے یہ ترتیب مناسب تھی لیکن مشکل یہ تھی کہ یہ ایک ہی وقت میں پوری پوری سورتیں نازل نہیں ہوئیں اس لئے مکمل

سورتیں یکے بعد دیگرے جمع نہیں ہو سکتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت علی مرتضٰے نے اس ترتیب سے رجوع کر کے ترتیب عثمانی کو اپنے عہد میں جاری رکھا۔

مناسبتِ آیات وسورۃ کا علم ایک دقیق اور لطیف عمل ہے۔ متقدمین نے اکثر رسائل اس علم میں لکھے مثلاً علامہ برہان الدین بقاعی المتوفی ۸۸۵ھ نے "نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور" لکھی جلال الدین سیوطی نے اسرار التنزیل لکھی۔ امام رازی نے تفسیر کبیر میں اس مبحث پر بہت کچھ لکھا ہے اور ہندوستان میں شاہ ولی اللہ نے اپنی تصانیف میں جابجا افادہ فرمایا ہے اور فوز الکبیر میں یہی عنوان قائم کیا ہے۔

اپنے زمانہ کے لوگوں کی ہدایت کے واسطے ہم بھی ایک جدید عنوان سے یہاں کچھ لکھتے ہیں وباللہ التوفیق۔

لطائف ترتیب سورہائے قرآنی

قرآن مجید جس اصول پر نازل ہونا شروع ہوا اس کو بخاری نے باب تالیف القرآن میں حضرت عائشہ کی روایت سے یوں بیان کیا ہے۔

انما نزل اول ما نزل منه	سب سے پہلے جو کچھ نازل ہوا وہ بس
سورة من المفصل فيها ذكر	وہی سورت ہے جو مفصل میں ہے۔
الجنة والنار حتى اذا ثاب	جن میں جنت اور دوزخ کا بیان ہے
الناس الى الاسلام نزل الحلال	یہاں تک کہ جب لوگ اسلام کی طرف

والحرام ولو نزل اول شئ لا	رجوع ہوئے. تو حلال اور حرام
تشربوا الخمر لقالوا لا ندع	کی آیات نازل ہوئیں اور اگر پہلے
الخمر ابدا ولو نزل لا	ہی یہ نازل ہوتا کہ شراب نہ پیتا
تزنوا لقالوا لا ندع الزنا	تو لوگ کہتے ہیں ہم شراب ہرگز
ابدا لقد نزل بمكة	نہیں چھوڑتے اسی طرح اگر یہ حکم
على محمد صلى الله عليه	ہوتا کہ زنا نہ کرو تو لوگ کہتے کہ ہم
وسلم وانی لجارية العب	ہرگز زنا کو ترک نہ کریں گے۔ بہ
بل الساعة موعدهم	تحقیق رسول اللہ صلعم پر مکہ میں جبکہ
والساعة ادهى وامر و	میں کھلنڈری لڑکی تھی سورہ قمر کی
ما نزلت سورة البقرة و	یہ آیت نازل ہوئی. بلکہ قیامت
النساء الا وانا عنده۔	ان کا وعدہ گاہ ہے اور قیامت بہت

سخت اور تلخ ہے اور سورۃ بقرہ اور سورۃ النساء نازل نہیں ہوئیں۔ مگر اس وقت جب میں آپ کے ساتھ تھی۔

اس حدیث پر غور کرنے سے اس خدائے رحمان ورحیم کی حکمت صاف نظر آجاتی ہے جس نے رحمۃ للعالمین نبی کے ذریعہ سے پہلے بشارت وانذار۔ وعدہ ووعید، ترغیب وترہیب کی سورتیں نازل کرکے سرکش اور جاہل عرب کے قلوب کو نرم کرکے قبول اوامر ونواہی کی استعداد پیدا کردی اور پھر حلال و حرام کے احکام نازل فرمائے جن کو انھوں نے ایسے جوش وخروش سے قبول کیا اور ایسے مہذب ومتقی ہوگئے کہ اگر ظلمت کدہ

عالم میں چراغ لے کر ڈھونڈھیں تب بھی ان کی نظیر نہیں ملتی۔ حضرت موسیٰ چالیس شبانہ روز کوہ طور پر تشریف فرما رہے اور ایک دم سے احکام عشرہ کے الواح لاکر قوم کے سامنے پیش کر دیتے مگر اس قوم نے کیا کیا؟ پہلے آپ کی غیبت میں گوسالہ پرستی اختیار کی، اور آپ کے مُنہ پر صاف کہدیا کہ ہم اس قدر احکام کیسے مانیں۔ پھر اس خوف سے کہ کہیں پہاڑ پھٹ نہ پڑے جبراً و کرہاً اطاعت کا وعدہ کر لیا۔ بر عکس اس کے حضرت رسول خدا صلعم (روحی فداہ) نے مثل اُس شفیق طبیب کے جو مریض کی حالت کا پورا اندازہ کر کے اُسی کے موافق دوا دے اور وقتاً فوقتاً حسب ضرورت اصلاح کرتا جائے اور ازالۂ مرض کے بعد رفتہ رفتہ مقویات کا استعمال کرا کے اصلی صحت کی طرف مزاج کو عود کرلائے ۲۳ برس تک سرکش اور جاہل عربوں کے ساتھ سفر و حضر میں ساتھ رہ کر فطرتِ انسانی کا پورا اندازہ کر کے صراط مستقیم کی طرف ہدایت کی اور اس طور سے گروہ اُمیین کو خیر اُمم بنا دیا لیکن جب حکمت خداوندی اپنا جلوہ دکھا چکی تو اب اس ترتیب سے نزول قرآنی میں عکس مستوی کی ضرورت پیش آئی یعنی وہ لوگ جو اسلام کے پاک دائرہ میں داخل ہو چکے تھے۔ ان کے سامنے سب سے پہلے احکام الٰہی اور امر و نواہی پیش کئے جائیں

حدیث شریف میں ہے۔

بنی الاسلام علی خمس	اسلام کی بُنیاد پانچ چیزوں پر ہے
شہادۃ ان لا الہ الا اللہ	کلمہ شہادت لا الہ الا اللہ محمد

وان محمد رسول اللہ و	رسول اللہ اور نماز پڑھنا اور
اقام الصلوٰۃ وایتاء الذکرٰۃ	زکوٰۃ دینا اور حج اور روزے
والحج وصوم رمضان	رکھنا

چونکہ یہ پنجگانہ ارکان بجز سورۃ بقرہ کے اور کسی سورت میں جمع نہیں ہیں اس لئے ضرور تھا کہ پہلے یہی سورت رکھی جائے اور اسی طرح سبع طوال جن میں احکام حلال و حرام مذکور ہیں باقی سورتوں پر مقدم رکھے جائیں پھر وہ سورتیں جن میں تذکیر باآلاء اللہ اور تذکیرہ بایام اللہ کے علوم مذکور ہوں اور عجائبات آفرینش، جمال وجلال الٰہی کے مظاہر قصص و آثار حشر و نشر اور حیات بعد الممات کا تذکرہ ہو۔

اس اجمال تشریح کے بعد اب مروجہ ترتیب قرآنی پر غور کرو سب سے پہلے سورۂ فاتحہ ہے جو مقدمہ کتاب کے طور پر ہے۔ اس میں سات آیتیں ہیں۔ جو تعلیم قرآنی کے مقصد اور منشاء کا آئینہ ہیں۔ ابتدائی تین آیتوں میں خدا کے صفات چہارگانہ ربوبیت رحمانیت۔ رحیمیت اور مالکیت کا ذکر ہے۔ یہود خداوند یہواہ کو بنی اسرائیل کا خدا سمجھتے تھے۔ یہاں خدا نے سب سے پہلے اپنی صفت رب العالمین بتائی جس میں اسلام کی وسعت مشرب اور اس کی تعلیم کے ہمہ گیر اثر کا نکتہ مضمر ہے۔ پھر رحمانیت رحیمیت اور مالکیت کی صفت بیان کی علماء مسیح اسلام پر ہمیشہ یہ طنز کیا کرتے ہیں کہ اسلام کا خدا ایک خوفناک مطلق العنان حاکم ہے حالانکہ عیسائی اس کو باپ کہہ کر پکارتے ہیں جس سے اس کی شفقت اور محبت کا اظہار ہوتا

ہے مگر یہ کوتاہ بیں اتنا نہیں سمجھتے کہ رحمن و رحیم کا تصوّر باپ تجسّمانہ تصوّر سے کہیں اعلیٰ وارفع ہے۔ رحمٰن یعنی خدا کی وہ صفت رحم بلا بدل جس نے قبل تخلیق انسان اپنا جلوہ دکھا کر اُس کے واسطے سامان فلاح مہیا کر دیئے اس طور سے عیسائیوں کے اس فاسد عقیدہ کفارہ کا ابطال ہو گیا جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ بلا بدل رحم نہیں کرسکتا اس لئے اُس نے اپنے اکلوتے فرزند کو دُنیا میں بھیجا تاکہ جب اُس کی قربانی چڑھائی جائے تب کہیں گنہگار انسان کی نجات ہو۔

صفات چہارگانہ کے بعد یہ بتایا کہ بس ایسے خدا کی عبادت کرو اُسی سے استعانت طلب کرو اور صراط مستقیم کے واسطے دُعا مانگو جو یہود کی تفریط اور نصاریٰ کے افراط کے درمیان میں ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ جملہ مذاہب عالم کے خطوط میں جو ایک سطح زمین پر معاش اور معاد کے دو نقطوں کے درمیان کھنچے ہیں بس یہی ایک خطِ مستقیم ہے جس پر منعم علیہم گروہ قدم رکھتے ہیں۔

حقیقت میں فاتحہ الکتاب کا بطور مقدمہ قرآن مجید میں سب سے پہلے درج ہونا کس قدر موزوں ہے توریت کا آغاز تخلیق عالم سے شروع ہوتا ہے جس کی حیثیت ایک قصّہ سے زائد نہیں انجیل کی ابتدا مسیح کے نسب نامہ مسیح سے ہوتی ہے جو تاریخی حیثیت سے سخت مشکوک ہے بلکہ یوں کہئے کہ بسم اللہ ہی غلط ہے برعکس اس کے قرآن مجید کا دیباچہ ایسے عنوان سے شروع ہوا جس کی نظیر کسی الہامی کتاب میں نہیں ملتی۔

سورۃ البقرۃ

فاتحہ کے بعد بقرہ ہے جو مقدمہ کے بعد آغاز کتاب کے طور پر درج ہے. دیکھو سب سے پہلے کیا ارشاد ہوتا ہے" ذالك الكتاب لاريب فيه" بائبل جو عہد عتیق و جدید کا مجموعہ ہے اس کے معنی بھی کتاب کے ہیں. اہل کتاب کے نزدیک توریت کی ابتدائی پانچ کتابیں اُم الکتاب سمجھی جاتی ہیں. لیکن چونکہ وہ اپنی اصلی حالت میں باقی نہ رہیں اس لئے سورہ بقرہ جس میں پنجگانہ ارکان اسلام ایک جا جمع ہیں بمنزلہ" خومیس موسیٰ" توریت کی ابتدائی پانچ کتابوں کے پیش کی جاتی ہے. اب یہی وہ کتاب ہے جو تحریف و تدلیس سے محفوظ ہے" لاریب فیہ" میں اسی نکتہ کی طرف اشارہ ہے.

اب توریت کی پانچوں کتابوں کے مضامین پر بحیثیت مجموعی ایک نظر ڈالو دیکھو.

(۱) پہلی کتاب پیدائش میں آفرنیش آدم کے قصہ سے شروع کر کے حضرت یوسف کے قصہ پر ختم کیا بالفاظ دیگر بنی اسرائیل علم الانساب کی روشنی میں پیش کئے گئے اور یہ ظاہر کیا گیا کہ یہ قوم مصر کیونکر پہونچی.

۲- دوسری کتاب خروج سیرت موسوی اور نزول احکام پر مشتمل ہے.

(۳-۴) تیسری و چوتھی کتاب اعداد و لویان جن میں رسوم و شعائر کے جزئیات مذکور ہیں.

۵- پانچویں کتاب توریت مثنیٰ جس میں حضرت موسیٰ کی وفات تک کے

واقعات اور احکام وشعائر کا اعادہ کیا گیا ہے۔

اب ان پانچوں کتابوں کے مقابلہ میں سورۂ بقرہ کو لو دیکھو قصّۂ آدم کس موثر اور حکیمانہ تمہید سے شروع ہوتا ہے۔

کیف تکفرون باللّٰہ وکنتم	کیونکر اللہ کے ساتھ انکار کروگے
امواتاً فاحیاکم ثمّ	حالانکہ تم مُردہ تھے پھر تم کو زندہ کیا
یمیتکم ثمّ یحییکم ثمّ	پھر تم کو موت دے گا پھر زندگی
الیہ ترجعون	بخشے گا پھر اس کی طرف واپس جاؤگے

پھر کس اختصار اور جامعیت کے ساتھ تخلیق وجوہ شرف، ہبوط آدم۔ کا تذکرہ کیا اور یہ اصول سمجھا دیا کہ دُنیا میں آکر انسان کو کیا کرنا چاہیئے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

قلنا اھبطوا منھا جمیعاً	ہم نے کہا تم سب یہاں سے اُتر جاؤ
فامّا یاتینّکم منّی ھدًی	پھر جب ہماری طرف سے تمہارے
فمن تبع ھدای فلا خوفٌ	پاس ہدایت آئے اور جو پیروی کرے گا
علیھم ولا ھم یحزنون و	ان کو نہ کچھ خوف ہے نہ کوئی غم مگر
الّذین کفروا وکذّبوا	جنھوں نے انکار کیا اور ہماری نشانیوں
بایٰتنا اُولٰئک اصحٰبُ	کو جھٹلا دیا وہ ناری ہیں اور ہمیشہ
النّار ھُم فیھا خٰلدُون۔	دوزخ ہیں رہیں گے۔

اب بجائے اس کے کہ کتاب پیدائش کی طرح علم الانساب کی داستان اعجوبہ پرستی کے طور پر بیان ہوتی رہے۔ ترغیب و ترہیب کے اصول

پرجس کا لحاظ مجملہ قصص قرآنی میں جو کہیں مجمل اور کہیں مفصل مذکور ہیں کیا گیا ہے بنی اسرآئیل کی طرف خطاب کیا اور ان کے برگزیدہ الٰہی ہونے اور انعام وافضال خداوندی سے سرفراز ہونے کا ذکر شروع کیا پھر ان کی نافرمانیوں اور شامت اعمال کے باعث سزاؤں کا حوالہ دیا تاکہ ان کو عبرت ہو۔

پھر ایک گائے ذبح کرنے اور بنی اسرائیل کے بحث وتکرار کا ذکر کیا۔ یہ قصہ بقرہ درحقیقت خصائل یہود کا آئینہ ہے اور اسی نام سے یہ سورت بھی منسوب ہے۔ اس قصہ کا مقصد اس امر واقعی کا اظہار ہے کہ بنی اسرائیل کی سرکشی اور کج بحثی نے سیدھے اور صاف احکام کو بھی قیود اور سختیوں کی زنجیروں میں جکڑ دیا توریت کی کتاب اعداد واحبار کو پڑھو اور پھر دیکھو کہ احکام میں کس قدر بال کی کھال نکال کر دین میں ناقابل برداشت سختیاں پیدا کر دیں۔ اس نکتہ کو کس بلیغ پیرایہ میں کیسا صاف بیان فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

واذقال موسیٰ لقومہ ان	اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے
اللہ یامرکم ان تذبحوا البقرۃ	کہا اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ ایک
قالوا اتتخذنا هزوا قال	گائے ذبح کرو بولے کیا تو ہم کو
اعوذ باللہ ان اکون من	ہنسی میں پکڑتا ہے۔ اس نے کہا خدا
الجاهلین قالوا ادع لنا ربك	کی پناہ کہ میں نادانوں میں ہو جاؤں
یبین لنا ما هی قال انه یقول	بولے اپنے رب سے ہمارے

انها بقرة لا فارض ولا بکر عوان بین ذٰلک فافعلوا ما تؤمرون قالوا ادع لنا ربک یبین لنا ما لونها قال انه یقول انها بقرة صفرآء فاقع لونها تسر الناظرین قالوا ادع لنا ربک یبین لنا ما ھی ان البقر تشٰبه علینا وانا ان شاء اللہ لمھتدون قال انه یقول انها بقرة لا ذلول تثیر الارض و لا تسقی الحرث مسلمة لاشیة فیها قالوا الٰئن جئت بالحق فذبحوھا وما کادوا یفعلون.

لئے دریافت کر کہ ہم سے بیان کرے کہ وہ کیسی ہے جواب دیا وہ کہتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے۔ نہ بوڑھی نہ بچھیا بیچ کی راس ہے اب جو حکم ہوا بجا لاؤ بولے اپنے رب سے ہمارے لئے دریافت کر کہ اس کا رنگ کیسا ہو۔ جواب دیا وہ کہتا ہے وہ گائے ہے ڈھڈھاتی زرد رنگ کی دیکھنے والوں کو بھلی لگتی۔ بولے اپنے رب سے ہمارے لئے دریافت کر کہ ہمیں بتائے کہ وہ گائے کس قسم کی ہے ہم کو شبہ پڑ گیا ہے اور ہم اللہ نے چاہا تو راہ پالیں گے۔ موسیٰ نے کہا خدا فرماتا ہے

وہ ایک گائے نہ تو کمیری زمین جوتتی ہے۔ نہ کھیت کو پانی دیتی ہے۔ پوری بدن کی بے داغ۔ بولے اب تو لے ٹھیک بات کہی پھر اس کو ذبح کیا اور اُمید نہ تھی کہ وہ ایسا کریں گے۔

شریعت یہود کی آہنی شکنجہ میں دبا ہوا وہ راز تھا جو آخر سلب روحانیت کی شکل میں ظاہر ہوا اور کج بحثی کر بیٹھی۔ بے ادبی۔ نافرمانی۔

گردن کشی سے ہوتے ہوتے قساوت کے درجہ تک پہنچ گیا اور یہود کی یہ حالت ہوگئی۔

ثُمَّ قَسَت قُلُوبُكُم مِّن بَعدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالحِجَارَةِ اَو اَشَدُّ قَسوَةً
پھر تمہارے دل سخت ہو گئے اس کے بعد پھر وہ مثل پتھر کے ہو گئے یا اس سے بھی زیادہ سخت

پھر حضرت سلیمان کا زمانہ جو بنی اسرائیل کے انتہائے عروج کا زمانہ تھا یاد دلایا کہ کس طرح ان نافرمانوں نے پیغمبر برحق کے طریق کو چھوڑ کر شیاطین اور کفار کی پیروی کر کے علانیہ سونے کی بچھڑوں کی پرستش شروع کی۔ اور پھر طرفہ یہ کہ حضرت سلیمان پر بھی کفر کی تہمت لگا دی۔

وَاتَّبَعُوا مَا تَتلُوا الشَّيَاطِينُ عَلٰى مُلكِ سُلَيمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحرَ
اور اس چیز کی پیروی کی جو شیاطین عہد سلیمان میں پڑھتے تھے اور سلیمان نے کفر نہیں کیا بلکہ شیاطین نے کفر کیا۔ آدمیوں کو جادو سکھاتے تھے۔

یہود کی جب یہ حالت ہوگئی اور شامت اعمال نے ان کو مسخ کر دیا تو ان کی شریعت کو جس سے وہ اب مستفید نہیں ہوتے تھے منسوخ کر کے اس سے ملتی جلتی دوسری بہتر شریعت عطا کی۔

مَا نَنسَخ مِن اٰيَةٍ اَو نُنسِهَا نَاتِ بِخَيرٍ مِّنهَا اَو مِثلِهَا اَلَم تَعلَم
ہم جو آیت منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا ویسی

ان اللہ علی کل شیٔ قدیر ہی دوسری نازل کردیتے ہیں کیا تو نے نہیں جانا کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

یہ تغیر عظیم اُس قوم کے واسطے جو کبھی خدا و ند یہواہ کی برگزیدہ تھی۔ نہایت شاق گذرا لیکن حقیقت یہ ہے کہ بنی اسرائیل پر یہواہ کا یہ دوسرا انعام ہے کہ بجائے اس کے کہ یہ نئی شریعت کسی غیر قوم کے نبی پر جو روم و ایران مصر و یونان کی قوموں سے ہوتا نازل ہوتی خاص بنی اسرائیل کے خاندان میں رہی ہاں اس قدر فرق ضرور ہوا کہ مورث اعلے حضرت ابراہیمؑ کے فرزند اکبر حضرت اسمٰعیل کی نسل میں نبوت منتقل ہوگئی اور آل اسحٰق شامتِ اعمال سے عاق ہوگئی۔ ارشاد ہوتا ہے۔

یٰبنی اسرائیل اذکروا نعمتی	اے بنی اسرائیل میرا احسان یاد
التی انعمت علیکم وانی	کرو جو میں نے تم پر کیا اور یہ کہ تم کو
فضلتکم علی العالمین واذ	سارے جہان پر فضیلت دی اور
ابتلی ابراھیم ربہ بکلمت	جب ابراہیمؑ کو اس کے رب نے
فاتمھن قال انی جاعلک	کئی باتوں میں آزمایا پھر اُس نے
للناس اماما قال ومن ذریتی	وہ پوری کیں فرمایا میں تجھ کو سب
قال لاینال عھدی الظلمین	لوگوں کا پیشوا بناؤں گا۔ بولا
واذ یرفع ابراھیم القواعد	میری اولاد میں کہا نہیں پہونچتا
من البیت واسمٰعیل ربنا	میرا قرار بے انصافوں کو اور جب
تقبل منا انک انت السمیع	اٹھانے لگا ابراہیم نیو دیں اس گھر

العلیم ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیٰتک ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم۔

کی اور اسمٰعیل بھی (کہنے لگے) اے رب ہمارے قبول کر ہم سے تو ہی ہے اصل سنتا جانتا اے ہمارے رب اور ہم کو حکم بردار بنا اور ہماری اولاد میں بھی ایک حکم بردار اُمّت تیرے لئے اور جتا ہم کو حج کرنے کے دستور اور ہم کو معاف کر تو ہی ہے معاف کرنے والا مہربان۔ خداوندا انہیں ایک رسول پیدا کر انھیں میں سے جو پڑھے اُن پر تیری آیتیں اور ان کو کتاب سکھا دے اور حکمت اور ان کو سنوارے تو ہی ہے اصل زبردست حکمت والا۔

لیکن اہلِ کتاب اپنی بدبختی سے کج بحثی چھوڑتے نہیں اور بجائے اس کے کہ نسلِ اسمٰعیل کے نبی کی جو ان کے نبی اعمام سے ہے پیروی کرکے اپنے اصلی دینِ ابراہیم کو زندہ کریں اور فرقہ بندیوں کو مٹا کر ایک ہی صراطِ مستقیم۔

قولوا اٰمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسٰی

تم کہو ہم نے یقین کیا اللہ پر اور جو کچھ ہم پر اترا اور جو اترا ابراہیم اور اسمٰعیل اور یعقوب اور اس کی اولاد پر اور جو ملا موسٰی اور عیسٰی

وعیسیٰ وما اوتی النبیون	کو اور جو ملا سب نبیوں کو اپنے
من ربهم لا نفرق	رب سے ہم فرق نہیں کرتے
بین احد منهم ونحن له	کسی میں ان میں سے اور ہم اس کے
مسلمون۔	حکم پر ہیں۔

پر قدم رکھیں یوں کہتے ہیں کہ اگر دین ہے تو یہودیت دین ہے تو نصرانیت حالانکہ یہ اتنا نہیں سمجھتے کہ ابراہیم و اسمعیل و اسحٰق و یعقوب اور اُن کی اولاد نہ یہودی تھے نہ نصرانی۔ وہ سب خدا کے خاص بندے تھے جو دُنیا سے اُٹھ گئے اور اب یہ ناخلف باقی رہ گئے۔

ام تقولون ان ابراهیم و	کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم و اسمعیل و
اسمعیل و اسحٰق و یعقوب	اسحٰق و یعقوب اور اس کی اولاد
والاسباط کانوا هودًا	یہود تھے یا نصاریٰ کہہ تم کو خبر
او نصاریٰ قل انتم اعلم	زیادہ ہے یا اللہ کو اور اس سے
ام اللّٰه ومن اظلم ممن	بڑھ کر ظالم کون ہے جس نے گواہی
کتم شهادة عنده من	چھپائی جو تھی اس کے پاس
اللّٰه وما اللّٰه بغافل	اللہ کی اور اللہ تمہارے کاموں
عما تعملون تلك امة	سے بے خبر نہیں۔ وہ ایک جماعت
قد خلت لها ما کسبت	تھی جو گذر گئی اس کے لئے
ولکم ما کسبتم ولا تسئلون	ہے جو اُس نے کمایا اور تمہارے لئے
عما کانوا یعملون	ہے جو تم کماؤ اور تم سے پوچھ نہیں

ہے ان کے کاموں کی۔

اس کے بعد اب خدا ایک ایسا حکم دیتا ہے جو "امۃ وسطاً" (پیروان دینِ محمدی) کو اہل کتاب سے ممیز کر دے یہود بیت المقدس کو اپنا قبلہ مانتے تھے اور قربانی کے تمام فرائض وہاں ادا کرتے تھے۔ لیکن بیت المقدس حضرت سلیمان کے عہد سے قبلہ قرار پایا تھا۔ اس سے پیشتر بنی اسرائیل کا کوئی خاص قبلہ نہ تھا۔ خود حضرت ابراہیم اور آپ کی تمام اولاد میں یہ رواج تھا کہ ایک لمبا بغیر تراشا ہوا پتھر بطور ایک نشان کے کھڑا کر لیتے تھے اور اس کو مذبح یعنی قربان گاہ قرار دے کر وہاں خدا کی عبادت بجالاتے تھے اور طواف کرتے تھے۔

ذیل میں توریت کے چند حوالے جو اس رسم کے متعلق ہیں درج کئے جاتے ہیں۔

تب خداوند نے ابراہام کو دکھائی دے کر کہا یہی ملک میں تیری نسل کو دوں گا اور اس نے وہاں خداوند کے لئے جو اس پر ظاہر ہوا ایک مذبح بنایا" کتاب پیدائش $\frac{12}{7}$)

تب ابراہام نے اپنا خیمہ اکھاڑا اور ملو طستان ممری میں جو حبرون میں ہے جا رہا اور وہاں خداوند کے لئے ایک مذبح بنایا" (پیدائش $\frac{13}{18}$)

"اسحٰق نے خدا کے نام پر ایک مذبح بنایا اور وہاں اپنا خیمہ نصب کیا اور اسحٰق کے خدمت گاروں نے وہاں ایک کنواں کھودا" یہ مقام بیر سبع تھا جہاں اسحٰق کا خداوند ظاہر ہوا تھا (پیدائش $\frac{26}{25}$)

"یعقوب علی الصباح اٹھا اور اس پتھر کو جسے اس نے اپنا تکیہ کیا تھا۔
لے کر ستون کے مانند کھڑا کیا اور اس کے سر پر تیل ڈالا اور کہا یہ پتھر جو
میں نے ستون کے مانند کھڑا کیا خدا کا گھر یعنی بیت اللہ ہو گا۔"
پیدائش $\frac{28}{18-22}$

"اور موسیٰ نے خداوند کی ساری باتیں لکھیں اور صبح کو سویرے اُٹھا
اور پہاڑ کے تلے ایک مذبح بنایا اور اسرائیل کے بارہ سبطوں کے موافق بارہ
ستون بنائے گئے" (خروج $\frac{24}{4}$)

خداوند یہواہ نے موسیٰ سے کہا کہ اگر تو میرے لئے پتھر کا مذبح بنائے
تو تراشے ہوئے پتھر کا مت بناؤ کیونکہ اگر تو اس کو اوزار لگائے گا تو اسے
ناپاک کر دے گا۔" خروج $\frac{20}{25}$

خدا نے جب نبوت بنی اسمٰعیل میں منتقل کی تو اپنے خلیل ابراہیم کے قدیم
طریق عبادت کو جاری رکھا اور اُس بے چھت کی چہار دیواری کو جسے اس
نے اپنے بیٹے اسمٰعیل کے ساتھ سب سے پہلے خدا کے نام پر بنایا تھا اور
جو اب کعبہ کے نام سے مشہور تھا قبلہ قرار دیا۔ یہود کو یہ امر شاق گذرا اور
وہ کہنے لگے۔

سیقول السفہآء من الناس	اب کہیں گے بے وقوف لوگ کیوں
ما ولّٰھم عن قبلتھم التی	پھر گئے مسلمان اپنے قبلہ سے
کانوا علیھا قل للہ المشرق	جس پر پہلے تھے تو کہہ اللہ ہی کا
والمغرب یھدی من یشآء	ہے مشرق اور مغرب چلاوے جس

الیٰ صراط مُستقیم　　　　کو چاہیے سیدھی راہ

بے شک مشرق و مغرب کی کوئی تخصیص نہیں اینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ انبیا رنے ان مقامات کو صرف ایک نشان یا شعار کے طور پر مخصوص کر لیا تھا ورنہ محض کسی سمت مُنہ کر لینے اور اس کو اپنا قبلہ قرار دینے سے کچھ نہیں ہوتا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

لیس البران تولوا وجوھکم	نیکی یہی نہیں کہ اپنا مُنہ مشرق یا مغرب
قبل المشرق والمغرب ولکن	کی طرف پھیر دو بلکہ نیکی یہ ہے کہ
البر من امن باللہ والیوم	جو کوئی ایمان لایا اللہ پر اور آخرت
الاخر والملئکۃ والکتب و	پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور
النبیین واتی المال علی	نبیوں پر اور اس کی محبت میں مال
حبہ ذوی القربیٰ والیتمیٰ	دلیوے ناتے والوں کو اور یتیموں
والمسٰکین وابن سبیل و	کو اور مسافر کو اور سوال کرنے والوں
السائلین وفی الرقاب	کو اور گردن چھڑانے میں اور نماز
واقام الصلوٰۃ واتی الزکوٰۃ	قائم رکھے اور زکوٰۃ دیا کرے اور
والموفون بعہدھم اذا	اپنا عہد پورا کرنے والے جب عہد
عاھدوا والصٰبرین فی	کر چکے اور صبر کرنے والے سختی میں
الباسآء والضرآء وحین	اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت
الباس اولئک الذین صدقوا	وہی لوگ ہیں جو سچے ہوئے اور
واولئک ھم المتقون۔	وہی متقی ہیں۔

صحفِ سماوی

تحویل قبلہ کے بعد اب احکام شروع ہوئے یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم القصاص سے سورہ کے آخر تک احکام قصاص، وصیت مسائل صیام و حج وغیرہ۔ نکاح، طلاق، عدت۔ رضاعت، انفاق فی سبیل اللہ صدقات۔ منع ربوا۔ دین۔ شہادت۔ ان احکام کا مقابلہ احکام توریت سے کرو اور پھر فرق مراتب آپ ہی نظر آجائے گا۔ مثال کے طور پر ہم قربانی کو لیتے ہیں۔

توریت کتاب احبار ۵۔۹ میں لکھا ہے کہ قربانی کی کھال کھینچ کر اور گوشت کے ٹکڑے کرکے اعضاء رئیسہ سر اور چربی قربان گاہ پر چڑھائی جائیں اور ٹانگیں اور آنتیں وغیرہ پانی میں دھو کر چڑھائیں اور پھر ان سب کو خدا کے گھر کے سامنے جلا ڈالیں اور خون قربان گاہ پر چھڑک دیں اب دیکھو کہ کعبہ شریف کے سامنے نہ اس طور کی چڑھاوندی قربانی ہوتی ہے اور نہ اس کا خون در و دیوار کعبہ پر چڑھایا جاتا ہے۔ بلکہ مقام منا میں خدا کے نام پر ذبح کرکے غرباء و مساکین کو کھلاتے ہیں اور خود کھاتے ہیں۔ یہود اور مسلمانوں کی قربانی میں جو فرق بین ہے اس کا اظہار ایک دوسری آیت میں کس خوبی سے ہوتا ہے۔

لن ینال اللہ لحومھا ولا دمائھا ولکن ینالہ التقوی منکم (سورۃ الحج)	اللہ کو نہ اُن کا (قربانیوں کا) گوشت پہونچتا ہے نہ خون بلکہ تمہاری پرہیز گاری پہونچتی ہے۔

احکام کی تفصیل کے بعد آخر سورہ کو دعا پر ختم کیا توریت کا خاتمہ وفات

موسےٰ کے تذکرہ پر ہوتاہے (دیکھو توریت مثنیٰ) یہاں اللہ اس کے فرشتے اور اس کے تمام رسولوں میں خواہ وہ موسیٰ ہوں یا عیسیٰ یا محمد علیہم الصلوٰۃ و السلام فرق نہ کرتے اور شریعت یہود کی سختیوں کے مقابلہ میں دین میں آسانی پیدا کرنے کی التجا پھر دعائے مغفرت ورحمت ونصرت۔

آمن الرسول بما انزل الیه	رسول ایمان لایا اس پر جو اس کے
من ربه والمومنون کل	رب کی طرف سے اس پر اتارا گیا
آمن بالله وملائکته	اور ایمان والے سب ایمان
وکتبه ورسله لانفرق	لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں
بین احد من رسله وقالوا	اور پیغمبروں پر ہم نہیں فرق کرتے
سمعنا واطعنا غفرانک	کسی میں اس کے پیغمبروں میں
ربنا والیک المصیر لایکلف	سے اور بولے ہم نے سنا اور اطاعت کی
الله نفسا الا وسعها لها ما	اے ہمارے رب ہم کو بخش اور تیری
کسبت وعلیها ما اکتسبت	طرف بازگشت ہے۔ اللہ کسی نفس
ربنا لاتواخذنا ان نسینا	کو تکلیف نہیں دیتا مگر بقدر
او اخطانا ربنا ولاتحمل علینا	اس کی وسعت کے۔ اسی نفس کے لئے
اصرا کما حملته علی الذین من	ہے جو اس نے کمایا اور اسی پر ہے
قبلنا ربنا ولاتحملنا مالاطاقة	جو کچھ اس نے کیا۔ اے رب
لنا به واعف عنا واغفرلنا	ہمارے اگر ہم بھول گئے یا خطا
وارحمنا انت مولنا	کی تو ہم پر گرفت نہ کر۔ اے رب

فانصرنا علی القوم الکفرین — ہمارے جیسا تونے ہمارے اگلوں پر بوجھ ڈالا ہم پر نہ ڈال اسے

ہمارے رب ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جسے ہم اُٹھا نہ سکیں اور ہم کو معاف کر اور بخش اور رحم کر ہم پر تو ہمارا مولیٰ ہے پس ہم کو کافرں پر نصرت دے

سورۃ آل عمران

عہد رسول میں نصاریٰ کے عقائد

سورۃ بقر کا جس طرح توریت سے مقابلہ ہے اسی طرح سورۃ آل عمران انجیل کے مقابلے میں ہے جس میں عقائد نصاریٰ کی اصلاح اور دین حقہ کی تعلیم ہے لیکن قبل اس کے کہ ہم اس کی تشریح کریں عہد رسول اللہ میں نصاریٰ کے جو عقائد تھے اُن کا ایک اجمالی خاکہ یہاں کھینچ دینا ضروری ہے جیسا کہ ہم "عہد جدید" کے عنوان میں لکھ چکے ہیں نیقہ کی مشہور کونسل میں مسئلہ تثلیث عیسائیوں کا اُصولِ دین قرار پایا تھا اور عیسائیوں نے اقانیم ثلثہ کو مساوی الحیثیت مان کر مسیح کو الوہیت کے درجہ پر پہنچا دیا تھا لیکن حضرت مریم کو اس وقت تک کوئی خاص درجہ نہیں دیا گیا تھا اس کمی کو مصریوں کے تخیل نے جو قدیم الایام میں کنواری دیوی آئی سس اور اس کے بیٹے ہورس کی جس کا باپ آسمانی دیوتا اُسائرس تھا پرستش کرتے تھے پورا کر دیا اور حضرت مریم کی پرستش بحیثیت "مادر خدا وند" (تھیوٹی کس) اور آسمانی ملکہ کے ہونے لگی۔ ابتداً نسطورلے جو ۴۲۷ء میں قسطنطنیہ کا بطریق اعظم تھا اِس بدعت کو روکنا چاہا لیکن جب اس کے رقیب سائرل نے جو اسکندریہ کا بطریق اعظم تھا "مادر خدا وند" کو

حمایت کا بیڑا اٹھایا تو دنیائے مسیحیت میں ایک تہلکہ مچ گیا یہاں تک کہ ۴۳۰ء میں بمقام آفیسس ایک کونسل منعقد ہوئی جس میں سائرل نے اپنی حکمتِ عملی اور خفیہ کارروائی سے نسطورا ور اس کے حامیوں کو شکست دے کر حضرت مریم کی پرستش کو بھی ارکان کلیسا میں داخل کرا دیا اور آپ کی مورت گرجا میں پجنے لگی۔ اور اجابت دعا کا ذریعہ قرار پائی۔ چند انجیلیں بھی آپ کی شان میں تصنیف ہوگئیں جن میں دو خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔

اول انجیل متی بزبان لاطینی جو ۴۵۰ء میں لکھی گئی کہتے ہیں کہ اس انجیل کا ماخذ انجیل جیمس ہے جو سنہ ۱۲۰ء میں تحریر ہوئی۔ کتاب ولادت مریم (De Natcu ulale Mariae) اسی لاطینی انجیل سے ماخوذ ہے۔

(Transitus Mariae) جس میں معراج مریم اور آپ کا وسیلہ اجابت دعا قرار پانا مذکور ہے۔ اصل میں یہ کتاب تیسری صدی میں ایک شامی ناشک نے لکھی تھی جس کو ۴۱۰ء میں ایک کیتھولک نے اپنے طور پر مرتب کر کے پیش کر دیا۔

مروجہ عہد جدید سے اگرچہ یہ کتابیں خارج ہیں لیکن انکی تعلیمات عیسائیوں میں بجنسہٖ داخل ارکان دین ہیں اور عہد رسول اللہ ﷺ میں حضرت مریم کی پرستش بحیثیت "مادرِ خداوند" عام طور سے جاری تھی۔

سورۂ آل عمران میں انھیں عقائد باطلہ کی تردید ہے کیونکہ یہ اصلی

انجیل میں مذکور نہ تھے۔ انجیل تو حقیقت میں کلام الٰہی تھی جو حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی اور سراسر نور و ہدایت تھی مسئلہ توحید میں اس کی وہی تعلیم تھی جو توریت کی تھی اور جو قرآن کی ہے اس طور سے یہ تینوں آسمانی کتابیں یعنی توریت انجیل اور قرآن ایک دوسرے کی مصدق ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اللہ لا الٰہ الا ھو الحی	اللہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے
القیوم نزل علیك الکتاب	اس کے زندہ تھامنے والا ہے
بالحق مصدقاً لما بین	اُتاری تجھ پر کتاب تحقیق ثابت
یدیه وانزل التوراۃ	کرتی اگلی کتاب کو اور اتاری تھی
والانجیل	توریت و انجیل۔

اب تمہیداً ذہن کو اس طرف منتقل کیا کہ یہ خدائے خالق برحق کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ وہ ارحام مادر میں جس طور سے چاہے مصوری کر کے انسان کی جیتی جاگتی تصویر بنا کر پیدا کر دے۔

ھو الذی یصورکم فی	وہی ہے جو تمہارا نقشہ بناتا ہے
الارحام کیف یشاء	ماں کے پیٹ میں جس طرح چاہے کسی
لاالٰہ ھو العزیز الحکیم	کی بندگی نہیں اس کے سوائے
	زبردست حکمت والا۔

مریم ہوں یا عیسیٰ دونوں اپنی اپنی ماؤں کے پیٹ سے معمولی مدت حمل پوری کر کے انسانوں کی طرح پیدا ہوئے رجیسا کہ خود اناجیل میں

مذکور ہے) پھر دونوں خدائی کے درجہ پر کیسے مان لئے گئے بات یہ تھی کہ یہود پران کی نافرمانیوں اور شامت اعمال کے باعث یونانیوں اور رومیوں کے ہاتھوں اس قدر مصائب اور ذلتیں نازل ہوئیں کہ ان کے قلوب میں یہ بات جم گئی کہ خداوند یہواہ سخت جبار اور منتقم ہے نہ اپنے برگزیدہ اسرائیل پر رحم کرتا ہے نہ کفار کے دیوتاؤں کے مقابلہ میں اپنی قوت دکھاتا ہے۔ اس کا ہیکل ویران ہے مگر بُت خانے آباد ہیں۔ ان خیالات کے باعث جو کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَکُوْنَ کُفْرًا کی تشریح ہیں یہود ناامیدی اور خذلان کی حد تک پہونچ گئے تھے اور تسلیم و رضا کے بلند درجے سے نیچے گر گئے تھے لیکن حضرت عیسیٰ جس وقت مبعوث ہوئے آپ چونکہ شانِ جمالی کے مظہر تھے اس لئے خداوند یہواہ کو آسمانی باپ سے تعبیر فرمایا۔

"آسمانی باپ" کی تاویل

اس تمثیل سے آپ کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح باپ اپنے سرکش فرزند کو تادیب کے طور پر مارتا پیٹتا ہے اسی طرح رب الافواج نے جو سزائیں بنی اسرائیل کو دیں وہ اس لئے ہیں کہ ان کو عبرت ہو۔ اور راہِ راست پر آجائیں پس اصلی وجہ شفقت پدرانہ سمجھنا چاہئیے اور اسی سے تضرع وزاری کے ساتھ دُعا مانگنا چاہئیے اور آسمانی بادشاہت کا منتظر رہنا چاہئیے۔ انجیل میں جہاں حضرت عیسیٰ کی زبان سے خدا کی شان میں آسمانی باپ کا لقب استعمال ہوا ہے اس کا منشاء اصل میں یہی تھا۔ لیکن چونکہ یہ لقب از قسم متشابہات تھے (جیسے کلام مجید میں

استوا علی العرش اور یدا ور وجہ اور روح اللہ و کلمتہ اللہ) نصاریٰ کو دھوکا ہوا اور انھوں نے مسیح کو ابن اللہ کہہ کر الوہیت کے درجہ پر پہونچا دیا اور آپ کی والدہ مریم کو آسمانی ملکہ اور مادر خدا وند کا لقب دے کر پرستش کرنے لگے۔ اس قسم کے متشابہات سے راسخون فی العلم کا دھوکا نہ کھانے اور خدا سے ان کے اصل غایت سمجھنے کی دُعا کرنے کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

ھوالذی انزل علیک الکتٰب منہ اٰیت محکمت ھن ام الکتب و اُخر متشابھات فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ماتشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ ومایعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم یقولون اٰمنابہ کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوالالباب	وہی ہے جس نے اتاری تجھ پر کتاب اس میں محکم آیتیں ہیں جو جڑ ہیں کتاب کی اور دوسری متشابہ ہیں پھر جن کے دلوں میں پھیر ہے۔ وہ متشابہ کے پیچھے پڑے ہیں تلاش کرتے ہیں۔ فتنہ اور تلاش کرتے ہیں۔ اس کی تاویل اور کوئی نہیں جانتا۔ ان کی تاویل سوائے اللہ کے اور مضبوط علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے اور سمجھائے وہی سمجھتے ہیں جن کو عقل ہے۔

صحفِ سماوی

اب انجیل کی اس خصوصیت کو اس میں پند و موعظمت و امثال مذکور ہیں ملحوظ رکھ کر کس جامعیت سے انھیں مضامین کا استقصار کر کے ارشاد ہوتا ہے۔

زین للناس حب الشہوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذہب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث ذلک متاع الحیوۃ الدنیا واللہ عندہ حسن المآب قل اؤنبئکم بخیر من ذلکم للذین اتقوا عند ربہم جنت تجری من تحتہا الانہر خلدین فیہا وازواج مطہرۃ ورضوان من اللہ واللہ بصیر بالعباد الذین یقولون ربنا اننا آمنا فاغفرلنا ذنوبنا وقنا

لوگ مزوں کی محبت پر رجھائے گئے ہیں جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے چاندی کے ڈھیر لگے ہوئے اور پوری بدن کے گھوڑے اور مویشی اور کھیت یہ سب دُنیا کی زندگی کے مزے ہیں اور اچھا ٹھکانا اللہ ہی کے پاس ہے۔ کہہ دے کیا میں تم کو ان سے بہتر مزہ بتاؤں؟ جو لوگ پرہیزگار رہیں۔ ان کے لئے اپنے رب کے یہاں باغ ہیں جن کے تلے نہریں بہتی ہیں وہ پڑے انھیں میں اور پاکیزہ بیبیاں اور اللہ کی نگاہ میں بندے ہیں وہ جو کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم یقین لائے ہیں۔ سو بخش ہم کو ہمارے گناہ اور بچا ہم کو دوزخ

عذاب النار الصٰبرین	کے عذاب سے وہ صبر والے سچے۔
والصّٰدقین والقٰنتین و	بندگی میں لگے ہوئے خرچ کرنے
المنفقین والمستغفرین	والے اور پچھلی راتوں کو گناہ
بالاسحار	بخشوانے والے۔

قصہ مریم و عیسیٰ شروع کرنے سے پہلے نصاریٰ کے اس زعم باطل کے جواب میں کہ مریم اگرچہ محبوبہ خدا اور عیسیٰ اس کے برگزیدہ فرزند نہ تھے۔ تو ان کی شان میں محبت اور اصطفا کے الفاظ کیوں استعمال ہوئے ارشاد فرمایا کہ خدا اُن سب سے محبت کرتا ہے جو بہ اتباع رسول نیکوکار ہیں فاتبعونی یحببکم اللہ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح مریم و عیسیٰ کو خلعت اصطفا عطا ہوا اسی طرح آدم و نوح و ابراہیمؑ اور ان کی ذریت کو بھی عطا ہوا لیکن اس افضال الٰہی سے یہ سب خاصان خدا خدا نہیں ہو گئے۔ پھر مریمؑ و عیسیٰؑ کے واسطے اگر وہی الفاظ استعمال ہوئے تو کیوں حد سے بڑھ کر گمراہ ہوتے جاتے ہیں۔

ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوحاً	اللہ نے پسند کیا آدم اور نوح
وآل ابراھیم وآلِ عمران	اور آل ابراہیم اور آل عمران کو
علی العالمین ذریۃ	سارے جہان سے کہ اولاد تھے
بعضہا من بعض واللہ سمیع	ایک دوسرے کی اور اللہ سنتا
علیم۔	جانتا ہے۔

اب حضرت مریم کی ولادت اور پرورش کا قصہ اذ قالت امرأت

عمران سے شروع کیا۔ یہ قصہ مروجہ اناجیل اربعہ میں مذکور نہیں لیکن ان دو انجیلوں میں جن کا حوالہ ہم نے اوپر سورہ آل عمران کی تمہید میں دیا ہے مفصل[1] بیان ہوا ہے۔ کلام مجید میں اس قصہ کا تذکرہ صرف اس لئے ہے کہ مریم دلیہ اور صدیقہ تھیں نہ کہ آسمانی ملکہ۔ پھر اس قصہ کے ساتھ ہی بشارت ملائکہ ولادت حضرت مسیح اور آپ کے عہد طفولیت[2] تعلیم و تلقین اور پھر تصلیب کا مجملاً حوالہ دے کر اصل مطلب یعنی مسئلہ الوہیت کی تردید کی ارشاد ہوتا ہے۔

---

[1] دیکھو انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا طبع جدید تحت عنوان "مریم"

[2] عہد طفولیت مسیح کے واقعات از قسم خلق طیور وغیرہ مروجہ اناجیل اربعہ میں مذکور نہیں ہیں لیکن ان اناجیل میں جن کو نصاریٰ نے اپوکریفل کا سپل (جعلی انجیل) قرار دے کر خارج کیا ہے مذکور ہیں۔ ان اناجیل کا ترجمہ بی ایچ کاوپر نے انگریزی میں کیا ہے اس میں بہت سے عجیب غریب قصے آپ کے متعلق مذکور ہیں۔ مثلاً جنگلی شیر آپ کی پاسبانی کرتے تھے اور حکم مانتے تھے۔ بت آپ کے سامنے اوندھے ہو جاتے تھے۔ ایک مبروص شاہزادہ آپ کے مستعمل آب غسل سے چنگا ہو گیا۔ آپ کے کپڑوں کی خوشبو سے ایک مردہ زندہ ہو گیا۔ آپ نے مٹی کے چڑیاں اور جانور بنائے اور ان میں روح پھونک دی۔ جن لڑکوں نے کھیل میں آپ کا کہنا نہ مانا آپ نے ان کو بکرا بنا دیا۔ آپ کے کپڑوں کی ایک دھجی ایک بچہ کے لپیٹ دی گئی اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ جنّے اور بھوت سے محفوظ ہو گیا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مروجہ اناجیل اربعہ میں بھی اسی قسم کے بلکہ زیادہ

ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل	بے شک عیسیٰ کی مثال جیسے آدم
آدم خلقہ من تراب ثم قال	کی مثال جس کو مٹی سے بنایا پھر
لہ کن فیکون الحق من ربک	اس کو کہا ہو جا وہ ہو گیا حق بات
فلا تکن من الممترین	ہے تیرے رب کی طرف سے پھر تو
	شک میں نہ رہ۔

چونکہ انجیل لوقا $\frac{3}{23-28}$ میں حضرت عیسیٰ کا پشت نامہ آپ کے والد یوسف نجار سے شروع کر کے حضرت آدم تک ملایا ہے اور حضرت آدم کے متعلق یہ لکھا ہے کہ آدم ابن اللہ گویا اس طور سے حضرت عیسیٰ کا سلسلۂ نسب خدا تک ملا کر حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ قرار دیا اس لئے حق تعالیٰ نے وفد نجران کے مقابلے میں الزاماً ارشاد فرمایا کہ تم مانتے ہو کہ آدم بن ماں باپ کے مٹی سے پیدا ہوئے لیکن اس طور پر پیدا ہونے سے تم ان کو ابن اللہ مان کر پرستش نہیں کرتے پھر عیسیٰ جو بطن مادر سے پیدا ہوئے کیوں ابن اللہ سمجھ کر پوجتے ہو۔ وفد نجران کے نصاریٰ پھر بھی حجت کرتے رہے تب حکم ہوا کہ ان کج فہموں سے مباہلہ کا اعلان کر دو۔

فمن حاجک فیہ من بعد   پھر جو جھگڑا کرے تجھ سے اس

عجیب و غریب قصے مذکور ہیں۔ قرآن مجید میں بعض یہ قصے جو منقول ہیں ان کی غایت شاہ ولی اللہ نے فوز الکبیر فی اصول التفسیر میں خوب لکھی ہے ہم نے تذکرۃ المصطفےٰ ۵۸ لغایت ۶۱ میں ان کی تشریح کی ہے۔ ۱۲

ما جاءك من العلم فقل	بات میں بعد اس کے کہ تجھ کو علم
تعالوا ندع ابناءنا وابناء	پہونچ چکا کہدے آؤ بلائیں ہم
کم ونساءنا ونساءکم و	اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی
انفسنا وانفسکم ثم نبتہل	عورتیں تمہاری عورتیں اور اپنی جان
فنجعل لعنت اللہ علی	اور تمہاری جان پھر دعا کریں اور
الکٰذبین	لعنت بھیجیں جھوٹوں پر۔

مگر نصاریٰ مباہلہ کی جرأت نہ کر سکے جس سے معلوم ہوگیا کہ ان کی حجت سخن پروری اور تقلیدی طور پر ہے نہ تصدیق قلبی۔ پھر اتمام حجت کے طور پر ایک ایسے اصول کی تشریح کی کہ اگر اہل کتاب اس کو بہ نظر انصاف دیکھیں تو پھر کوئی جھگڑا ہی نہیں رہتا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

قل یا ھل الکتٰب تعالوا	کہدے اے اہل کتاب آؤ
الیٰ کلمۃ سواء بیننا	ایک سیدھی بات پر ہمارے تمہارے
وبینکم الا نعبد الا اللہ	درمیان کی یہ کہ بندگی نہ کریں مگر
ولا نشرك بہ شیئاً ولا	اللہ کی اور کسی کو اس کا شریک نہ
یتخذ بعضنا بعضا اربابا	ٹھہرائیں اور نہ پکڑیں ایک ایک
من دون اللہ فان	کو آپس میں رب اللہ کے سوائے
تولوا فقولوا اشھدوا بانا	پھر اگر وہ قبول نہ رکھیں تو
مسلمون	کہہ شاہد رہو کہ ہم حکم کے
	تابع ہیں۔

اس اصول کو اگر اہل کتاب تسلیم کرلیں تو اسلام نصرانیت اور یہودیت
یک ہی دائرہ ہیں جس کا نقطہ دین حنیفی ہے یعنی طریق حضرت ابراہیم جو ان
تینوں فرقوں کے مورث اعلےٰ ہیں۔

ماکان ابراھیم یھودیا	ابراہیم نہ یہودی تھا نہ نصرانی لیکن
ولانصرانیا ولکن کان حنیفا	ایک طرف کا حکم بردار تھا اور
مسلما وما کان من المشرکین	مشرکین میں نہ تھا لوگوں میں زیادہ
ان اولی الناس بابراھیم	مناسبت ابراہیم سے ان کو تھی جو
للذین اتبعوہ وھذا	اس کے متبع تھے اور یہ نبی اور
النبی والذین آمنوا واللہ	ایمان والے اور اللہ والی ہے
ولی المومنین	مومنین کا۔

یہاں تک نصاریٰ کی اصلاح عقائد سے بحث تھی۔ اب تعلیم انجیل
کے مقابلہ میں چند کلیات ارشاد ہوتے ہیں پہلے خیرات جس پر انجیل میں خاص
طور سے زور دیا گیا ہے اور جو حواریین اور اُن کے متبعین کا شعار تھا۔
اس کے لئے یہاں ایک ایسا کلیہ ارشاد فرمایا جو حقیقت میں اصل سخاوت
اور درجِ ایثار ہے۔

لن تنالوا البر حتی تنفقوا	ہرگز نیکی کی حد کو نہ پہونچو گے جب
مما تحبون	تک وہ خرچ نہ کرو جس سے تم محبت کرتے ہو۔

پھر باہمی ہمدردی، اتفاق اور اخوت کے اصول

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً — اور مضبوط پکڑ لو اللہ کی رسی اور
ولا تفرقوا واذکروا — متفرق نہ ہو اور یاد کرو اللہ کی
نعمت اللہ علیکم اذ کنتم — نعمت اپنے اوپر جب تم دشمن تھے پھر
اعداء فالف بین قلوبکم — تمہارے دلوں میں اُلفت ڈالی اب
فاصبحتم بنعمتہ — ہوگئے اس کے فضل سے بھائی کے
اخوانا — ذریعہ سے سمجھا کر ایک ایسا دستور العمل
سکھایا جو اشاعت دین اور ترقی مذہب کی روح رواں ہے، ارشاد
ہوتا ہے۔

ولتکن منکم امۃ یدعون — اور چاہیے کہ رہیں تم میں ایک
الی الخیر و یامرون بالمعروف — جماعت نیک کام کی طرف بلاتی
وینھون عن المنکر واولئک — اچھائی کا حکم دیتی اور برائی سے
ھم المفلحون — روکتی اور وہی مراد کو پہنچے۔

یہی دستور العمل تھا جو ابتدائے اسلام میں ہر مسلمان کا نصب العین
تھا۔ جب صحابہ و تابعین کا مبارک دور گزر گیا تو حضرات صوفیہ کرام اور
علمائے دیندار نے اس مقدس فرض کو ادا کیا اور چین و ملیبار و جاوا،
ممالک افریقہ و اکثر یورپ کے حصوں میں اسلام کو پھیلایا اور اگرچہ
عیسائیوں کی طرح باقاعدہ مشنری اور تنخواہ دار جماعتیں قائم نہیں
ہوئیں لیکن اسلام کی یہ خاصیت ہے کہ جہاں "صبغۃ الٰہی" رنگ غالب
ہوا ممکن نہیں کہ دوسروں پر انعکاس انوار نہ ہو گویا ایک روحانی

کہ ہدایت ہے جو قلوب کو بے اختیار کھینچتی ہے اس میں اس کی تخصیص نہیں کہ دستار بند ہو یا کلاہ پوش ادنیٰ مزدور ہو یا امیر الامرا کوئی ہو سب کے واسطے صلائے عام ہے [1]

کنتم خیر امۃ اخرجت	تم ہو بہتر سب امتوں سے جو
للناس تامرون بالمعروف	پیدا ہوئے لوگوں میں اچھائی کا
وتنہون عن المنکر وتومنون	حکم دیتے اور برائی سے روکتے
باللہ	اور اللہ پر ایمان لاتے۔

اب قریب آخر سورہ تک جنگ احد کے واقعات مذکور ہیں یہ واقعات صرف اسی سورت میں بیان ہوئے ہیں ان کی ایک لطیف توجیہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو ان کی قوم یہود نے گرفتار کرایا۔ آپ ہی کے ایک حواری نے مخبری کی بقیہ مفرور ہو گئے۔ رومی عدالت میں حواری پطرس نے بخوف گرفتاری تین مرتبہ حواریت سے انکار کیا۔ آخر رومی سپاہی آپ کو قتل گاہ کی طرف لے گئے۔ پھر کسی نے یہ سمجھا کہ آپ زندہ مع جسم آسمان پر چڑھ گئے۔ کسی نے کہا تین دن کے بعد مردوں میں سے زندہ

---

[1] جب سے ہمارے صوفیہ نے مسامحت اور تن آسانی اختیار کی علماء نے نفسانیت اور حسد کے باعث للہیت کو کھو دیا اور امراء و سلاطین نے عیش و عشرت اور جہالت میں مبتلا ہو کر خدمت دین چھوڑ دی تب سے خیر امۃ کا لقب ہم سے چھن گیا۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا

ہو کر صعود کر گئے۔ کسی نے کہا نہیں آپ مصلوب ہی نہیں ہوئے ایک اور شخص آپ کی صورت کا مصلوب ہوا۔ اب جنگِ احد کے واقعات پر غور کرو حضرت رسالت مآب صلعم کی قوم قریش نے آپ پر حملہ کیا۔ آپ اپنے جانباز صحابہ کے ساتھ دینِ حق کی حمایت کو نکلے۔ کفار کو شکست ہوئی لیکن جب وہ مسلمان جو درہ کی حفاظت کو مقرر ہوئے تھے اور جن کو آخر تک اپنی جگہوں پر ٹھہرنے کا حکم تھا لڑائی کو ختم سمجھ کر مالِ غنیمت لوٹنے میں مشغول ہو گئے تو کفار کا ایک گروہ پلٹ کر اسی درہ میں گھس آیا اور پشت پر حملہ کر دیا مسلمان جو مالِ غنیمت لوٹ رہے تھے اس ناگہانی دار وگیر میں متفرق ہو گئے۔ کفار نے آنحضرت پر نرغہ کر دیا اکثر جانباز صحابہ آپ کی حفاظت کرتے ہوئے شہید ہوئے آخر آپ خود بھی زخموں سے چور ہو کر فرشِ خاک پر غش کھا کر آ رہے۔ کفار نے آپ کی شہادت کا اعلان کر دیا مسلمان بدحواس ہو گئے کوئی دیوانہ وار لڑ بھڑ کر شہید ہوا۔ کوئی میدان میں سراسیمہ پھرنے لگا کسی نے راہ فرار اختیار کی۔ آخر آنحضرت ہوش میں آئے جانباز صحابہ نے نعرے نکالا آپ کا جمال جہاں آرا دیکھتے ہی صحابہ مثل پروانہ آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ آپ نے ان سب کو ساتھ لے کر احد کی ایک گھاٹی میں قدم جما دیئے کفار کو پھر جرأت نہیں کہ زخم خوردہ شیروں پر حملہ کر دیں الٹو نے اسی قدر چیرہ دستی کو غنیمت سمجھ کر میدان سے کوچ کر دیا[1]

---

[1] جنگ احد کو ہم نے تذکرۃ المصطفےٰ میں بالتفصیل بیان کیا ہے ملاحظہ کیجیے صفحات ۱۳۹ الغایت ۱۴۸ (طبع ثانی)

ان واقعات کے نتائج کس خوبی سے ادا ہوئے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے :-

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم	اور سست نہ ہو نہ غم کرو اور تم
الاعلون ان كنتم مؤمنين	غالب رہو اگر تم ایمان رکھتے ہو
وما محمد الا رسول قد خلت	اور محمدؐ تو ایک رسول ہے اس سے
من قبله الرسل افائن مات	پہلے بہت رسول ہو چکے پھر کیا اگر
او قتل انقلبتم على اعقابكم	وہ مر گیا یا مارا گیا تم پھر جاؤ گے
ومن ينقلب على عقبيه	اُلٹے پاؤں اور جو کوئی پھر جائے گا
فلن يضر الله شيئا وسيجزي	وہ اللہ کا کیا بگاڑے گا اور اللہ
الله الشاكرين	ثواب دیگا شاکروں کو۔
فبما رحمة من الله لنت	سو کچھ اللہ کی مہر ہے جو تو نرم دل
لهم ولو كنت فظا غليظ القلب	ملا اور اگر تو ہوتا سخت گو اور سخت
لانفضوا من حولك فاعف	دل تو منتشر ہو جاتے تیرے پاس سے
عنهم واستغفر لهم و	سو تو ان کو معاف کر اور ان کے
شاورهم في الامر فاذا	لئے مغفرت چاہ اور کام میں ان سے
عزمت فتوكل على الله ان	مشورہ لے پھر جب ٹھہرا چکا تو بھروسہ کر
الله يحب المتوكلين	اللہ پر اللہ متوکلین کو چاہتا ہے
ولا تحسبن الذين قتلوا في	اور تو یہ نہ سمجھ جو لوگ خدا کی راہ میں
سبيل الله امواتا بل احياء	مارے گئے کہ وہ مردہ ہیں بلکہ زندہ

عند ربهم يرزقون — ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے
فرحين بما اتٰهم الله — ہیں خوشی کرتے ہیں اس پر جو دیا اُن
من فضله ويستبشرون — کو اللہ نے اپنے فضل سے اور
بالذين لم يلحقوا بهم — خوش وقت ہوتے ہیں اُن کی طرف
من خلفهم الا خوف — سے جو ابھی نہیں پہونچے انہیں پیچھے
عليهم ولا هم — سے اس واسطے کہ نہ ڈر ہے ان پر اور
يحزنون — نہ ان پر اور نہ ان کو غم ہے۔

سورہ کے آخر میں ذکر و فکر دوام حضور اور لذت مناجات کو یوں ارشاد فرمایا۔

ان فی خلق السمٰوات و — بے شک آسمان اور زمین کا
الارض واختلاف اليل — بنانا اور رات اور دن کا بدلنا
والنهار لايات لاولی الباب — عقل والوں کو نشانیاں ہیں۔
الذين يذكرون الله قياما و — وہ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور
قعودا وعلى جنوبهم ويتفكرون — بیٹھے اور کروٹ پر اور زمین اور
فی خلق السمٰوت والارض — آسمان کی پیدائش میں غور کرتے ہیں
ربنا ما خلقت هذا — اے رب ہمارے! تو نے یہ عبث
باطلا سبحانك فقنا — نہیں بنایا تو پاک ہے عیب سے
عذاب النار۔ الاية — سو ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔

سورۂ بقرہ و آل عمران کے لطائف ترتیب بیان کر کے اس کتاب

کے موضوع کے لحاظ سے اب اس کا موقع نہیں کہ ہم دوسری سورتوں کے لطائف ترتیب بیان کریں۔ اس لئے اس عنوان لطیف کو ہم یہاں ختم کرتے ہیں۔

قرآن مجید کے قدیم نسخے

ہم اُوپر "جمع و ترتیب کلام مجید" کے عنوان میں لکھ چکے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے قرآن پاک کی متعدد نقلیں بلاد اسلام میں شائع کیں۔ ایک مضمون میں جو تہذیب الاخلاق بابت سفر ۱۳۲۹ھ میں چھپا ہے۔ علامہ شبلی مرحوم اِن مصاحف کے متعلق لکھتے ہیں :۔

"حضرت عثمان نے جو مصاحف نقل کرا کے مکہ معظمہ، مدینہ منورہ بصرہ۔ کوفہ۔ دمشق میں بھجوائے تھے مدت تک موجود رہے چنانچہ اُن کی تفصیل جیسا کہ مقری نے نفح الطیب میں لکھی ہے (جلد اوّل صفحہ ۲۸۳ مطبوعہ مصر) حسب ذیل ہے۔

دمشق

اس مصحف کو ابوالقاسم سبتی نے ۶۵۷ھ میں جامع دمشق کے مقصورہ میں دیکھا۔ عبدالملک کا بیان ہے کہ میں نے اس کو ۷۳۵ھ میں دیکھا۔ یہ مصحف میرے سفر قسطنطنیہ کے زمانے تک دمشق میں موجود تھا کئی برس ہوئے جب سلطان عبدالحمید خاں کے زمانہ میں جامع مسجد جل گئی

تو یہ مصحف بھی جل گیا۔

مدینۂ منورہ

اس مصحف کا بھی سنہ ۱۳۵ھ تک پتہ چلتا ہے۔ اس نسخہ کی پشت پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی ھٰذا ما اجمع علیہ جماعۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم منھم زید بن ثابت و عبد اللہ ابن الزبیر و سعید بن العاص اس کے بعد اور صحابہ کا نام تھا۔

مکۂ معظمہ

یہ بھی سنہ ۱۳۵ھ تک موجود تھا۔

بصرہ یا کوفہ

یہ قرآن معلوم نہیں کس زمانہ میں قرطبہ پہونچا پھر عبد المومن اس کو قرطبہ سے اپنے دار السلطنت میں بڑے تزک و احتشام سے لایا سنہ ۱۴۵ھ میں وہ معتضد کے قبضہ میں آیا۔ اس کے بعد ابوالحسن نے جب تلمسان فتح کیا تو یہ نسخہ اس کے قبضہ میں آیا اس کے مرنے پر تکیز میں پہونچا وہاں سے ایک تاجر نے کسی طرح اس کو حاصل کیا اور سنہ ۱۳۵ھ میں شہر فاس میں لایا چنانچہ مدت تک خزانۂ شاہی میں موجود تھا۔

علامہ مقریزی نے کتاب الخطط میں جہاں قاضی فاضل (سلطان صلاح الدین کا وزیر تھا) کے مدرسہ کا ذکر کیا ہے لکھا ہے کہ اس کے کتب خانہ میں مصحفِ عثمانی کا نسخہ موجود تھا جس کو قاضی فاضل نے تیس ہزار اشرفی میں خریدا تھا۔

یہ نسخے جو امہات یا مصحف امام کے لقب سے مشہور ہوئے عہد عثمانؓ سے آج تک اُن لاکھوں کروروں کلام مجید کے نسخوں کے جو اقصائے عالم میں شائع ہوئے اصل مآخذ ہیں اور انھیں کے مطابق تلاوت ہوتی ہے اور یہاں تک احتیاط کی جاتی ہے کہ باوجودیکہ عہد عثمانؓ کے بعد سے رسم الخط قدیم کی بہت کچھ اصلاح ہوتی لیکن انھیں اُمہات کے رسم الخط کی پابندی کی جاتی ہے اور اس کی مخالفت گناہ سمجھی جاتی ہے امام مالک سے پوچھا گیا کہ "کیا مصحف کو لوگوں کے بنائے ہوئے ہجا کے مطابق لکھنا چاہیئے جواب دیا نہیں بلکہ اُس کو اس کی پہلی کتابت کے انداز پر لکھنا چاہیئے" امام احمدؒ کا قول ہے کہ زائد حروف مثلاً (وُ) نُو میں واو وغیرہ کے بارے میں مصحف عثمانؓ کے رسم الخط کی مخالفت حرام ہے۔ بیہقی نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ جو شخص مصحف کو لکھے اُسے چاہیئے کہ وہ انھیں حروف تہجی کی حفاظت کرے جن کے ساتھ صحابہ نے ان مصاحف کو لکھا ہے[1] یہ اُسی احتیاط سخت کا نتیجہ ہے کہ کلام مجید ہر قسم کے تغیر و نقصان وغیرہ سے محفوظ رہا۔

---

[1] اتقان ج ۲ ص ۷۶

اصلاح رسم الخط

عہد صحابہؓ کے بعد رسم الخط میں جو اصلاحیں ہوئیں ان کا یہاں ذکر کر دینا ضروری ہے۔

اوّل:۔ نقطے اور اعراب

حضرت عثمانؓ نے جو مصحف لکھوائے تھے اُن میں نقطے اور اعراب نہ تھے عربوں کو اس کے پڑھنے میں کوئی دِقت نہ تھی کیونکہ اُن کی زبان تھی علاوہ اس کے قرآن بطور حفظ پڑھنے اور پڑھانے کا چرچا ایسا عام ہو گیا تھا اور اس کثرت سے حفاظ موجود تھے اور قرآت رسول اللہ ایسی مشہور ہو گئی تھی کہ پڑھنے والوں کو کوئی دشواری نہ تھی لیکن جب عجمی کثرت سے مسلمان ہونے لگے تو زبان عرب سے ناآشنا ہونے کے باعث ان کو بطور خود پڑھنے میں سخت دِقت پیش آئی۔ اس دِقت کی طرف سب سے پہلے ابوالاسود دؤلی (المتوفی ۶۹ھ) شاگرد حضرت علی مرتضےٰ نے توجہ کی۔ واقعہ یہ تھا کہ ابوالاسود نے ایک دن ایک شخص کو کلام مجید کی اس آیت إِنَّ اللّٰهَ بَرِيءٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ میں رسولہٗ کو "رسولِہٖ" پڑھتے سنا جس سے معنی کچھ سے کچھ ہو گئے یعنی صحیح قرآت کے مطابق معنی یہ ہوتے کہ بے شک اللہ مشرکین سے بیزار ہے اور اس کا رسول بھی لیکن اس کے غلط اعراب لگانے سے یہ معنی ہوئے کہ "اللہ مشرکین اور اپنے رسول سے بیزار ہے۔" ابوالاسود یہ سنکر سخت گھبرائے اور مکان پر آکر ایک کاتب کو بلایا اور اس کو اپنے پاس بٹھا کر ہدایت کی کہ میں قرآن کو پڑھتا ہوں جس حرف کو ادا کرتے میں اپنا منہ کھولوں وہاں اس کے اوپر ایک نقطہ دینا

صحف سماوی

جس حرف کے ادا میں آواز کا رُخ نیچے ہو اُس کے نیچے نقطہ دینا۔ اور جس حرف کو مُنہ کھول کر کے ادا کرو ان تم اس کے آگے نقطہ دینا[1]

اسی زمانہ میں حجاج بن یوسف نے اپنے کاتب نصر بن عاصم اور ایک روایت میں ہے کہ یحییٰ بن یعمر سے قرآن مجید کو نقطوں کے ذریعہ سے اعراب کا اظہار کر کے لکھوانا شروع کیا[2]

لیکن یہ طریقہ مبہم تھا اس لئے خلیل بن احمد (المتوفی سنہ ۱۷۰ھ) نے نقطوں کے عوض مروجہ زیر و زبر و پیش کے علامات ایجاد کئے جو آج تک رائج ہیں[3]

دوم خطوط المصاحف

ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ قریش نے لکھنا اہل حیرہ (کوفہ سنہ ۔ھ میں حیرہ کے کھنڈروں کے پاس آباد ہوا) سے سیکھا پھر آنحضرت صلعم نے اسیران بدر کے ذریعہ سے مسلمانان مدینہ کو سکھایا۔

کشف الظنون صفحہ ۴۳۸ علم الخط کی بحث میں، ابن اسحٰق سے روایت ہے:-

اول خطوط العربیۃ الخط المکی وبعدہ المدنی ثم البصری	پہلے عربی خطوط خط مکی پھر مدنی پھر بصری پھر کوفی ہیں لیکن مکی

خط الکوفی والمکی والمدنی اور مدنی خطوط ان کی شکلوں میں
ففی شکلہ انصجاح یسیر آسان جھکا ؤ ہے۔

عہد رسول اللہ اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں یہی خط مدنی مستعمل تھا لیکن سخت یا نرم چیزوں پر لکھتے وقت قدرتاً شان تحریر میں فرق ہوتا ہوگا جیسا ہم نے نقشہ رسم الخط میں اوپر دکھایا ہے۔ سخت چیزوں پر گوشہ دار حروف اور نرم پر مدور ہوتے ہوں گے۔ یہی نمایاں فرق ہے جو زمانہ مابعد میں خط کوفی اور خط نسخ میں قائم رہا۔

فہرست ابن ندیم میں محمد بن اسحٰق سے روایت ہے کہ حسن خط سے جس نے پہلے مصحف کو لکھا وہ خالد ابن ابی الہیاج ہے۔ ابن ندیم نے چوتھی صدی میں اس مصحف کو خود دیکھا۔ ولید بن عبدالملک اموی نے سعد کو مصحف اشعار اور اخبار کی کتابت کے واسطے سرکاری طور پر مقرر کیا اس نے قرآن مجید کو سونے سے لکھا پھر خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے اسی سعد سے لکھوایا۔ عہد بنی امیہ میں قطبہ خاص کاتب تھا جس نے چار قلم ایجاد کئے تھے۔ پھر ضحاک بن عجلان کاتب بنی عباس نے قطبہ پر زیادتی کی پھر منصور و مہدی کی خلافت میں اسحٰق ابن حماد نے ضحاک پر زیادتی کی۔ خشنام البصری اور مہدی الکوفی عہد ہارون الرشید میں مشہور کاتب قرآن تھے۔ اسی زمانہ میں علی بن حمزہ کسائی (المتوفی ۱۸۲ھ) جو مامون رشید کا استاد تھا اصلاح خط کی طرف متوجہ ہوا اور جو خط اس

ملہ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام صفحہ ۳۸۷

نے جاری کیا وہ اصلاح میں "خط کوفی" کے نام سے مشہور ہوا۔

حضرت امام موسیٰ الرضا کے دست مبارک کا لکھا ہوا

نسخہ قرآن مجید اور اس کے ایک ورق کا فوٹو

قرآن مجید کا ایک پرانا پورا نسخہ ایک قدیم خط میں لکھا ہوا خوش قسمتی سے بڑودہ میں میری نظر پڑ گیا۔ اس کے خاتمہ پر اسی قلم اور اسی روشنائی سے جس سے پورا کلام مجید لکھا ہوا ہے۔ یہ عبارت تحریر ہے۔

"کتبہ علی بن موسیٰ الرضا بن
جعفر الصادق بن محمد الباقر
بن علی بن الحسین بن علی
ابن ابی طالب صلی اللہ علی
سیدنا محمد و آلہ وسلم

حضرت امام رضا کی ولادت ۱۵۳ھ اور وفات ۲۰۳ھ میں ہوئی اس لئے یہ نسخہ تقریباً ساڑھے بارہ سو برس کا لکھا ہوا ہے اوراق جابجا سے بوسیدہ ہو گئے ہیں ایک ورق کا فوٹو نمبر ۲ بطور نمونہ اس کتاب میں شامل کرتا ہوں۔ (دیکھئے پشت کا صفحہ)

"تاریخی شہادت فارسی میں

"ونیز فرمان شد کہ چوں بعرض اقدس رسیدہ کہ بکتاب خانہ درگاہ شاہ عالم قدس سرہ قرآن مجید و کلام حمید بخط شریف حضرت امام علی ابن موسیٰ الرضا علیہ التحیۃ والثنا موجود است آں را از سجادہ نشین

صحف سماوی

حضرت امام رضا کا قلمی قرآن مجید

آنجا گرفتہ بحضور بیارد کہ بزیارت دستخط آنحضرت تبرک جستہ آید بنا براں عبدالحمید خاں قرآن را از صاحب سجادہ بطریق امانت گرفتہ با خزانہ روانہ گردید چوں ہنگام روانگی بقصبہ سانولی رسید از انجاکہ صلابت محمد خان بابی را کہ سید عقیل خاں لفوجداری آنجا مقرر کردہ بردند بابر بدرقہ ہمراہ خود تا لشکر فیروزی بردو در نزدیکی قصبہ دھار متعلقہ صوبہ مالوہ باردوی معلی پیوستہ شرف اندوز ملازمت گشت و قرآن مجید را بجناب والا رسانید بعد چندی معروض داشت کہ قرآن بطریق امانت از سجادہ نشین آنجا گرفتہ آوردہ ام حکم اقدس بشرف صدور پیوست کہ ما را زیارت مدعا بود و این تحفہ بی بہا سزاوار ہمانجا است حوالہ فرمودند وحکم شد کہ رسید صاحب سجادہ را بحضور برسانند"

تاریخ مرات احمدی گجرات مصنفہ مرزا محمد حسن

الملقب بہ علی محمد خاں بہادر صفحہ ۲۸۵ جزو اول

یہ نسخہ سلاطین گجرات کے پایۂ تخت احمد آباد کے خزانہ میں محفوظ تھا۔ معلوم نہیں ایران سے وہاں کیونکر پہونچا۔ مرہٹوں نے جب احمد آباد کو تاراج کیا تو یہ نایاب نسخہ بڑودہ آیا اور اب سردار امین الدین کے قبضہ میں ہے

اس نسخہ کی خصوصیات

۱۔ سورتوں کے مدنی یا مکی کی تخصیص تعداد درکوع اور شمار کلمات حروف اس نسخہ میں مطلق نہیں جہاں ایک سورہ ختم ہوا دوسرا سورہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ شروع ہے اور سورہ کا نام سُرخی سے

تحریر ہے۔

۲۔ علامات اوقاف مثلاً م۔ ط۔ ج۔ وغیرہ اور رکوع کے نشان اس نسخہ میں نہیں ہیں سُرخ روشنائی سے کسی نے چند پاروں تک زمانۂ بعد میں اس کا التزام کیا ہے اور سونے سے رکوع کا ع آیت کا دائرہ مد ربع نصف ثلث وغیرہ نشانات تحریر کئے ہیں۔

۳۔ زیر وزبر و پیش تنوین و تشدید کے علامات اس نسخہ میں موجود ہیں معلوم ہوتا ہے کہ خلیل نحوی (المتوفی ۱۷۰ھ) کے یہ مخترعہ علامات قبول ہو چکے تھے اور کلام مجید میں درج ہونے لگے تھے۔

۴۔ سورتوں کی تعداد اور اُن کی ترتیب وہی ہے جس پر حضرت عثمان رضؓ کے عہد میں اجماع ہو چکا تھا اور آج تک مصاحف میں اُسی کی پابندی کی جاتی ہے۔

۵۔ یہ نسخہ قدیم کاغذ پر لکھا ہوا ہے۔ کاغذ ۱۰۵ھ میں ایجاد ہوا ہے ابن ندیم کا بیان ہے کہ دولت عباسیہ میں صناعان چین چینی ورق کی طرح خراسان میں کتان سے کاغذ بناتے تھے جو ورق خراسانی کہلاتا تھا۔[1]

دوسری صدی ہجری کے لکھے ہوئے کلام مجید کے نسخے دُنیا میں بہت کم ہیں ایک کامل نسخہ قاہرہ مصر میں ۱۶۵ھ میں لکھا ہوا اب تک موجود ہے (دیکھو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام صفحہ ۳۸۸) ممکن ہے اس سے قدیم

---

[1] کتاب الفہرست ذکر انواع ورق ۱۲

نسخے بھی بلاد اسلامیہ میں موجود ہوں لیکن افسوس ہے کہ اب تک گنج پنہاں کی طرح پوشیدہ ہیں مصحف امام رضا کی زیارت کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان میں بھی اسی قسم کے قدیم نسخے ضرور ہوں گے لیکن باوجودیکہ آج کل ذرائع اطلاع اس قدر وسیع ہیں لیکن پھر بھی ہماری عدم توجہی اور غفلت کے باعث پبلک کو خبر نہیں۔

تیسری صدی کے آخر میں مشہد کاتب ابن مقلہ (المتوفی ۳۲۸ھ) نے خط کوفی کو جزو دنویسی کے واسطے موزوں نہ تھا خط نسخ میں بدل دیا جو عام طور سے قبول ہوگیا۔ پھر ایک صدی بعد ابن البواب المتوفی ۴۲۳ھ۔ کاتب نے خط نسخ کو ایسا خوشنما بنا دیا کہ اُس کی پسندیدگی اور قبولیت کے سامنے خط کوفی تقویم پارینہ ہوگیا اور اُس وقت سے اَب تک اسی خط میں کلام مجید لکھے جاتے ہیں۔

اختلاف قرأت

حضرت عثمان نے جس وقت مصاحف کو لکھوا کر بلاد اسلامیہ میں شائع کردیا تو قرآن مجید توریت وانجیل کے برخلاف کمی وبیشی تحریف وتغیر سے ہمیشہ کے واسطے محفوظ ہوگیا لیکن چونکہ ان مصاحف میں نقطے اور اعراب نہ تھے اس لئے مدار صحابہ کی قرأت پر رہا علامہ ذہبی طبقات القراء میں لکھتے ہیں کہ صحابہ میں سات مشہور قاری تھے۔ حضرت علی۔ ابی بن کعب۔ زید بن ثابت ابن مسعود عثمان بن عفان۔ ابوالدرداء ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہم

تابعین نے انھیں بزرگوں سے قرأت سیکھی اور پھران سے تبع تابعین نے جن میں بعض نے اس فن کی طرف خاص توجہ کی اور اپنے وقت کے امام قرأت مشہور ہوئے "ہفت قرار" ان میں سے خاص طور پر یہاں قابلِ ذکر ہیں۔

۱۔ نافع

ابن ابی نعیم مولی جعونہ۔ اصل وطن اصفہان تھا مگر مدینہ منورہ ہفت قرار میں نشو ونما ہوئی اور وہیں قیام رہا۔ ستر برس کی عمر پائی ۱۶۹ھ میں انتقال کیا۔

۲۔ ابنِ کثیر

عبداللہ ابن کثیر مولی عمرو بن علقمہ۔ یہ بھی عجمی تھے ۴۵ھ میں پیدا ہوتے مدت تک عراق میں رہے پھر مکہ معظمہ میں سکونت اختیار کی اور وہیں ۱۲۰ھ میں وفات پائی۔

۳۔ ابو عمرو

بن العلا۔ اصل وطن کا زرون۔ بصرہ میں نشو ونما ہوئی ۱۵۵ھ میں بمقام کوفہ وفات پائی۔

۴۔ ابن عامر

عبداللہ ابن عامر الدمشقی۔ وفات نبی صلعم سے دو سال قبل رحاب

میں پیدا ہوئے۔ دمشق فتح ہونے پر وہیں مقیم ہوئے اور ۱۱۸ھ میں وہیں انتقال کیا۔

۵ عاصم

ابن ابی النجود کنیت ابوبکر تابعی ہیں۔ ۱۲۸ھ میں بمقام کوفہ وفات پائی۔

۶ حمزہ

ابن حبیب الزیات۔ یہ بھی کوفی ہیں۔ ۱۵۸ھ میں بمقام حلوان وفات پائی۔

۷ کسائی

ابوالحسن علی الکسائی مولی بنی اسد۔ مامون رشید کے اُستاد تھے۔ ۱۸۰ھ میں انتقال کیا (مراح القاری مطبوعہ مصر صفحہ ۹ تا ۱۲)
مذکورہ بالا قاریوں کے دو دو راوی منتخب کئے گئے چنانچہ نافع کے شاگردوں میں قالون اور ورش ہیں جو خود نافع سے روایت کرتے ہیں۔ ابن کثیر کے طریقہ میں قنبل اور البزی جو ابن کثیر کے یاروں سے روایت کرتے ہیں۔ ابوعمرو سے الدوری اور السوسی بہ یک واسطہ راوی ہیں۔ ابن عامر سے ہشام اور ابن ذکوان بواسطہ یاران ابن عامر عاصم کے تلامذہ خاص

میں حفص اور ابوبکر بن عیاش حمزہ سے خلف اور خلاد یہ بک واسطہ اور کسائی سے الدوری اور ابوالحارث۔

(اتقان نوع بستم)

راویوں کے طریق روایت پر غور کرنے سے صاف نظر آتا ہے کہ بالواسطہ راوی نافع اور عاصم کے ہیں۔ پھر نافع کی عمر مدینہ منورہ میں گذری جہاں قرآن کی جمع و ترتیب عمل میں آئی۔ اس سبب سے نافع کی قرأت بروایت قالون و ورش اور عاصم کی قرأت بروایت حفص (وفات ۱۸۰ھ) زیادہ مشہور اور دنیائے اسلام میں مروج ہے۔

ابوعبید قاسم ابن سلام (المتوفی ۲۲۴ھ) پہلا شخص ہے جس نے مختلف قرأتوں کو کتاب کی صورت میں جمع کیا[1] پھر چوتھی صدی ہجری سے سیکڑوں کتابیں علم قراءت و تجوید کی تصنیف ہونے لگیں اور تفاسیر میں ان پر طویل بحثیں چھڑ گئیں چنانچہ تفسیر کشاف اور بیضاوی پوری ان مباحث سے بھری ہوئی ہیں لیکن اختلاف قراءت کی اصلیت اگر ہے تو اسی قدر کہ یا تو مختلف قاریوں کے تلفظ از قسم مد و قصر۔ اظہار و اخفا۔ تفخیم و ادغام وغیرہ ذلک کا نتیجہ ہے یا صرفی و نحوی بحثیں ہیں جو کوفیوں اور بصریوں کی ہنگامہ آرائیاں ہیں جیسا کہ امثلہ ذیل سے معلوم ہوگا۔

اختلاف قرآت کی مثالیں

سورہ بقر رکوع ۱۲ میں موصّی کو حمزہ اور کسائی موصّی پڑھتے ہیں۔

---

[1] کشف الظنون جلد دوم ۱۲

اسی سورہ کے رکوع ۱۷ میں لَرَءُوفٌ کو ابو عمرو۔ حمزہ وکسائی بغیر واو کے یعنی لَرَؤُفٌ پڑھتے ہیں۔ پارۂ عم سورہ ہمزہ میں عَمَدٍ کو حمزہ اور کسائی جمع عمود سمجھ کر بالضم یعنی عُمُدٍ پڑھتے ہیں مگر باقی پانچ قاریوں کے نزدیک یہ عمود کی اسم جمع ہے۔ سورۂ مائدہ رکوع ۲ میں اَرْجُلَكُمْ کو حمزہ ابن کثیر اور ابو عمرو اَرْجُلِكُمْ یعنی بکسر اللام پڑھتے ہیں سورہ بقر رکوع ۲۸ میں یَطْهُرْنَ کو حمزہ اور کسائی تشدید کے ساتھ یعنی یَطَّهَّرْنَ پڑھتے ہیں۔ اسی طرح سورہ النساء رکوع ۷ میں لٰمَسْتُمُ کو حمزہ وکسائی نے لام اور میم اوّل کے درمیان بغیر الف کے یعنی لَمَسْتُمُ پڑھا ہے سورۂ مزمل رکوع اوّل میں رَبُّ الْمَشْرِقِ کو حمزہ کسائی ابو عمرو اور ابن عامر حرف با کے کسرہ کے ساتھ رَبِّ الْمَشْرِقِ پڑھتے ہیں اسی طرح سورہ شعرا رکوع ۱۱ میں نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْاَمِيْنُ کو حمزہ وکسائی وابن عامر نے حرف زا معجمہ کو شدید کے ساتھ اور امین کے نون کو بالنصب یعنی نَزَّلَ بِهِ الرُّوحَ الْاَمِيْنَ میں پڑھا ہے اور نحوی بحثیں چھیڑی ہیں۔ سورہ بقرہ رکوع ۱۲ میں جِبْرِيْلَ کو حمزہ و کسائی جَبْرَئِيْلَ پڑھتے ہیں [۱]

یہ عجیب بات ہے کہ اختلاف قرارت میں حمزہ وکسائی کا نام تقریباً ہر جگہ آتا ہے۔ بات یہ تھی کہ یہ لوگ قرت کو اُن نحوی اُصولوں کا پابند کرنا چاہتے تھے جو کوفہ و بصرہ میں منضبط ہوتے تھے اور اُن لہجوں اور تلفظ

---

[۱] ماخوذ از کشاف ونیشا پوری وسراج المنیر ۱۲

کو جو اس وقت وہاں مستعمل تھے پسند کرتے تھے لیکن انگریز بانوں کو تاریخ کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ اُن کی غلطی تھی۔

ابوالہذیل کا جواب

اس غلطی کو اُسی زمانہ میں مشہور متکلم ابوالہذیل علاف نے جو ۱۳۱ھ میں پیدا ہوا اور ۲۳۵ھ میں وفات پائی محققانہ طور پر رفع کر دیا تھا شرح ملل و نحل شہرستانی میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے ابوالہذیل سے کہا کہ قرآن مجید میں متعدد آیات آپس میں متناقض نظر آتی ہیں اور بعض آیتوں میں نحوی غلطیاں ہیں۔ ابوالہذیل نے کہا کہ ایک ایک آیت پر الگ بحث کی جائے یا ایسا اجمالی جواب دیا جائے کہ تمام شبہات رفع ہو جائیں معترض نے دوسری شق اختیار کی ابوالہذیل نے کہا یہ امر تو مسلّم ہے کہ رسول اللہ صلعم عرب کے معزز اور شریف خاندان سے تھے یہ بھی مسلّم ہے کہ اُن کی فصاحت اور زباندانی پر کسی کو اعتراض نہ تھا اس میں بھی شک نہیں کہ اہل عرب نے آنحضرت کے جھٹلانے اور آپ پر نکتہ چینی کرنے کا کوئی پہلو اٹھا نہیں رکھا اب غور کرو کہ اہل عرب نے آنحضرت پر اور ہر طرح کے اعتراض کئے لیکن کسی نے یہ کبھی کہا کہ اُن کی زباندانی صحیح نہیں یا یہ کہ ان کی باتوں میں تناقض ہوتا ہے پھر جب اُن کی

زباندانی صحیح نہیں یا یہ کہ ان باتوں میں تناقض ہوتا ہے پھر جب ان

لوگوں نے یہ اعتراض نہیں کئے تو آج کون شخص یہ اعتراض کر سکتا ہے[1] الغرض اختلاف قرأت کی حقیقت جو کچھ ہے وہ اسی قدر ہے جو

---

[1] ماخوذ از علم الکلام صفحہ ۳۷

ہم نے اُوپر بیان کر دی اور مثالوں سے اس کی تشریح کر دی۔ تفاسیر میں البتہ اُن کا حوالہ مِلتا ہے لیکن متن کلام مجید اُن سے مبرّا ہے اہل کتاب لاکھ چاہیں کہ اُن کو بڑھا چڑھا کر دکھائیں تاکہ عہدِ عتیق و جدید کی تحریف و تغیر تناقص اور تخالف پر پردہ پڑ جائے لیکن ان کی یہ ناشدنی کوشش آفتاب پر خاک ڈالنا ہے۔

یورپ اور قرآن مجید

یہود نے جس طرح حضرت عیسیٰ کو باوجودیکہ آپ نے توریت کو کلام الٰہی تسلیم کیا نہ مانا اور نہ آپ کی تعلیمات پر ٹھنڈے دِل سے غور کیا اسی طرح یہود اور نصاریٰ دونوں نے قرآن مجید کو باوجودیکہ اس میں حضرت موسیٰ اور عیسےٰ کو پیغمبر اولو العزم اور اُن کی تعلیمات کو منجانب اللہ تسلیم کیا ہے ہمیشہ حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہے جس سے اس کی حقیقت اُن پر منکشف نہ ہونے پائی۔ توریت کے متعلق قرآن مجید صاف کہتا ہے۔

اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ (مائدہ) — ہم نے اُتاری تورات جس میں ہدایت اور نور ہے۔

انجیل کی نسبت ارشاد ہوتا ہے۔

قَفَّیْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ بِعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ واتینٰه الانجیل فیه هُدًى ونور ومصدقًا — پھر بعد کو ہم نے انھیں کے قدم پر عیسٰی ابن مریم کو بھیجا اور اس کو انجیل عطا کی جس میں ہدایت ہے اور نور اور

لما بین یدیہ من التوراۃ (مائدہ) اگلی کتاب تورات کو سچ بتاتی ہے۔

پھر خود کلام مجید کی نسبت یوں مذکور ہے۔

وانزلنا الیک الکتٰب بالحق — اور تجھ پر اتاری ہم نے کتاب حق پر
مصدقا لما بین یدیہ من — تصدیق کرتی اگلی کتابوں کو اور
الکتٰب ومھیمنا علیہ (مائدہ) — سب پر شامل

بے شک قرآن مجید توریت اور انجیل کا مصدق ہے اتنا ہی نہیں بلکہ وہ صحف سماوی کا "مہیمن" ہے یعنی امین[1] ہے۔ اُن کی اصلی تعلیم کا محفوظ رکھنے والا اور مہتم بالشان مسائل توحید اور عصمت انبیاء جو موجودہ عہد عتیق و عہد جدید میں محرف ہو گئے اُن کا اُن کی اصلی حالت میں دکھانے والا ہے۔

کلام مجید کے ترجمے یورپین زبانوں میں

یورپ کے قرون وسطیٰ میں باوجودیکہ اسپین اور جنوبی یورپ میں نور اسلام کا اُجالا رہا لیکن نصاریٰ پاپائے روم کی گرفت اور صلیبی جنگ کے

مراجی کا ترجمہ

مجنونانہ جوش میں ایسے مدہوش رہے کہ اس کلام مبین کی طرف متوجہ ہی نہ ہوتے۔

مراجی کا ترجمہ

مختلف یورپین زبانوں میں جو ترجمے کلام مجید کے ہوتے وہ یا تو بحکم پوپ جلا دیئے گئے مثلاً پگنینی کا ترجمہ جو ۱۵۰۵ء میں ہوا۔ یا ان میں متن کلام مجید کے ساتھ ایسے ضعیف اور لغو روایات بھر دیئے گئے کہ جن کے مطالعہ سے

---

[1] بخاری میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے المھیمن الامین القرآن امین علی کل کتاب قبلہ ۱۲

اور نفرت بڑھ گئی مثلاً ۱۶۹۸ء میں فادر مراچی کا مشہور ترجمہ لاطینی زبان میں ہوا جو حامل المتن بھی تھا۔ مراچی پوپ انوسنٹ یازدھم کا رفیق تھا اور نہایت متعصب راہب تھا۔ اس نے ترجمہ کے ساتھ حواشی اور مقدمہ کا بھی اضافہ کر دیا جن کے متعلق پادری سیل اپنے ترجمہ قرآن کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ "حواشی بے شک بہت مفید ہیں لیکن مراچی نے جو کچھ تردید میں لکھا ہے اور جس سے اس کتاب کا حجم بہت بڑھ گیا۔ وہ بالکل ہیچ ہے اور ناقابل اطمینان اور اکثر گستاخانہ۔

لوتھر کا متاثر ہونا

بہر حال ان تراجم کا اتنا اثر تو ضرور ہوا کہ لوتھر نے اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابًا من دون اللہ کے تازیانہ سے متنبہ ہو کر پاپائے روم کی مذہبی استبداد کی زنجیریں توڑ دیں اور ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقۃ کی منادی سے متاثر ہو کر ابن اللہ اور مادر خدا وند کی مورتوں کو کلیسا سے خارج کر دیا۔

جارج سیل کا ترجمہ

اٹھارویں صدی میں جبکہ مذہبی آزادی کی ہوا یورپ میں زور سے چلنے لگی تو مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے ترجمے شروع ہو گئے۔ چنانچہ ۱۷۳۴ء میں پادری جارج سیل نے انگریزی میں ترجمہ کیا اور ایک مقدمہ کا بھی اضافہ کیا۔ یہ ترجمہ بار بار شائع ہو چکا ہے لیکن پادری راڈویل کی یہ رائے ہے کہ سیل نے ترجمہ قرآن میں مراچی کے تتبع میں تفسیری فقرے بھی متن میں لکھے ہیں اور یہ کہ سکسن زبان کے عوض اکثر الفاظ لاطینی زبان

کے لکھ ڈیئے ہیں۔ ۱۸۴۰ء میں میگرلن نے جرمن میں اور ۱۸۸۳ء میں سیواری نے فرنچ میں ترجمے کئے۔

فلاسی اور فلوگل کے ترجمے

انیسویں صدی میں جبکہ سائنس کی ترقی ہوئی تو پادریوں کے علاوہ مستشرقین یورپ نے بھی قرآن مجید کے ترجمے کئے اور اس کے متعلق کتابیں لکھیں مثلاً جرمن میں فلوگل نے ۱۸۳۸ء میں قرآن کا انڈکس مرتب کیا اور ۱۸۸۰ء میں پالمر نے انگریزی میں ترجمہ کیا۔

یہ ترجمے بھی اگرچہ ناقص تھے لیکن یورپ کے دماغ میں اس قدر صلاحیت پیدا ہو چلی تھی کہ لغو اور بیہودہ مضامین کے عوض سنجیدگی سے قرآن مجید کی نسبت لکھیں۔ انگریزی میں جس نے سب سے پہلے تعصب سے الگ ہو کر آنحضرت اور کلام مجید کے متعلق اپنی آزادانہ ذاتی رائے کا اظہار کیا وہ کارلائل ہے (ولادت ۱۷۹۵ء وفات ۱۸۸۰ء) وہ اپنی کتاب ہیرو ورشپ میں کہتا ہے۔

> "محمد کی نسبت ہمارا یہ عام خیال کہ آپ مکار یا کاذب تھے اور آپ کا دین محض بے ایمانی اور فریب کا انبار ہے حقیقتاً اب ہر ایک کو درست نظر نہیں آتا وہ دروغ بافیاں جنھیں جوشِ مذہبی نے آپ کے متعلق ڈھیر لگا دی ہیں صرف ہمارے ہی قوم کو ناپسند ہیں۔ جو لوگ نے جب گردش سے

سلہ راڈیل کا ترجمہ قرآن صفحہ ۱۷

پوچھا کہ اس کبوتر والی روایت کی کیا اصلیت ہے جس کو محمدؐ کے کان سے دانہ نکال لانا سکھایا گیا تھا تا کہ لوگ سمجھیں کہ یہ کوئی فرشتہ پیغام الٰہی کہہ رہا ہے گروسیش نے کہا ہاں اس کا ثبوت تو کچھ بھی نہیں۔

بے شک اب یہی وقت ہے کہ ہم ایسے اکاذیب کو پھینک دیں جو الفاظ کہ آپ کی زبان سے نکلے۔ وہ اس بارہ سو برس میں اٹھارہ کروڑ آدمیوں کی زندگی کے رہنما رہے۔ یہ جمِ غفیر ہماری ہی طرح مخلوق الٰہی ہیں۔ ایک بہت بڑا گروہ بندگان خدا کا محمدؐ کے اقوال پر ایسا ایمان لائے ہیں کہ اُن کے مقابلہ میں اور کسی کو مانتے ہی نہیں کیا اس بات کو ہم مان لیں کہ اس قادرِ مطلق کی مخلوق ایسے لچر رُوحانی ڈھکوسلے پر زندگی بھر اعتقاد کرتی رہی اور اسی پر ان کا خاتمہ ہوا ہیں۔ ہرگز ایسا گمان بھی نہیں کرسکتا۔

میرے نزدیک قرآن میں سچائی کا جوہر اُس کے تمام معانی میں موجود ہے جس نے کہ اس کو وحشی عربوں کی نظروں میں بیش بہا کر دیا تھا سب سے اخیر یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب یعنی قرآن سب سے اوّل اور سب سے اخیر جو عمدگیاں ہیں وہ اپنے میں رکھتا ہے اور ہر قسم کے اوصاف کا بانی ہے بلکہ دراصل ہر قسم کے وصف کی بنار صرف اُسی سے ہو سکتی ہے۔

کارلائل کی اس بے تعصبی اور انصاف پسندی نے حامیان مسیحیت

کے کان کھڑے کر دیئے۔ وہ اب قرآن مجید اور سیرت نبوی پر سنبھل کر حملہ کرنے لگے۔ ان میں ڈاکٹر اسپرنگر جرمنی میں اور سر ولیم میور انگلستان میں زیادہ مشہور ہوئے لیکن ان دونوں کی تصانیف کے متعلق ہمارے زمانے کا مستشرق مارگولیتھ کہتا ہے۔

مارگولیتھ

"اگرچہ ان دونوں کی تصانیف یورپ میں مشرقی تاریخ کے مطالعہ کرنے والوں کے لئے معرکہ آرا ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ ولیم میور کی تصانیف میں صریح مسیحیت کی جنبہ داری ہے۔ اور اسپرنگر میں اکثر محققانہ پہلو کی کمی اور نامعتبر آثار و سیر کا نقص موجود ہے۔"

(دیباچہ سیرت محمد صفحہ ۱۴)

ماشاء اللہ مارگولیتھ ایسا فرماتے ہیں حالانکہ سیرت محمدؐ میں جناب نے جنبہ داری، تدلیس و تخلیط کا کوئی پہلو اٹھا نہیں رکھا۔ میور اور اسپرنگر اگر زندہ ہوتے تو ہم ان سے کہتے کہ حضرات آپ جناب مارگولیتھ کے حضور میں لسان الغیب کا یہ شعر ضرور پڑھ دیجئے۔

من از خاچہ عاشقم و رندو مست و نامہ سیاہ
ہزار شکر کہ یاران شہر بیگنہ اند

سر ولیم میور

سر ولیم میور نے کلام مجید اور سیرت نبوی پر مستقل کتابیں لکھیں جن کے رد میں مرحوم سر سید نے اپنی معرکہ آرا کتاب خطبات احمدیہ لکھی۔ ان خطبات کا انگریزی ترجمہ مرحوم نے اپنے قیام انگلستان میں شائع کر دیا تھا اور ایسی

معقول۔ دل نشین اور محققانہ طریق پر سر ولیم میور کے اعتراضات کی دھجیاں اڑائیں کہ خود سر ولیم کو یوں کہتے بن پڑا کہ "میں نے سید احمد کے اسلام پر اعتراض نہیں کئے بلکہ اس اسلام پر اعتراض کئے جس کو تمام دنیا کے مسلمان مانتے چلے آتے ہیں" یہ بعینہٖ ایسی ہی بات ہے کہ ایک تیرانداز کسی گروہ کو نہتا سمجھ کر اس پر تیر برسانے شروع کرے اور جب اُدھر سے بھی خلاف توقع تیر آنے لگیں تو یہ کہے کہ میرا مقابلہ نہتوں سے ہے تیراندازوں سے نہیں۔

(دیکھو حیات جاوید جلد دوم صفحہ ۱۵۰)

۱۸۵۹ء میں جرمنی کے مشہور فاضل نوئلڈیکے نے قرآن مجید پر ایک مبسوط مضمون لکھا جس کو اس نے نظر ثانی اور چند اضافوں کے ساتھ ایک کتاب کی صورت میں دوسرے سال شائع کر دیا۔ اس کا نام Geschichte des Qoran. ہے اس کا انگریزی ترجمہ ابھی نہیں ہوا لیکن انسائیکلوپیڈیا برٹینکا طبع یازدھم مطبوعہ ۱۹۱۱ء میں نولڈیکے نے جو مضمون قرآن پر لکھا ہے (دیکھو جلد ۱۵ صفحات ۸۹۸ لغایتہ ۹۰۶) اُس میں اس کے خیالات اور اعتراضات کا ملخص آ گیا ہے۔

نوئلڈیکے کے اعتراض اور ان کے جواب

ولیم میور نے جب قرآن پر کتاب لکھی تو زیادہ تر نوئلڈیکے کے خیالات بیان کئے تھے جن کی تردید سر سید نے کی تھی۔ البتہ اب تک کسی نے بعض اعتراضات کا جواب نہیں دیا ہے۔

اعتراض اوّل

قرآن مجید میں بعض ایسی فاش تاریخی غلطیاں ہیں جن سے اس کے

مصنّف کی جہالت عیاں ہے۔ مثلاً (۱) سورۂ قصص میں ہامان کو فرعون کا وزیر بنا دیا حالانکہ ہامان شاہ اہاسروس ایرانی کا وزیر تھا۔ جس کا ذکر توریت کی کتاب استیر میں ہے اور جو فرعون مصر کے سینکڑوں برس بعد گزرا ہے (۲) سورۂ مریم میں مریم کو ہارون کی بہن لکھدیا۔ حالانکہ ہارون سینکڑوں برس پہلے وفات پا چکے تھے۔ (۳) سورۂ مائدہ میں مسیح پر نزول مائدہ کی کیفیت رسم عشاء ربانی کی ایک خلاف واقع اور مضحکہ خیز تصویر ہے۔

جواب

تحقیق ہامان

حضرت موسیٰ جس فرعون کے زمانہ میں مبعوث ہوئے وہ قدیم مصریوں کی انیسویں سلطنت کا بادشاہ رعمسیس ثانی تھا۔ اس نے اپنے عہدِ حکومت میں عالیشان عمارتیں اور بت خانے تعمیر کرائے۔ اس کے زمانہ میں مندروں کے کاہن دولت اور ثروت کے باعث سلطنت کے ایک قوی بازو تھے۔ ان سب میں مینڈھے کی شکل کے دیوتا امن کا مندر بہت وقیع مانا جاتا تھا اور اس کی کاہنوں کے سردار کے اختیارات بہت وسیع تھے۔ لیپزک یونیورسٹی کا مشہور ڈاکٹر اسٹنڈر روف اپنی کتاب "قدیم مصریوں کا مذہب" کی صفحہ ۹۹ میں کہتا ہے۔

لہ دیکھو جیوش انسائیکلوپیڈیا جلد دہم ۱۲

"امن دیوتا کے سردار کاہن کو بنی اوّل کہتے تھے محکمہ تعمیرات کا افسر بھی تھا مندروں کی عالیشان عمارتوں اور ان کی زیب زینت کا انتظام اسی کے سپرد تھا۔ دیوتا کی فوج یعنی مندروں کے سپاہیوں کا جنرل بھی ہوتا تھا جیسے یورپ کے قرون وسطیٰ میں اُسقف اعظم ہوا کرتے تھے۔ خزانہ کی نگرانی اور انتظام کا بھی یہی ذمہ دار تھا۔ صرف امن کا مندر اور اُس کے پجاری اُس کے دائرہ حکومت میں تھے بلکہ تھیس اور شمالی و جنوبی مصر کے تمام دیوتاؤں کے پوجاریوں کا افسر اعلےٰ یہی ہوتا تھا۔"

اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۵ میں پھر کہتا ہے۔

"مندروں کے خدمت گار عموماً قیدیان جنگ ہوتے تھے لیکن کاشتکار اور اہل حرفہ بھی شامل کر لئے جاتے تھے۔ ان کے خدمات یہ تھے کہ کھیت میں کام کریں۔ گلّوں کی نگہبانی کریں اور جیسا کہ بنی اسرائیل کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے عالی شان مندروں کی تعمیر میں اُن سے جبریہ خدمت لی جاتی تھی اور اکثروں سے سونا۔ چاندی اور مختلف قدرتی پیدا وار بطور پیشکش وصول کئے جاتے تھے...... اگر حساب لگایا جائے تو صرف شہر تھیس کے دیوتا امن کے مندر کے قبضہ میں مصر کی زمین کا دسواں حصہ تھا۔ اور کم از کم $\frac{1}{100}$ حصہ آبادی پر اُس کی حکومت تھی۔

مذکورۂ بالا واقعات جو گزشتہ صدی میں مستشرقین یورپ نے

مصر کے آثارِ قدیمہ کی روشنی میں دریافت کئے ہیں پیش نظر رکھ کر اب دیکھو کہ کلام مجید ہامان کے متعلق کیا کہتا ہے۔

ان فرعون وھامن وجنود	بے شک فرعون اور ہامان اور ان
هما كانوا خطئين	کے لشکر والے قصوروار تھے۔

فرعون مصر کا بادشاہ ضرور تھا لیکن آمن کا سردار کاہن اور اس کے لواحقین بطور خود ایک مستقل حیثیت رکھتے تھے اسی لئے جنود ہما کا استعمال ہوا ہے پھر اسی سورہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

وقال فرعون یایہا الملأ ما	اور فرعون نے کہا درباریو معلوم
علمت لکم من الہ غیری	نہیں میرے سوا تمہارا کوئی خدا ہو
فاوقد لی یہامن علی	تو ہامان تو میرے لئے مٹی پکوا اور
الطین فاجعل لی صرحا	ایک محل میرے لئے بنا تو شاید موسیٰ
لعلی اطلع الی الہ موسیٰ	کے خدا کو جھانک لوں اور میں تو
وانی لاظنہ من الکذبین	سمجھتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے۔

امن کا سردار کاہن یہ عمارت بھی ہوتا تھا اُسی کی طرف یہاں اشارہ ہے۔ اب صرف یہ سوال رہا کہ امن کے سردار کاہن کو قرآن نے ہامان کیوں کہا اس کا جواب یہ ہے کہ توریت میں حضرت موسیٰ کے بھائی کا نام ہارون لکھا ہے اور وہ بنی اسرائیل کے سردار کاہن تھے لیکن قرآن مجید میں ان کو ہارون فرمایا ہے اسی قبیل سے امن کے سردار کاہن کو ہامن کہا ہے۔

شہر میونک (جرمنی) میں مصر کا ایک قدیم مجسمہ موجود ہے جس پر لکھا ہے کہ یہ مجسمہ امن کے سردار کاہن بکن خونس کا ہے جو رعمسیس ثانی کے زمانہ میں تھا۔ پھر نیچے اپنی سوانح عمری خود لکھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بچپن سے کیونکہ اُس نے درجہ بدرجہ ترقی کی اور ۵۹ برس کی عمر میں امن کا سردار کاہن مقرر ہوا[1]

بے شک یہ بکن خونس (جو مصری زبان کا لفظ ہے) وہی شخص جس کو امن کے سردار کاہن کی مناسبت سے قرآن نے ہامن کہا ہے۔ ہمارے مفسرین نے اس کو فرعون کا وزیر لکھ دیا[2] تھا لیکن کوئی ثبوت نہ تھا اس لئے عیسائیوں کو موقع مل گیا اور قرآن مجید پر تاریخی اعتراض کر بیٹھے مگر اب جدید تحقیقات نے اس کا ثبوت بھی بہم پہونچا دیا۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینکا جلد نہم طبع یازدہم کے صفحہ ۵۴ میں لکھا ہے۔

امن کا سردار کاہن منجملہ دیگر اختیارات کے جنوبی مصر کا وزیر بھی مقرر ہوتا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ قدیم قوموں کے متعلق کلام مجید میں جو کچھ تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے۔ اس کی تصدیق زمانہ حال کے انکشافات سے روز بروز

---

[1] دیکھو "قدیم مصریوں کا مذہب" مصنفہ اسٹنڈرڈ صفحہ ۹۷-۹۸

[2] کشاف جلد ۲ صفحہ ۳۸۲

ہوتی جاتی ہے کیوں نہیں ذٰلِكَ من انباءِ الغیب نوحیہ الیك
لیکن جن لوگوں کی آنکھوں پر تعصب کا پردہ پڑا ہوا ہے اُن کو کیا نظر
آسکتا ہے۔

اُخت ہارون

پادری سیل جو نولدیکے سے ڈیڑھ سو سال پہلے گذرے ہیں اس اعتراض
کو نقل کرتے ہیں لیکن خود ہی اپنے ترجمۂ قرآن سورۂ آل عمران وہ سورۂ مریم
میں یوں رد بھی کرتے ہیں۔

"اگرچہ محمدؐ قدیم تاریخ اور علم انساب سے ایسے ناواقف خیال
کئے جاسکتے ہیں جس سے ایسی فاش غلطی سرزد ہوگئی ہو لیکن
میں نہیں سمجھتا کہ قرآن کے الفاظ سے یہ نتیجہ کیسے نکل سکتا ہے
مثلاً اگر دو شخصوں کے ایک ہی نام ہوں اور ان کے والدین
کے نام بھی ایک ہی ہوں تو اُن کو فردِ واحد کیونکر سمجھ سکتے ہیں
علاوہ اس کے ایسی غلطی قرآن کے دوسرے اُن مقامات سے
باطل ہو جاتی ہے جہاں یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ محمدؐ کو معلوم
تھا اور انھوں نے اس کا اظہار بھی کیا کہ عیسیٰ کا زمانہ موسیٰ
سے صدیوں پیچھے ہے" (صفحہ ۳۵)

"مریم کو ہارون کی بہن اس لئے کہا کہ وہ قبیلہ لوی سے تھیں
(جیسا کہ الیشبع کے رشتہ دار ہونے سے معلوم ہوتا ہے)

یا پھر بطور تشبیہ بیان کیا ہے۔"

(صفحہ ۲۲۹)

بے شک اگر قرآن کے الفاظ اور بلیغ اسلوب بیان پر غور کیا جائے۔ تو مطلب صاف ہے۔ سورۃ طٰہٰ میں گوسالہ پرستی کے معاملے میں جب حضرت موسیٰؑ غیظ و غضب میں حضرت ہارون کے سر اور داڑھی کے بال کھینچتے ہیں۔ تو آپ اُن کے غصّہ کو دھیما کرنے اور محبت کو جوش دلانے میں یوں خطاب کرتے ہیں یَابْنَ اُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ وَلَا بِرَاْسِیْ "یا ابن ام سے یہ مراد نہیں ہے کہ موسیٰ سوتیلے بھائی تھے۔ اسی طرح یہاں یہود حضرت مریم کو اُخت ہارون کہہ کر خطاب کرتے ہیں۔ حضرت ہارون اور آپ کی نسل معبد کی خدمت کے واسطے مخصوص تھی حضرت مریم آپ ہی کی نسل سے تھیں اور معبد کی نذر کی گئی تھیں۔ اس لئے استعجاب اور غیرت دلانے کے طور پر یوں خطاب کیا۔

نزول مائدہ

اس اعتراض کے جواب کے لئے عیسائیوں کی "رسم عشار ربانی" (یوکرسٹ) جس کا نوٹیلیڈ نے حوالہ دیا ہے پہلے سمجھ لینا چاہیئے۔

حضرت عیسیٰؑ درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے توکل پر مدار تھا جہاں جو کچھ مل گیا خدا کا شکر کر کے غربا، مساکین اور بیماروں کے ساتھ بنظر ترحم بیٹھ کر کھا لیتے تھے اور حواریوں کو بھی ایسے ہی توکل اور تواضع کی تعلیم

دیتے تھے۔ یوکیرسٹ جس کے لفظی معنی شکر کرنے کے ہیں۔ اسی مناسبت سے ابتدا میں آپ کی اِس نیک سیرت کے واسطے استعمال ہوا۔ اپنی گرفتاری سے پہلے اسی طور پر ایک شب آپ نے حواریوں کے ساتھ مل کر روٹی کھائی شکر خدا بجا لائے اور اُن کو برکت دی۔ آپ کے بعد سینٹ پال نے جب بُت پرستوں میں آپ کو ابن اللہ کی حیثیت سے پیش کر کے حلول اور کفارہ کے مسائل تعلیم دیئے تو اس نیک سیرت کو بھی ایک پُراسرار رسم کی شکل میں بیان کیا۔ نامہ اوّل کارنتھیاں $\frac{11}{23-25}$ میں کہتا ہے۔

"مجھے یہ روایت خداوند (مسیح) سے ملی جسے میں تم سے بیان کرتا ہوں کہ خداوند یسوع نے اس رات کو جس میں مخبری کی گئی روٹی لے کر اور شکر کے بعد توڑی اور کہا لو اسے کھاؤ یہ میرا جسم ہے جو تمہارے واسطے توڑا جاتا ہے بطور یادگار ایسا تم بھی کرنا۔ اسی طرح آپ نے پیالہ لیا اور اُس میں سے تھوڑا پی کر فرمایا یہ پیالہ میرے خون کا عہدِ جدید ہے جب کبھی تم پینا میری یاد میں ایسا ہی کرتے رہنا۔"

پال کی اس روایت کو مرقس $\frac{15}{22-25}$ متی $\frac{26}{26-29}$ اور لوقا $\frac{22}{14-20}$ نے اپنے اپنے طور پر درج کیا لیکن یوحنا نے مسیح کی شب آخر میں اس رسم کا ذکر نہیں کیا بلکہ کہتا ہے کہ مسیح نے حواریوں کے پاؤں دُھلائے اور فرمایا کہ اسی طرح تم بھی خدمت کرو تاکہ مخدوم بنو $\frac{13}{1-10}$ پھر روٹی اور پیالہ کی تاویل یوں کی ہے کہ ان سے مراد آپ کی تعلیمات ہیں $\frac{6}{51}$ یوحنا کے

یہ خیالات یہودی فلسفی فائلو (ہمعصر مسیح) کی تعلیمات متعلق لوگاس (کلمۃ اللہ) کا آئینہ تھیں یعنی جس طرح فائلو نے لوگاس کو مائدہ آسمانی اور ساقی یزدانی قرار دیا اسی طرح یوحنا نے رسم یوکارسٹ کی تاویل کی لیکن عیسائیوں میں اُس وقت سے اب تک یہ ایک بڑا اسرار مذہبی رسم قرار پاگئی ہے جس میں رومی بت پرستوں کے رسوم کا جو "اسرار متھرا" کے نام سے مشہور ہیں تتبع صاف نظر آتا ہے۔ صدیوں تک یہی جھگڑا رہا کہ روٹی اور شراب کی قلب ماہیت حقیقی ہے یا ظنی یعنی واقعی یہ روٹی اور شراب مسیح کا جسم اور خون ہو جاتا ہے اور اس طور سے آپ کے پیرو آپ کے جزو لا ینفک ہو کر نجات پاتے ہیں۔ یا یہ بدل یا تحلیل آپ کی نسبت سے مرتبہ فنائیت پر پہونچا کر ہمراز دوست ہو جاتا ہے ہر فریق اپنی اپنی دلیل لاتا اور پھر مناظرہ مجادلہ ہو کر خون آشامی کا ہولناک منظر دکھاتا تھا۔ یہ ہے رسم عشاء ربانی جس کے بانی جناب سینٹ پال ہیں۔ قرآن مجید میں یہ رسم مذکور نہیں سورہ مائدہ میں بس اسی قدر مذکور ہے۔

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى	جب حواریوں نے کہا اے عیسٰے
ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ	بن مریم کیا تیرا رب قدرت رکھتا
ان ینزل علینا مائدة من	ہے کہ ہم پر آسمان سے مائدہ اُتارے
السَّمَآءِ قال اتقوا الله ان کنتم	کہا اللہ سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو۔
مؤمنين قالوا نريد ان	بولے چاہتے ہیں کہ ہم کھائیں اُس

[1] انسائیکلو پیڈیا برٹینکا جلد ۱۸ صفحہ ۴۴۶ طبع جدید ۱۲

نَاكُلَ مِنۡهَا وَتَطۡمَئِنَّ قُلُوۡبُنَا	میں سے اور ہمارے دِل مطمئن ہوں
وَنَعۡلَمَ اَنۡ قَدۡ صَدَقۡتَنَا وَنَكُوۡنَ	کہ معلوم کرلیں کہ تونے سچ کہا اور
عَلَيۡهَا مِنَ الشّٰهِدِيۡنَ قَالَ	ہم اس پر گواہ ہو جائیں عیسیٰؑ بن مریم
عیسی ابن مریم اللھم ربنا	نے کہا خداوندا ہم پر آسمان سے
انزل علینا مائدة من السماء	مائدہ نازل کر کہ ہمارے اگلوں اور
تکون لنا عیدا لاولنا واخرنا	پچھلوں کو عید ہو اور تیری نشانی
واٰیةً منک وارزقنا وانت	اور ہمیں رزق دے اور تو اچھا رزق
خیر الرازقین قال اللہ انی	دینے والا ہے خدا نے کہا میں اس
منزلها علیکم فمن یکفر بعد	کا اُتارنے والا ہوں تم پر پس جو کفر
منکم فانی اعذبه عذابا	کرے گا تم میں سے اترنے کے بعد
لَّاۤ اُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا مِّنَ	پس میں اس کو وہ عذاب دوں گا
الۡعٰلَمِيۡنَ	کہ کسی کو عالم میں نہ دیا ہو۔

زبور نمبر $\frac{۲۵}{۱۹}$ میں لکھا ہے "کہ بنی اسرائیل نے کہا کیا خدا اس بیابان میں مائدہ نازل کر سکتا ہے" حواریوں نے جو رفاقت مسیح میں درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ بنی اسرائیل کی طرح یہی الفاظ حضرت مسیحؑ سے کہے مگر آپ نے اُن کو ادب سکھانے کے لئے فرمایا کہ خدا سے ڈرو تب انھوں نے وجوہ بیان کئے آپ نے دُعا کی خدا نے فرمایا اچھا لیکن ناشکری کی سخت سے سخت سزا کا بھی اعلان کر دیا۔ حواری .... یہ وعید سُنکر مرعوب ہو گئے اور ایسے سوال سے باز آئے مشہور تابعی مجاہد اور حسن کا

یہی قول[1] ہے اور واقعی کلام مجید میں اظہار وعید کے بعد پھر یہ بیان نہیں ہوا کہ مائدہ اُترا یا نہیں اور اُترا تو کیا تھا اور جیسا کہ بنی اسرائیل کے قصّہ کے منّ و سلویٰ کا ذکر ہے یہاں کچھ بھی نہیں لیکن تفاسیر میں ایسی روایات بھی مذکور ہیں جن سے بالعموم یہ مشہور ہو گیا کہ مائدہ آسمان سے اُترا جس میں لذیذ اور مرغن کھانے تھے حضرت سلمانؓ فارسی سے یہ روایت نقل کی جاتی ہے کہ جب حضرت عیسےٰ نے خوان کا سرپوش کھولا تو اس میں مچھلی بھونی ہوئی روغن سے جاری سرہانے نمک پاؤں کی طرف سرکہ گرداگرد ہر قسم کے ساگ اور پانچ روٹیاں ایک پر زیتون دوسری پر شہد تیسری پر گوشت بریاں چوتھی پر مسکہ پانچویں پر پنیر۔ تیرہ سو آدمیوں نے پیٹ بھر کر کھایا پھر بھی وہ مچھلی ویسی ہی رکھی رہی[2]

نولیڈیکے نے انھیں روایات کو نفس کلام مجید میں شامل سمجھ کر اعتراض کیا ہے لیکن ان سب کا ماخذ روایات اہل کتاب ہیں اور اس لئے ان کا شمار اسرائیلیات میں ہے جن کے متعلق ہم عہد عتیق میں لکھ چکے ہیں۔

اس قول کی تائید میں ہم انجیل مرقس $\frac{6}{35،44}$ کی یہ روایت نقل کرتے ہیں۔

"اور جب دن ختم ہو چلا حواری آئے اور مسیح سے کہنے لگے یہ مقام ایک بیابان ہے اور نا وقت اس قدر ہے پس لوگوں کو بھیج کر وہ

---

[1] تفسیر ابن جریر جلد ہفتم صفحہ ۸۷، کبیر جلد سوم صفحہ ۶۹۷ [2] تفسیر خازن جلد اوّل صفحہ ۵۲۹، ۵۳۰

شہر جائیں گاؤں جائیں اور روٹی خرید کر لائیں کیونکہ کھانے کو کچھ نہیں۔ یسوع نے کہا انھیں کھانا دو۔ وہ بولے کیا ہم جائیں اور دو سو درم کی روٹی خرید لائیں۔ اس نے کہا کہ تمہارے پاس کتنی روٹیاں ہیں۔ جاؤ دیکھو۔ انھوں نے دیکھ کر کہا پانچ روٹیاں اور دو مچھلی۔ تب اس نے ان سب کو ہری گھاس پر قطار در قطار بیٹھ جانے کو کہا اور وہ سب سو سو پچاس پچاس کی قطار میں بیٹھ گئے تب اُس نے وہ پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں لیں آسمان کی طرف دیکھا اور برکت دے کر روٹی توڑی اور حواریوں کو دی کہ سب کے سامنے رکھو اور اسی طرح دونوں مچھلیاں بھی تقسیم کیں سبھوں نے سیر ہو کر کھایا اور روٹیاں اور مچھلیوں کے ٹکڑوں کے بارہ ٹوکرے بھرے اور کھانے والوں کا شمار ۵ ہزار تھا۔"

اسی انجیل کے باب ۸ میں پھر ایسا ہی قصہ نقل کیا ہے لیکن اس میں سات روٹیاں ہیں اور چند چھوٹی مچھلیاں اور آدمیوں کی تعداد چار ہزار اور ٹکڑوں کے ٹوکرے سات۔ دعوت کے بعد حضرت عیسیٰ مع حواریوں کے ایک کشتی پر سوار ہوتے ہیں۔ فریسی آپ سے معجزہ طلب کرتے ہیں اور آپ آہ بھر کر فرماتے ہیں یہ لوگ کیوں معجزہ طلب کرتے ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اس نسل کو معجزہ نہیں دکھایا جائے گا۔ پھر کشتی پر مریدین روٹی مانگتے ہیں آپ فرماتے ہیں تمہارے دل سخت ہو گئے تم دیکھتے ہو نہ سنتے ہو نہ یاد رکھتے

ہو وہ بارہ ٹوکرے وہ سات ٹوکرے کیا ہوتے۔

ان روایات کو متی نے اپنی انجیل ۱۴/۱۳-۳۶ اور لوقا نے ۹/۱۲-۱۷ میں نمک مرچ کے ساتھ نقل کیا پھر جب مسلمانوں کا دور آیا تو ہمارے راویوں نے کچھ اور ہی رنگ دکھایا لیکن مچھلی وہی رہی جس نے روایات کے سہارے تالاب کو گندہ کر دیا مگر الحمد للہ کہ ہمارا چشمۂ ہدایت یعنی کلام مجید حفاظت الٰہی سے گندہ نہ ہو سکا۔ نولڈیکے اور اس کے ہم مشرب اگر عشار ربانی کے نشہ میں نور حقیقت کو نہ دیکھ سکیں تو

"چشمۂ آفتاب را چہ گناہ"

اعتراض دوم

قرآن کی ترتیب ناقص ہے سلسلۂ کلام منتشر اور ادبی حیثیت سے ادنٰے پایہ رکھتا ہے۔ سورہ یوسف ہی کو لو جس میں ایک مسلسل قصہ بیان ہوا ہے لیکن پھر بھی توریت کتاب پیدائش کے قصۂ یوسف کے مقابلہ میں پست نظر آتی ہے۔

جواب

قرآنی ترتیب پر سر کار لائل نے بھی اعتراض کیا تھا پھر خود ہی کہہ دیا تھا کہ اس نے صرف سیل کے ترجمہ سے ایسا سمجھا ہے نیز یہ کہ مشرقی طرز بیان مغربی طریقہ سے

جداگانہ[1] ہے لیکن تعجب ہے کہ نولڈیکے جو عربی سے واقف مشہور ہے اور علوم مشرقیہ کا ماہر ایسا کہتا ہے۔ ترتیب قرآن کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ نے فوز الکبیر میں جو نہایت معقول جواب دیا ہے۔ اس کا ترجمہ علامہ شبلی مرحوم کی زبان سے درج کرتے ہیں[2]

"قرآن مجید عرب کی زبان میں اترا ہے اور مخاطب اول اس کے عرب ہیں اس لئے ضروری تھا کہ طرز بیان میں اسلوب عرب کی رعایت کی جائے۔ عرب قدیم کی جس قدر نظم و نثر موجود ہے سب کا یہی طرز ہے کہ مضامین کو یکجا بیان نہیں کرتے بلکہ ایک بات کہتے ہیں ابھی وہ تمام نہیں ہوتی کہ دوسرا ذکر چھڑ جاتا ہے۔ پھر پہلی بات شروع ہوتی ہے پھر دوسرا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ قرآن مجید کا بڑا مقصود یہ ہے کہ توجہ الی اللہ اور اخلاص و عبادت کے مضامین اس قدر بار بار کہے جائیں کہ مخاطب پر ایک حالت طاری ہو جائے۔ اس قسم کی تکرار ترتیب کی صورت میں ممکن نہ تھی۔"

نولڈیکے نے مثال میں سورۃ یوسف کو پیش کیا ہے اور توریت کتاب پیدائش کے قصۂ یوسف سے مقابلہ کرنے کو کہتا ہے لیکن پھر مقابلہ کرکے دکھایا نہیں اس لئے ہم یہاں دونوں کا موازنہ کرتے ہیں تا کہ اعتراض کا پورا جواب ہو جائے۔

---

[1] دیکھو ہیرو ورشپ ۱۲ [2] علم الکلام صفحہ ۱۱۸

صحف سماوی

خوشش بود گر محک تجربہ آید بمیان
تا سیہ روئی شود ہر کہ در وغش باشد

سورۃ یوسف کا موازنہ توریت کے قصۂ یوسف سے

توریت کتاب پیدائش میں قصۂ یوسف باب ۳۷ سے ۵۱ تک بیان ہوا ہے۔ ذیل میں ہم ایک جانب اصل عبرانی مع ترجمہ اور بالمقابل متن سورہ یوسف مع ترجمہ درج کرتے ہیں۔ اصل عبرانی کو ہم نے خط نسخ میں اس نسخہ سے نقل کیا ہے جس کو "ولیم گرنیفیلڈ" نے ۱۸۴۳ء میں چوتھی مرتبہ لندن سے شائع کیا ہے۔

توریت	قرآن
یوسف بن شبع عشرہ شنہ وعدات احیو	اذ قال یوسف لابیہ یا
بعان وھو نعرات بنی بلھہ رات بنی زلفہ	ابت انی رایت احد
نشی ابیو ویبا یوسف ات ربیتم رحہ الابیھم و	عشر کوکبا والشمس والقمر
اسوال احب ات یوسف مکل بینوئی بن زقنیم ھوالو	رایتھم لی سجدین قال یا
وعشہ لو کنت نسیم ویرا واحیو کی	بنی لا تقصص رویاک
اتو اھب ابیھم مکل۔ ابیو ویشنا ان	علی اخوتک فیکیدوا
اتو ولا یکلو دبر ولشلم و یحلم	لک کیدا ان الشیطن
یوسف حلوم ویجد لاحیو بوسف	للانسان عدو مبین
عود شنا رتو۔ ویامر الیھم شمعونا	وکذلک

محلوم هذه لا اشر علمتی. وهنه
احتوما الميم المیم بتوک هشدہ وهنه قمه
التی رحم بمندو هنه تسلینه التی کم وتشخون
لالمتی ویامرو لو اخیو هملک تملك
علینو ام مشول تمشل بتو ویوسفو عوّ
شنا اتو عل حلمتو رعل دبریو و
یحلم عود حلوم احر ویسفر الوّ
خیوو یامر هنه حلمتی حلوم
عود وهنه هشمش رهیرح واحد
عشر کرکبیم مشتحویم لی ویسفر
لابیو والاخیو ویحعر بو ابیو ویا
مرلو مه هحلوم هزه اشر حلمت
هبوا نبوا انی وامك واحیك
لهشتحوت لك ارصه ویقنا و بو اخیو
بیو شمر ات هدبر

يجتبيك ربك
ويعلمك من تاويل
الاحاديث ويتم
نعمته عليك و
على آل يعقوب
كما اتمها
على ابويك
من
قبل ابراهيم
واسحق
ان ربك عليم
حكيم

ترجمہ

یوسف سترہ برس کی عمر میں اپنے بھائیوں کے
ساتھ گلہ چراتا تھا اور زلفہ کے لڑکوں کے

ترجمہ

جب یوسف نے اپنے
باپ سے کہا اے باپ

سامنے جو اس کے باپ کی بیبیاں تھیں اور یوسف
ان بھائیوں کی بُری باتیں باپ سے لگایا کرتا تھا اور
اسرائیل یوسف کو اور اولاد کے مقابلہ میں بہت
چاہتا تھا کیونکہ وہ بوڑھاپے کی اولاد تھا اور
اس نے یوسف کے لئے رنگین قمیص بنوادی اور
بھائیوں نے دیکھا کہ اُسے سب سے زیادہ چاہتا ہے
تو وہ اس سے نفرت کرنے لگے اور آشتی سے بات
نہیں کرتے تھے اور یوسف نے ایک خواب دیکھا
بھائیوں سے کہدیا اور وہ نفرت کرنے لگے اور اس
نے کہا ذرا سنو میں نے یہ خواب دیکھا کہ ہم کھیت میں
پولے باندھ رہے ہیں یکایک میرا پولا کھڑا ہوگیا اور
تمہارے پولے اس کے گرد جھک کر تعظیم کرنے لگے
اور بھائیوں نے کہا کیا تو ہم پر حکومت کرے گا یا
تو ہمارا حاکم ہوگا اور وہ اس کی باتوں اور خوابوں
سے اور بھی جل گئے اور اس نے دوسرا خواب
دیکھا اور بھائیوں سے کہا لو سُنو! میں نے
دیکھا کہ سورج اور چاند اور گیارہ ستارے
جُھک کر میری تعظیم کر رہے ہیں اور اس نے یہ
خواب اپنے باپ اور بھائیوں سے کہا اور باپ نے

میں نے گیارہ تارے اور
سورج اور چاند دیکھے
کہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں
اس نے کہا بیٹا اپنے بھائیوں
سے یہ خواب نہ کہنا کہیں
تجھ سے کوئی حیلہ
نہ کریں۔ بے شک
شیطان آدمی کا کھُلا
ہوا دشمن ہے اور
اسی طرح مجھے تیرا
رب برگزیدہ کرے گا
اور تعبیر دینا
سکھائے گا۔ اور تجھ
پر اور یعقوب کی
اولاد پر اپنی نعمت
پوری کرے گا۔
جس طرح ابراہیم واسحٰق
تیرے باپ دادوں
پر اپنی نعمت پوری

ملامت کرکے کہا تونے یہ کیا خواب دیکھا کیا میں   کی بے شک
اور تیری ماں اور تیرے بھائی زمین پر تجھے سجدہ   تیرا رب دانا
کریں گے ؟ اور بھائی حسد کرنے لگے مگر باپ نے   حکمت والا
یہ بات خیال رکھی۔   ہے

توریت میں قصہ کی ابتدا یوں ہوتی ہے :۔ "یوسف اپنے بھائیوں کی ناحق بدگوئی کرتے ہیں" حالانکہ آپ قصہ کے ہیرو ہیں۔ حضرت یعقوب آپ کو زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ کیوں اس لئے کہ آپ بوڑھاپے کی اولاد ہیں حالانکہ یوسف ؑ سے بھی چھوٹا لڑکا بنیامین تھا۔ آپ دو مرتبہ خواب دیکھتے ہیں۔ پہلا خواب صرف بھائیوں سے کہتے ہیں اور دوسرا باپ اور بھائیوں سے بھائی اگر حسد کرتے ہیں تو حیران بے چاروں کو یوسف نے پہلے ہی باپ سے غیبت کرکے نظروں سے گرا دیا تھا لیکن باپ کا بگڑنا کیا معنی۔ محبت والا باپ تو یہی چاہے گا کہ اس کا لاڈلا بیٹا اس سے بڑھ جائے۔

اب دیکھو! قرآن مجید قصہ کی ابتدا کیوں کر کرتا ہے۔ قصہ کا آغاز جب تک کوئی ندرت کا پہلو لئے ہوئے نہ ہو سامعین کو اپنی طرف متوجہ نہیں کرتا۔ قصۂ یوسف میں جو چیز عجیب ہے اور جس پر قصہ کا اول سے آخر تک مدار ہے وہ خواب اور اس کی تعبیر ہے۔ اس لئے سب سے پہلے خواب سے شروع کیا اور خواب بھی وہ جو ندرت کا پہلو لئے ہوئے ہے یعنی چاند سورج والا خواب۔ حضرت یعقوب یہ خواب سنکر فوراً سمجھ جاتے ہیں کہ ان کے اس بیٹے کی قسمت کا ستارہ چمکنے والا ہے اور اس لئے بمقتضائے شفقت

وہ دور اندیشی یوسف سے کہتے ہیں کہ بیٹا! بھائیوں سے یہ خواب نہ کہنا خدا جانے وہ کیا سمجھیں اور کیا کر گزریں۔ مگر ان کی نسبت اس گمان کو کس خوبصورتی سے آدا کیا ہے کہ "شیطان انسان کا دشمن ہے"۔ پھر یوسف سے بجائے اس کے کہ تعبیر کہدیں اور خفا ہوں یوں فرماتے ہیں کہ خدا تجھے برگزیدہ کرے گا۔ تجھے خواب کی تعبیر دینا سکھائے گا اور تیرے بزرگوں کی طرح تجھ پر اور یعقوب کی سب اولاد پر فضل فرماتے گا۔

توریت	قرآن
والکوا حبولر عوت ات مان ابیھم بشکم	لقد کان فی یوسف
ویامر اسرءل ال یوسف ھلوا احیك	واخوته آیت للسائلین
رعیم بشکم لکه واشلحك الیھم ویامر لو ھنینی	اذ قالوا لیوسف واخوه
ویامر لو لکنا راه ات شلوم احیك وات شلوم	احب الی ابینا منا
مصان وھشب فی دبروشلیم حو معمق حبرلن	ونحن عصبة ان
دیب شکم ویمصا ھو ایش وھنه تعه	ابانا لفی ضلل مبین
بشدہ ویشا لھو ھایش لامرمه بنقش و	اقتلوا یوسف
یاموات احی انکی میقش مجیدہ نا لی	او اطرحوه ارضا یخل
الیفه ھم رعیم. ویامر ھالش نعومزہ کی	لکم وجه ابیکم
شمعتی آمریم ملکه رتینه وبلك یوسف	وتکونوا من بعده
احر احیو ویمصا م بدتن ویرا راتو مرحق	قوما صلحین

وسطرام بضرب اليهم وتاين كلوا اتو لهميتو
ويامروا ايش الاحيو هنه بعل هخلموت
هلزه يا وعته لكو ونحرجهو ونشلكهو باحد
هبروت وامرنو حيه رعه اكلتهو وتراه مه
يهيو حلمتو ويسمع داوبين و
يصلهو ميدم ويامر لا نكنو نفش و
يامر اليهم روبن ال تشفخو دم
هشليكو اتو ال هبور هزه اشرميه
برويد ال تشلحو بو لمعن هصل
اتو ميدم لهشيبو الابيو. وهي
كاشربا يوسف ال احيو وال
احيو ويفشيطو ات يوسف ات كتنتو
كتنت هفسيم اشر عليو. ويقحهو و
يشلكو اتو هبره وهبور رق
اين بو ميم. ويشبو لاكل لحم و
يشاو عينيهم ويرادو هنه ارحت
يشمعاليم باه مجلعد وجمليهم نشائم
نكات وصرى ولط هولكم لهوريد مصريمه
ويامر يهوده الاحيو مه بصع كي نهرج

قال قائل منهم
لا تقتلوا يوسف
والقوه فى غيٰبت
الجب يلتقطه
بعض السيارة
ان كنتم فٰعلين
قالوا يا بانا ما لك
لا تامنا على يوسف
وانا له لنٰصحون
ارسله معنا غداً
يرتع ويلعب
وانا له لحٰفظون
قال انى ليحزننى
ان تذهبوا به
واخاف ان ياكله
الذئب وانتم
عنه غٰفلون
قالوا لئن اكله
الذئب ونحن عصبة

ات احینو وکیسئوات ومولکو و
نمکونو لیشمعالیم ویدنوالی هتیبوا
حینو بش نوهوا ویشمعو احیو و
یعبرا ونشیه مدنیم سحنیم ویمشکوں
یعلوات یوسف من هبور ویمکروات
یوسف لاشمعالیم بعشریم کسف ویبی
ات یوسف بیور ویقرع ات بجدیو
اویشب الا محیو ویامر هلید اینینو
وانی انه انی با. ویقحوات کتنت یوسف
ویشحطو شعیر عزیم ویطبلوات هکتنت
بدم ویشلحوات کتنت هفسیم ویبیاوال
ابیهم ویامروزات مصانوا هکرنا
هکتنت بنک هوا اتلو ویکیره ویامر کتنت
بنی حیده رعه اکلتهو طرف طرف یوسف
ویقرع یعقوب شملتو ویشم شق بمتنیو
ویتابل عل بنو یمیم ربیم ویقمو کل
بینو وکل بنتیو لنحمو ویمان
لهتنحم ویامرکی ارد النبی ابل
شاله ویبک اتو ابیوا دهدیتیم

انا اذا لخٰسرون فلما
ذهبوا به واجمعوا ان
یجعلوه فی غیٰبت الجب
واوحینا الیه لتنبئنهم
بامرهم هذا وهم
لا یشعرون. وجاءو
اباهم عشاء یبکون
قالوا یا بانا انا ذهبنا
نستبق وترکنا
یوسف عند متاعنا
فاکله الذئب وما
انت بمؤمن لنا
ولو کنا صٰدقین
وجاءو علی قمیصه
بدم کذب قال بل
سوّلت لکم انفسکم
امرا فصبر جمیل
والله المستعان علی
ما تصفون وجاءت

منکور اتوال مصر
دفو طیفه سرسیں
فوعہ
شرمطبحیم

سیارۃ فارسلوا وارادھم نادلی
دلوہ قال یٰبشریٰ ھٰذا غلٰم
واسروہ بضاعۃً واللّٰہ علیم
بما یعملون. وشروہ بثمن بخس
دراھم معدودۃ و
کانوا فیہ من الزاھدین

ترجمہ

اوراس کے بھائی اپنے باپ کے گلہ کو شکم میں چرانے گئے اوراسرائیل نے یوسف سے کہا کیا تیرے بھائی شکم میں گلہ چرانے نہیں جاتے۔ ادہر آ میں تجھے اُن کے پاس بھیجوں اوراس نے جواب دیا میں حاضر ہوں اور اس نے کہا بیٹیا جا اوراپنے بھائیوں اور گلہ کی خیروعافیت کی خبر لا پس اس نے وادی حبران میں بھیجدیا اوروہ شکم پہنچا اوروہ بھٹک رہا تھا کہ اسے ایک آدمی ملا جس نے پوچھا تجھے کس کی تلاش ہے اوراس نے جواب دیا اپنے بھائیوں کو تلاش کرتا ہوں مہربانی کرکے بتا دیجئے

ترجمہ

البتہ یوسف اوراس کے بھائیوں میں پوچھنے والوں کے لئے نشانیاں تھیں جب کہنے لگے یوسف اوراس کے بھائی کو ہمارا باپ ہم سے زیادہ چاہتا ہے حالانکہ ہم جوان مضبوط ہیں بیشک ہمارا باپ کھلی غلطی کررہا ہے یوسف کو مارڈالو یا کسی جگہ پھینک آؤ۔ تو تمہارے باپ کا رخ تمہارے ہی

وہ کہاں چراتے ہیں۔ اُس نے کہا وہ یہاں سے
چلے گئے کیونکہ میں نے انھیں یہ کہتے سُنا
کہ "آؤ! دتن چلیں" اور یوسف اپنے بھائیوں
کی تلاش میں دتن پہونچا اور جب انھوں نے
اسے دور سے دیکھا قبل اس کے کہ وہ پاس آئے
اُنھوں نے اُس کے قتل کا مشورہ کیا اور ہر
ایک کہنے لگا وہ دیکھو صاحب خواب آتا ہے اس
لئے آؤ اور اُسے قتل کر کے کسی غار میں پھینک
دو اور ہم کہیں گے کہ اُسے کوئی موذی جانور
کھا گیا۔ پھر ہم دیکھیں گے کہ اس کے خواب
کیا ہوتے اور روبن نے سُنکر اُسے ان کے
ہاتھوں سے بچایا اور کہنے لگا اس کو
قتل نہ کرو اور روبن کہنے لگا اس کا خون
نہ بہاؤ اور ویرانہ کے کسی غار میں ڈال دو
اس کا مطلب یہ تھا کہ غار سے نکال کر باپ
کے پاس پہونچا دے اور ایسا ہوا کہ جب
یوسف بھائیوں کے پاس آیا تو انھوں
نے اس کا وہ رنگین قمیص اُتار لیا اور
اسے اندھے کنوئیں میں ڈال دیا اور پھر

طرف رہے گا۔ اور
یوسف کے بعد پھر تم
لوگ اچھے رہو گے اُن
میں سے ایک کہنے لگا اگر
تم کو کچھ کرنا ہے تو
یوسف کو جان سے نہ
مارو اس کو اندھے
کنوئیں میں ڈال دو۔
کوئی راہ چلتا اس کو
نکال لے گا۔ کہنے لگے
بابا تو یوسف کے لئے ہم
پر بھروسہ کیوں نہیں کرتا
اور ہم تو اس کی
بھلائی چاہتے ہیں کل اس
کو ہمارے ساتھ کر دے
وہ کچھ کھائے پئے کھیلے
کودے گا اور ہم اس کے
نگہبان رہیں گے یعقوبؑ
نے کہا مجھے یہ غمناک کرتا ہے

بیٹھ کر روٹی کھانے لگے تو کیا دیکھتے
ہیں جلعید سے ایک اسمٰعیلی قافلہ اونٹوں
پر مصالحہ بلسان، مرسکی لئے ہوئے مصر
جا رہا ہے اور یہودا بھائیوں سے کہنے لگا
بھائی کو مار کر اس کا خون چھپانے سے
فائدہ۔ آؤ اسے اسمٰعیلیوں کے ہاتھ بیچ ڈالیں
کیونکہ وہ ہمارا ہی گوشت پوست ہے بس
بھائی راضی ہو گئے۔ تب ایک قافلہ مدین
کا وہاں گذر ہوا جنھوں نے یوسف کو
غار سے کھینچکر اسمعیلیوں کے ہاتھ بیس درم
کو بیچ ڈالا اور وہ اُسے مصر لے گئے اور
روبن غار دیکھنے گیا لیکن یوسف کو نہ پایا
تب اُس نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور
بھائیوں کے پاس آکر کہنے لگا "لڑکا
وہاں نہیں ہے اب میں کیا کروں گا"
اور انھوں نے یوسف کا قمیص لیا اور
ایک بکری کے بچہ کو ذبح کر کے اُس کا
خون چھڑک دیا اور انھوں نے وہ رنگین
قمیص بھیجا اور باپ کے پاس لائے اور

کہ اس کو لے جاؤ اور مجھ کو
ڈر ہے کہ کہیں تم غافل ہو جاؤ
اور اُسے بھیڑیا کھا جائے
کہنے لگے اگر ہم اتنے جوانوں
کے ہوتے ہوئے یوسف
کو بھیڑیا کھا جائے تو ہم پھر
کس کام کے۔ خیر جب وہ
یوسف کو لے گئے اور سب
نے یہ ٹھہرا لیا کہ اس کو اندھے
کنوئیں میں ڈال دیں اور
ہم نے یوسف کو وحی بھیجی تو
ضرور ان کو اس کام پر
جتلائے گا اور وہ
بے خبر ہوں گے اور رات کو
وہ روتے ہوئے باپ کے
پاس آئے اور کہنے لگے بابا!
ہم شرط باندھ کر دوڑنے لگے
اور یوسف کو ہم نے اپنے
سامان کے پاس چھوڑا اتنے

کہنے لگے ہمیں یہ کرتا ملا ہے معلوم نہیں تیرے
بیٹے کا ہے یا کس کا اور اس نے پہچان کر
کہا یہ میرے بیٹے کا ہے اسے کوئی موذی
جانور کھا گیا یوسف پارہ پارہ ہو گیا
اور یعقوب نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے
اور کمر پر ٹاٹ باندھا اور اپنے بیٹے کے
لئے بہت دن رویا اور اس کے بیٹے
اور بیٹیاں اسے تسکین دینے اٹھے مگر
اسے تسلی نہ ہوئی اور وہ کہنے لگا میں بیٹے
کے غم میں قبر میں جاؤں گا۔ اس طور سے
اس کے باپ نے ماتم کیا اور قافلہ
مدین نے یوسف کو مصر میں فوطیفر
کے ہاتھ بیچا جو فرعون کی فوج
کا کپتان یا خواجہ سرا تھا۔

(توریت)

میں بھیڑیا اس کو کھا گیا اور
ہم سچے بھی ہوں تو تجھ کو
ہماری بات کا یقین کیوں
آنے لگا اور یوسف کی قمیص
پر جھوٹ موٹ کا خون بھی
لگا لائے یعقوب نے کہا بلکہ
تمہارے نفسوں نے ایک بات
بنالی ہے۔ خیر صبر بہتر ہے اور
تم جو باتیں بناتے ہو ان پر
اللہ ہی کی مدد چاہتا ہوں اور
ایک قافلہ آیا انھوں نے اپنا
پانی بھرنے والا بھیجا جو نہی اس
نے ڈول ڈالا کہنے لگا واہ واہ
یہ تو لڑکا نکلا اور انھوں نے
دولت سمجھ کر اسے چھپا لیا اور
جانتا ہے جو وہ کرتے تھے اور اسے بہت کم قیمت درہم کے عوض
بیچ ڈالا اور وہ تو یوسف کے باب میں بیزار تھے۔ (قرآن)

توریت میں حضرت یعقوبؑ خود اپنے لاڈلے بیٹے کو بھائیوں کی خیر و عافیت
اور گلہ کی حالت دریافت کرنے کو جنگل میں بھیجتے ہیں۔ آپ بھٹکتے ہوئے

بھائیوں کے پاس پہونچتے ہیں وہ دور سے دیکھتے ہی قتل کا مشورہ کرتے ہیں اور آخر میں کنوئیں میں ڈال دیتے ہیں۔ اب یہاں سے قصہ میں اختلاف بیانی شروع ہوگئی۔ یہودا یوسف کو اسمعیلی قافلہ کے ہاتھ بیچنا چاہتا ہے جس پر سب رضامند ہوتے ہیں۔ پھر بیان ہوتا ہے کہ دوسرا قافلہ مدین یوسف کو کنوئیں سے نکالتا ہے اور اسمعیلیوں کے ہاتھ بیچتا ہے جو اسے مصر لے جاتے ہیں لیکن آخر میں پھر یہ بیان ہوتا ہے کہ قافلۂ مدین یوسف کو مصر لے جاکر فرعون کے ایک افسر کے ہاتھ بیچتا ہے۔ اسی کتاب کے باب ۴۴ میں لکھا ہے کہ یوسف جب بھائیوں سے مصر میں ملے تو کہنے لگے تم نے مجھے بیچا تھا غرضیکہ عجب غلط بیانی اور انتشار مضمون میں ہے، جس سے قصہ بے مزہ ہوجاتا ہے۔ پھر روبن جو یوسف کو کنوئیں سے نکال کر باپ کے پاس لے جانا چاہتا ہے۔ خالی کنواں دیکھ کر بھائیوں سے کہتا ہے اب میں کیا کروں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس معاملہ میں ملزم نہ تھا۔ غرضیکہ کچھ ایسا اُکھڑا ہوا مضمون ہے جس پر غور کرکے زمانۂ حال کے علماء یورپ یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ "قصۂ یوسف دو مختلف ماخذوں جے اور ای (اس کی تفصیل ہم عہد عتیق میں بیان کرچکے ہیں) سے مرتب ہوا ہے اس لئے یہ اختلاف بیانی ہے[1]

اب اس کے بعد بھائی یوسف کی قمیص کو خون آلود کرکے باپ کو

---

[1] دیکھو ڈاکٹر ڈرائیور کا دیباچہ بائبل صفحہ ۱۷ و ۱۸

دِکھاتے ہیں یعقوب قمیص پہچان کر کہتے ہیں کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا پھر ماتمی لباس پہن کر گریہ وزاری کرتے ہیں بیٹے بیٹیاں سمجھاتی ہیں مگر آپ جزع وفزع نہیں چھوڑتے۔

اَب قرآن مجید کا اسلوب بیان دیکھو۔ بھائیوں کے حسد کو کِس عنوان سے شروع کیا۔ لقد کان فی یوسف ...... الآیہ۔ آنحضرتؐ کو خدا نے برگزیدہ نبی بنایا اور وحی نازل کی۔ یہود حسد سے جَل گئے کہ بنی اسمٰعیل میں نبی کیوں ہو۔ قریش اپنے بھائی محمد سے جل گئے کہ ہم میں سے خاص اس کو کیوں چُن لیا۔ ان جذبات کو مقدمہ کے طور پر پیش کر کے سامعین کے ذہن کو یوسف کے بھائیوں کے حسد کی طرف منتقل کیا پھر بھائیوں کی پوشیدہ کمیٹی جس میں گلہ بالوں کے فطرتی جذبات کا اظہار ہے پھر کِس خوبصورتی سے باپ سے یوسف کے ساتھ لے جانے کو کہنا۔ باپ کا فرطِ محبّت اور یوسف کی جُدائی کے تصوّر سے اپنی کمزوری کا اظہار کردینا بھائیوں کا معقول جواب دینا اور اس طور سے لے جاکر کنوئیں میں ڈال دینا پھر اندھیری رات میں اور طرّہ یہ کہ روتے ہوئے توجیہ کے ساتھ یوسف کو بھیڑیا کھا جانے کا جھوٹا قصّہ کہنا اور خون آلود قمیص دِکھا دینا مگر باپ کا فوراً ان کا فریب سمجھ جانا اور صبر کر کے خدا کی اعانت چاہنا۔ ان امور میں واقعہ کی تصویر اس خوبصورتی سے کھینچی ہے کہ قصّہ کا لُطف دوبالا ہو گیا اور نیچرل جذبات کا فوٹو کھنچ گیا پھر اخلاقی پہلو کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا یوسفؑ کو کنوئیں میں بحالت بےکسی خدائے کریم کا تسکین دینا یعقوبؑ

کا ذرا الم میں وصبیر جمیل اور واللہ المستعان کہنا کس قدر اعلیٰ اور ارفع مضمون ہے۔

اب یہاں سے توریت میں یوسف کا ذکر ملتوی کر کے ایک پورے باب میں آپ کے بڑے بھائی یہودا کا قصہ بیان کیا ہے۔ جس میں اپنی بیوہ بہو کے ساتھ یہودا کا زنا کرنا اور حرامی اولاد کا پیدا ہونا مذکور ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ یہ مقدس توریت ہے یا ہنود کے پوران اور یونانیوں اور رومیوں کے دیومالاؤں کی حرامکاریوں کی داستان ہے۔

ہم نہیں چاہتے کہ ہماری کتاب ایسے مضمون سے آلودہ ہو لیکن نوٹلڈ کیے "موازنہ چاہتا ہے۔ ہم مجبور ہیں اصل عبرانی مع ترجمہ ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

ولقح یہودہ اشہ لعر بکورو و اشمہ تمر ویہی عر بکور یہودہ رعہ لعینتہ یہوہ ویمیتہو یہوہ دیامر یہودہ لاونن با الاشت احیک وییبم اتہ وہقم زرع لاحیک ویدع اونن کی لالو یہیہ مزرع وہیہ ام با الاشت احیو وشحت ارضہ لبلیتی نتن زرع لاحیو۔ ویرع بعینہ یہودا شر عشہ ویمت جم اتو۔ ویامر یہودہ لتمار کلتو بشی المنہ بیت ابیک عد یجدل شلہ بنی کی امر فن یموت جم ہوا کا حبوو تلک نمر ونشب بیت ابیہ۔ ویربو ہیمیم وتمت بت شوع اشت ہیودہ وینحم یہودہ ویعل عل

جززی صانوهوا وحیره رعهوهعد یمی تمنته
ومجبد تمه لامرهنه خمیك عسه ننته لجزصانو.
وتسر بجدی المسوته معلیه وتکس بصعیف وتتعلف
وتشب بفحت غیمم اشرعل درلت تمتنه کی را ته
جدل وشیله وهوا لا نتنه لولا شه. ویرالایهوده و
یحشبه نوونه کی کسته فینه. ویطا لیه ال هدرك ویا
مرهید نا ابوا الیك کی لا یدع کی کلتوهروتامرعه تتن لی کی بتوا
الی. ویامرانکی اشلح جدی عزیم من هصان وتامرامتتن
عربون عد شلحت. ویامرمه هعربون اشراتن لك حتمك
دفتیك ومطك اسربیدك ویتن له ویبا الیه وتهرلو
وتقم وتلك وتسر صیفه معلیه وتلبش بجدی المنوته
ویشلح یهوده ات جدی هغریم بیدرعهوهعد لمی
لقحت هعربون مید هاشه ولا مصاه ویشال ات انشی
مقمه لامرهه هقدشه هوا لعنیم عل هدرك
ریامرو لا هیته هزه قدشه ویشب الیهوده ویا
مرلا مصاهته وجم انشی همقوم امردلا هیته هولا
قدشه. ویامریهوده تقح له فن هنهیه لبوزهنه
شلحتی هجدی هزه وانته لا مصانه ویهی کمشلش
حدشم ویجد الیهوده لامرزنته تمرکلتك وجم هنه

هرلا لزنونيم ويامريهوده هوصى اوه وتشرف هوامومات
وهيا شلحه ال حميه لامر لايش اشر اله لواتكى هره وتامر
هكرنا لمى هحتمت وهفيتلم وهمطهاله- ويكريهوده و
يامرصدقه ممنى كى عل كن لا نتته نشله بنى ولا يسف
عود لدعته- ويهى بعت لاته وهنه تا دميم بطنه- وهى
بلدته ويتن يد وتقح همبلدت وتقشو عل يد وشنى
لامرزه يصا اشنه- ويهى كى مشيب يده وهنه يصا ا
حيو وتامرمه فرصت عليك فرص ويقرا شمو فرض و
احر يصا احيو اشر عل يده هشنى ويقرا شمو زرح)

ترجمہ

اور یہودا نے اپنے بڑے بیٹے عیر کی شادی تمر کے ساتھ کی اور یہودا کا یہ بڑا بیٹا عیر یہوواہ کی آنکھوں میں برا نظر آیا پس یہوواہ نے اس کو مار ڈالا تب یہودا نے اونن سے کہا اب تو اپنی بھاوج سے شادی کر اور اپنے بھائی کے لئے اولاد پیدا کر اور اونن جانتا تھا کہ لڑکا اس کا نہ کہلائیگا[1] اس لئے جب اس نے اپنی بھاوج سے مقاربت کی تو زمین پر منی گرا دی

---

[1] دیکھو توریت مثنی ۲۵ بیوہ بھاوج سے شادی کرنے کا حکم تھا تاکہ پہلا لڑکا جو ہو وہ متوفی بھائی کے نام کا کہلائے اور اس طور سے اس کا نام زندہ رہے ۱۲

تاکہ اس کے بھائی کے لئے لڑکا نہ پیدا ہو اور یہ بات خداوند یہوواہ کو ناگوار گذری اور اس نے اس کو بھی مار ڈالا تب یہوداہ نے اپنی بہو تمر سے کہا تو اپنے خسر کے گھر میں بیوہ کی حیثیت سے رہ جہاں تک کہ میرا بیٹا شلہ جوان ہو جائے کیونکہ اس نے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ بھی اپنے بھائیوں کی طرح قضا کر جائے۔ اور تمر اپنے خسر کے گھر میں رہنے لگی۔ اور چند روز میں یہوداہ کی بیوی بنت شوع مر گئی اور یہوداہ کو آرام ملا اور وہ مع اپنے دوست حیرہ عدلمی کے اپنی بھیڑوں کے بال کترنے والوں کے پاس گیا بمقام تمنہ اور تمر کو خبر ملی کہ خسر بھیڑوں کے بال کترنے تمنہ جاتا ہے۔ تب اس نے اپنی بیوگی کا لباس اتارا اور مقنعہ اوڑھ کر عینیم کے پھاٹک پر جو تمنہ کے راستہ میں ہے بیٹھ گئی کیونکہ اس نے دیکھا کہ شلہ جوان ہو گیا مگر اب تک وہ اس کے حوالہ نہیں ہوئی۔ یہوداہ نے جب اسے دیکھا تو سمجھا کہ کوئی رنڈی ہے کیونکہ وہ چہرہ چھپائے ہوئے تھی اور وہ راستہ سے کٹ کر کہنے لگا کیا میں تیرے پاس رہ سکتا ہوں کیونکہ اسے معلوم نہ تھا کہ یہ اسی کی بہو ہے۔ وہ بولی کیا دو گے وہ کہنے لگا کہ سے میں تجھے ایک بکری کا بچہ دوں گا تب وہ کہنے لگی پہلے ضمانت داخل کیجئے۔ اس نے کہا کیا ضمانت دوں۔ وہ بولی اپنی انگوٹھی اپنے کپڑے اور اپنا عصا یہوداہ یہ سب دے کر صحبت کرنے گیا اور اس کے حمل رہ گیا اور وہ اٹھی اور جا کر مقنعہ اتار ڈالا۔ پھر بیوگی کا لباس پہن لیا اور یہوداہ نے اپنے عدلمی دوست کے ہاتھ بکری کا بچہ بھیجا کہ چیزیں چھڑا لائے لیکن عورت کا پتہ نہ تھا تب اس نے وہاں کے لوگوں سے

پوچھا کہ وہ قحبہ کیا ہوئی جو عینیم میں سر راہ بیٹھی تھی اور وہ کہنے لگے یہاں قحبہ کہاں۔ اور واپس آکر اُس نے یہودا سے کہا کہ قحبہ وہاں نہیں ہے اور لوگوں کو بھی نہیں معلوم ہے اور یہودا کہنے لگا وہ لے گئی کہیں بدنامی نہ ہو جاتے میں نے بکری کا بچّہ بھیجا مگر تو نے اُسے نہ پایا۔ اور جب تین مہینے گزرے تو یہودا کو اطلاع دی گئی کہ تیری بہو تمر نے فحش اختیار کیا اور دیکھ وہ حرام کا پیٹ لائی ہے۔ یہودا بولا پکڑ لاؤ میں اسے آگ میں جلا دوں گا جب وہ لائی گئی تو اس نے اپنے خسر سے یہ کہلا یا کہ جس شخص کی یہ چیزیں ہیں اُسی کا پیٹ بھی ہے ذرا پہچانئے یہ انگوٹھی یہ کڑے یہ عصا کس کے ہیں اور یہودا پہچان کر کہنے لگا یہ تو مجھ سے زیادہ پارسا نکلی کیوں نہ میں نے اپنے بیٹے سیلہ کے ساتھ اس کی شادی کی۔ اس کے بعد یہودا نے پھر اس سے صحبت نہ کی اور جب وردزہ شروع ہوا تو پیٹ میں توام بچے پائے گئے اور درد کی حالت میں ایک بچّہ نے اپنا ہاتھ نکال دیا قابلہ نے فوراً اس کے ہاتھ میں سُرخ تاگا باندھ دیا اور کہا یہ پہلے نکلا ہے اور ایسا اتفاق ہوا کہ بچّہ نے اپنا ہاتھ اندر کھینچ لیا اور دوسرا بھائی پیدا ہو گیا تب وہ کہنے لگے تو کیوں نکل پڑا اس توڑ کر نکلنے پر تیرا نام فرض ہے اور پھر اس کا بھائی جس کے ہاتھ میں سُرخ تاگا بندھا تھا پیدا ہوا اور اس کا نام زرخ رکھا گیا۔

اخلاقی لحاظ سے قطع نظر کر کے اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ داستان قصۂ یوسف میں بے جوڑ نظر آتی ہے تمر کا پھر کہیں ذکر نہیں اور توام

فرص اور زرح سے کچھ کام نہیں لیا گیا۔ یہاں یہ بھی سن لو کہ وہ برگزیدہ خداوند یہوواہ جس پر زبور نازل ہوئی اور جس کی نسل سے مسیح موعود پیدا ہونے کے یہود منتظر ہیں یعنی حضرت داؤد اسی فرص کی اولاد سے ہیں۔ (دیکھو اوّل تاریخ الایام ۲/۴-۱۵) اسی طرح روح اللہ وکلمۃ اللہ جس پر انجیل نازل ہوئی جس کو نصاریٰ ابن اللہ اور ثالث ثلثہ کہتے ہیں۔ داؤد کے سلسلہ سے اسی فرص کی نسل سے ہیں (دیکھو انجیل متی ۱/۳-۱۶) یہود اور نصاریٰ نے اس امر پر غور نہیں کیا اور کیوں کریں جب عہدِ عتیق کی کتابوں میں کہیں حضرت لوط اپنی بیٹیوں سے زنا کرتے ہیں[1] کہیں حضرت ہارون سونے کا بچھڑا بنا کر پجواتے ہیں[2]۔ کہیں حضرت موسیٰ پیتل کا سانپ بناتے ہیں[3] کہیں حضرت داؤد زوجہ اوریا سے زنا کرتے ہیں[4]، کہیں حضرت سلیمان اپنی بیبیوں کی خاطر بت پرستی کرتے ہیں[5] غرضیکہ کوئی ناپاک الزام نہیں جو باقی رہ گیا ہو پھر ایسی حالت میں اگر خاندان پہ دھبہ آیا تو کیا مضائقہ ہے لیکن یہ یاد رہے کہ زمانۂ حال کے محققین یورپ کی اب آنکھیں کھلی ہیں اور انھوں نے آخر اقرار کر لیا کہ کتب عہدِ عتیق مختلف اور متضاد ماخذوں سے مرتب ہوئی ہیں اور ان کی صحت مشکوک ہے۔ جیسا کہ ہم عہدِ عتیق میں اوپر ثابت کر چکے ہیں کیوں نہیں قرآن مجید

---

[1] کتاب پیدائش ۱۹/۲۰-۳۸ [2] خروج باب ۳۲ [3] عدد ۲۱/۷-۹
[4] دوم سموئیل ۱۱/۲-۱۳ [5] اوّل ملوک ۱۱/۳-۸

تیرہ سو برس پہلے اعلان کر چکا ہے فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ (سورہ بقرہ)

اب توریت نے قصۂ یوسف پھر چھیڑا قرآن مجید نے بیہودہ کی بیہودہ داستان کو چھوڑ کر قصہ یوسف کا تسلسل قائم رکھا تھا۔

توریت	قرآن مجید
ویوسف هورد مصریمه	مصر لامراته اکرمی مثواه
یقنهو فوطیفر سریس فرعه	عسی ان ینفعنا او نتخذه
عطبحیم ایش مصری	ولدا۔ وکذلک مکنا لیوسف
مید ها شمعالیم اشر هورد	فی الارض ولنعلمه من تاویل
هوشمه ویهی یهوه ات یوسف	الاحادیث والله غالب علی امره
ویهی ایش مصلح ویهی ببیت	ولکن اکثر الناس لا یعلمون
ادنیو همصری ویرا ینو کی	ولما بلغ اشده اتینه حکما
یهوه اتو وکل اشر هو اعشه	وعلما وکذلک نجزی المحسنین
یهوه مصلح بیدو۔ ویمصا یوسف	وراودته التی هو فی بیتها
حن بعینه ویشرت اتو ویفقدهو	عن نفسه وغلقت الابواب
عل بیتو وکل اش لو نتن	وقال الذی اشتراه من

صحف سماوی

سید و ویهی یوسف یطه
تا رویفه مرا کا ویهی احرهد
بریمها له ویشا اشت ادینو
ات عینه الیوسف وتامر شکته
عمی ویبان ویامرا الاشت
ادینو هن اونی لا یدع انی مه
ببیت وکل اشریش لونتن
بیدی اینتوجد ول ببیت
هذه ممنی ولاخشك ممنی
ماومه کی ام اوتك باشرات
اشترو ایك اعشه هرعه
هجد له هزات وحطاتی لا
لهیم ویهی که براليوسف یوم
یوم ولا شمع الیه سلب اصله
لهیوت عمه ویهی کهیوم
هذه ویبا یوسف هبیلته
یعشوت ملاکتو واین ایش
ها نشی هبیت شم ببیت
وتتفشهو بیجده ولامرشکیه

وقالت هيت لك قال معاذ
الله انه ربي احسن مثواى
انه لا يفلح الظلمون ولقد
همت به وهم بها لولا ان
رابرهان ربه كذلك لنصرف
عنه السرع والفحشاء انه من
عبادنا المخلصين. واستبقا
الباب وقدت قميصه من دبر و
الفيا سيدها لدا الباب قالت
ما جزاء من اراد باهلك سوء
الا ان يسجن او عذاب اليم
قال هي راودتني عن نفسي
وشهد شاهد من اهلها
ان كان قميصه قد من قبل
فصدقت وهو من الكذبين
وان كان قميصه قد من دبر
فكذبت وهو من الصدقين
فلما را قميصه قد من دبر
قال انه من كيدكن ان كيدكن

عمی ویغرب بجد وبیده
وینس ویصا محومه ویهی
کراوته کی غرب بجد وبیده وینی
محوصه وتقرا الانشی بیته
وتامرلهم لاموراً وهبیا
لنوایش عبری لصحق بنو
یاالی بشکب عمی واقرا بقول
جدول. ویهی کشمعو کی
هری متی قولی وا قترا و
یغرب بجد واصلی وینی
ویصا محوصه وتنخ بجمد
واصله عدبوا ادینو البیتو
وتدبر الیوکدمریه هاله
لامربا الی هعید هجری
اشرفیات لنولصحق بخ
ویهی کهویمی تولی واقراو
ویغرب بجد واصلی وینس
محوصه ویهی کشمع اونوا
تدبری اشتوا شرد برة

عظیم. یوسف اعرض عن
هذا واستغفری لذنبک انک
کنت من الخاطئین وقال
نسوة فی المدینة امرأت
العزیز تراود فتٰها عن نفسه
قد شغفها حبا انا لنراها فی ضلل
مبین. فلما سمعت بمکرهن
ارسلت الیهن واعتدت لهن
متکاء واتت کل واحدة منهن
سکینا وقالت اخرج علیهن فلما
رأینه اکبرنه وقطعن ایدیهن
وقلن حاشا لله ما هذا بشرا
ان هذا الا ملک کریم قالت
فذلکن الذی لمتننی فیه
ولقد راودته عن نفسه
فاستعصم ولئن لم یفعل
ما امره لیسجنن ولیکونا
من الصٰغرین قال رب
السجن احب الی مما یدعوننی

علیولا مرکد بریمھالہ
عشالی عبدك ویحرافو
ولقحم ادنی یوسف التوونینهو
البیت ھسهومقوم اشرا
سیری ھملك اسوریم ویلی
شمبیت ھسھم ویلی یهوة
ات یوسف ولیط علیو حسد
ویتن حنو بعینی شر بیت ھسھا

الیه والا تصرف عنی
کیدھن اصب الیھن
واکن من الجاھلین
فاستجاب له ربه فصرف
عنه کیدھن انه ھو السمیع
العلیم. ثم بدا لھم من
بعد ما راوا الایٰت لیسجننه
حتی حین

ترجمہ

اور یوسف کو مصر میں لائے اور
فوطیفر نے جو فرعون کی گارڈ کا ایک
مصری افسر تھا اسمٰعیلیوں کے ہاتھ
سے اس کو خرید لیا اور خدا یوسف کے
ساتھ تھا وہ صالح تھا اور وہ اپنے
مصری مالک کے گھر رہنے لگا اور
اس کے مالک نے دیکھا کہ خدا
اس کے ساتھ ہے۔ اور وہ
جو کچھ کرتا ہے خدا اس کے

ترجمہ

اور جس نے مصریوں میں اس کو
خریدا اُس نے اپنی جورو سے کہا
اس کو اچھی طرح رکھ شاید یہ ہمارے
کام آئے اور ہم اس کو اپنا بیٹا
بنا لیں اور اسی طرح ہم نے یوسف
کو مصر کے ملک میں جمایا اور تا کہ
اُسے تعبیر خواب سکھائیں اور
اللہ زبردست ہے جو کام چاہتا ہے
پورا کرتا ہے مگر اکثر لوگ

ہاتھ سے برکت دیتا ہے اور یوسف
اس کی نگاہوں میں عزیز ہو گیا اُس
نے خدمت کی اور اُس نے اس کو
اپنے گھر کا داروغہ بنا دیا اور اپنی
ہر چیز سُپرد کر دی اور یوسف
خوشرو اور حسین تھا اور ایسا ہوا کہ
اُس کے مالک کی عورت اُسے
گھورنے لگی اور کہنے لگی لے آجا
لیکن اُس نے انکار کیا اور عورت
سے کہنے لگا میرا مالک نہیں جانتا کہ
گھر میں کیا ہوتا ہے اور اُس نے
میرے سُپرد سب کچھ کر دیا اس
گھر میں مجھ سے بڑا اور کوئی نہیں
اس نے مجھ سے کوئی چیز دریغ
نہیں کی۔ بجز تیرے کہ تو اُس
کی بیوی ہے پھر میں کیونکر حرام
کروں اور خدا کا گنہگار ٹھہروں
اور ایسا ہوا کہ روز بروز وہ
اصرار کرتی تھی مگر یوسف

نہیں جانتے اور جب یوسف جوان
ہوا تو ہم نے اس کو حکومت دی
اور علم دیا اور ہم نیکوں کو ایسا ہی
بدلہ دیا کرتے ہیں اور جس عورت
کے گھر میں وہ رہتا تھا اُس نے
اپنی خواہش اس سے بجھانا چاہی اور
دروازے بند کر دیئے اور کہنے
لگی آجا۔ یوسف نے کہا خدا کی پناہ
بے شک میرے آقا نے مجھے اچھی
طرح عزت سے رکھا بے شک
نمک حرام نیپ نہیں سکتے اور
تحقیق عورت نے یوسف کا
قصد کیا اور اگر وہ اپنے رب
کی نشانی نہ دیکھتا تو اس نے
بھی قصد کیا ہوتا۔ تا کہ اسی طرح
اس کو بُرائی اور بدکاری سے
ہم دور رکھیں بے شک وہ
ہمارے چُنے ہوئے بندوں
میں سے تھا اور دونوں روانے

نہ اُس کے پاس آیا نہ
ساتھ رہا اور ایسا ہوا کہ یوسف
ایک دِن ایک کام کو گھر میں
گیا اُس وقت گھر میں کوئی
آدمی نہ تھا۔ عورت نے
دامن پکڑ لیا اور ایسا ہوا کہ
جب عورت نے دیکھا کہ دامن تو
ہاتھ میں ہے اور وہ ہاتھ سے
نِکل گیا تو اُس نے غُل مچایا اور
گھر کے آدمیوں سے کہنے
لگی۔ وہ ایک عبری شخص کو میری
تفضیح کے لئے لایا وہ مجھے
خراب کرنا چاہتا تھا مگر
میں زور سے چلاّئی اور جب
اس نے دیکھا کہ میری آواز
بلند ہوئی تو وہ اپنا کپڑا
چھوڑ کر نِکل بھاگا اور اس نے
کپڑا رکھ چھوڑا یہاں تک کہ
اُس کا شوہر گھر میں

کی طرف دوڑے اور عورت
نے اُس کا کرتا پیچھے سے
پھاڑ لیا اور دونوں نے
دروازے پر شوہر کو پایا تب وہ
کہنے لگی جو کوئی تیری بی بی کے
ساتھ بُرا کام کرنا چاہے اس کی
یہی سزا ہے کہ قید ہو یا اُس کو
تکلیف دہ مار ماری جائے۔ یوسف
نے کہا اسی نے خود مجھ سے
لگاوٹ کی اور عورت کے
لوگوں میں سے ایک نے گواہی دی
کہ اگر یوسف کا کرتا سامنے سے
پھٹا ہے تو عورت جھوٹی اور یوسف
سچا ہے پس جب دیکھا کہ کُرتا پیچھے
سے پھٹا ہے تو شوہر کہنے لگا یہ تمہارا
ہی چلتر ہے بیشک عورتوں کا چلتر
غضب کا ہوتا ہے۔ اے یوسف
تو اس کا کچھ خیال نہ کر اور
اے عورت تو اپنا

آیا اور وہ کہنے لگی۔ وہ
عبری نوکر جو تو نے
رکھا ہے مجھے بے آبرو
کرنے آیا اور جب میں
چلائی تو وہ اپنا کپڑا
چھوڑ کر نکل بھاگا اور
ایسا ہوا کہ جب شوہر نے
بیوی کی یہ بات سُنی جو
نوکر نے کی تو اس کا
غصہ بھڑکا اور اُس
نے یوسف کو اس
قید خانہ میں جہاں شاہی
قیدی رہتے تھے
بھیج دیا اور خدا یوسف
کے ساتھ تھا اس لئے
داروغہ جیلخانہ اس پر
مہربان ہو گیا۔

گناہ بخشوا بے شک تو ہی خطا کار تھی اور شہر
میں عورتوں نے چرچا کیا کہ عزیز کی عورت
اپنے غلام سے خواہش بجھانا چاہتی ہے وہ اس
کے عشق میں دیوانی ہو گئی ہے ہم تو
سمجھتے ہیں کہ وہ صاف بہک گئی ہے بس
جب اُس نے عورتوں کے طعنے سُنے تو
اُس نے انھیں بُلا بھیجا اور (دعوت میں)
مسند بچھائی۔ اور ہر ایک کو ایک ایک چھری
دی پھر یوسف سے کہا ان کے سامنے نکل آ
عورتوں نے جب یوسف کو دیکھا تو وہ
مرعوب ہو گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے
اور بول اُٹھیں ماشاءاللہ یہ آدمی کا ہے کو
ہے یہ تو ایک نیک فرشتہ ہے۔ عورت بولی یہی
وہ ہے جس کے بارے میں تم طعنے دیتی ہو اور
سچ تو یہ ہے کہ میں نے ہی خواہش کی مگر اس
نے اپنے آپ کو بچایا اور اب اگر میرے کہے پر
چلا تو ضرور قید ہوگا اور ذلیل ہوگا۔ یوسف
نے کہا خداوندا جس کام کے لئے یہ مجھے
بُلاتی ہیں اُس سے تو قید میں جانا

مجھے گوارا ہے اور اگر ان کا چلتر مجھ سے نہ دور کرے گا تو کہیں میں ان کی طرف جھک نہ جاؤں اور نادانوں میں ہو جاؤں پس خدا نے اُس کی دعا سن لی اور اُن کا چلتر اُس سے روک دیا بے شک وہ سب کی سنتا جانتا ہے پھر انہی نشانیاں دیکھنے پر بھی ان کو یہی سوجھا کہ یوسف کو ایک مدت تک قید کر دیں۔

قصۂ یوسف میں عورت کا فریفتہ ہو کر آپ کو گناہ کی طرف مائل کرنے کی کوشش کرنا ایک نازک موقع ہے لیکن غنیمت ہے کہ توریت نے یہاں سنبھال لیا اور یوسفؑ صاف بچ کر نکل گئے ایسے سخت امتحان میں جبکہ عورت خود خواہش کرتی تھی اور روز بروز اصرار کرتی تھی حضرت یوسفؑ کا اپنے محسن کی نمک حرامی سے محسنِ حقیقی کی عدول حکمی کی طرف ذہن منتقل کرنا اور حرام سے بچنا نہایت عمدہ مضمون ہے لیکن اس کے بعد واقعات کچھ اس طور پر بیان ہوئے کہ قصّہ پھیکا ہو جاتا ہے۔ عورت ناکام رہ کر غل مچاتی ہے اور کپڑا دکھاتی ہے کہ یوسفؑ ایک غیر شخص کو میرے خراب کرنے کو لایا پھر شوہر کو وہی کپڑا دکھا کر یوسف کو ملزم ٹھہراتی ہے شوہر غصّہ میں آکر یوسف کو قید کر دیتا ہے۔ اب قرآن مجید میں دیکھو کہ اس نازک موقع پر توریت کے اُس عمدہ مضمون کو کیسا چمکایا ہے اور کس قدر بلند کر دیا ہے۔ تنہائی میں دروازہ بند کر کے عورت کا بے تابانہ اصرار مرد کو محض دلیل کی قوت سے بچا لے یہ بشریت کے تقاضے کے لحاظ سے

آسان نہیں ہے ایسے سخت امتحان اور نازک معاملہ میں جب تک فضلِ الٰہی شامل حال نہ ہو انسان کا بچنا مشکل ہے اس دقیق نکتہ کو جو فطرت انسانی کی سچی تصویر اور مذہب کی جان ہے اُس دلیل و برہان کے بعد کیا خوب اَدا کیا ہے کذلك لنصرف عنه السوء والفحشاء انه من عبادنا المخلصین اور اپنے بندۂ مخلص یوسف ؑ کی عصمت کا کیسا زبر دست ثبوت دیا[1]

اب اس کے بعد کا اسلوب بیان دیکھو شوہر علی اس وقت آجاتا ہے جب دروازہ سے یوسف بھاگتے ہوئے نکلتے ہیں اور پیچھے عورت ہے جو برجستہ بات بنانے کی غرض سے آپ کو ملزم ٹھہراتی ہے اور سزا کا تعین

---

[1] تفسیر کبیر اور کشاف میں اس موقع پر عصمت یوسف کی معرکۃ الآرا بحث کی ہے اور اُن اقوال کی تردید کی ہے جن سے حضرت یوسف کے قصد و ارادہ کا ثبوت ہوتا ہے (دیکھو تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶) محدث ابن حزم نے بھی اپنی کتاب الفصل فی الملل جلد ۴ صفحات ۱۴، ۱۵ میں ان اقوال کی تردید زور و شور سے کی ہے حقیقت میں وہ اقوال جن کو ابن جریر نے اپنی تفسیر جلد ۱۲ صفحات ۱۰۸-۱۰۹ میں درج کیا ہے اصل میں تالمود بابلی سدتشم صفحہ ۳۶ سے ماخوذ ہیں اور "اسرائیلیات" میں شامل ہیں۔ اور ہرگز احادیث نبوی نہیں ہیں اس کی تفصیل ہم عہد عتیق کے ضمن میں اُوپر لکھ چکے ہیں افسوس ہے کہ ان لغو اقوال کو متاخرین نے اپنی تفاسیر میں درجۂ قبول عطا کیا اور پھر شعراء مثلاً جامی نے یوسف زلیخا میں حاشیہ چڑھا کر عام طور سے مشہور کر دیا۔

بھی کر دیتی ہے مگر گھر کا ایک شخص گواہی دیتا ہے اور قمیص یوسف کے پیچھے سے پھٹے ہونے کی لطیف توجیہ سے عورت کو ملزم ٹھہراتا ہے۔ شوہر اس تریا چلتر سے سناٹے میں آتا ہے پھر بدنامی کے خیال سے یوسف سے اخفائے راز کی درخواست کرتا ہے اور عورت کو جسے حضرت یوسف کے قابل قدر استقلال نے ناجائز فعل سے بچا دیا تھا صرف اسی قدر تنبیہ کرتا ہے کہ اپنی خطا پر نادم ہو کر توبہ کر لے۔ پھر اس واقعہ کا مصر کی عورتوں میں چرچا ہونا اور عورتوں ہی میں اس قسم کا چرچا سب سے پہلے ہو جاتا ہے اور غلام کے ساتھ تعشق کو حقارت سے دیکھنا عورت کا یہ طعنہ سنکر زیچ وتاب کھانا اور ایک جلسۂ دعوت میں یوسف کا جلوہ دکھا کر انھیں از خود رفتہ کر کے قائل اور ہمدرد بنا لینا پھر حضرت یوسف کو قید وذلت کی دھمکی دینا۔ حضرت یوسفؑ کا پریشان ہو کر خدا سے یہ دعا کرنا کہ اس بلا میں مبتلا ہونے سے بلائے زنداں بہتر ہے دعا کا قبول ہونا اور آپ کا قید خانہ جانا۔ یہ تمام واقعات کچھ ایسے نیچرل طور پر دلکش طرز میں جذبات کی تصویر کھینچتے ہیں اور توریت کے اس پھیکے مضمون کو ایسا لطیف اور بامزہ بنا دیتے ہیں۔ کہ اس لذت کا ادراک صرف ذوق سلیم ہی کو ہو سکتا ہے۔ یہاں یہ نکتہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن میں زنان مصر کی دعوت کا قصۂ یہود کی کتاب "مدارش ملقوت" اور "مدارش الکبیر" باب ۴۶ کے مطابق ہے لیکن کتاب پیدائش کے جمع کرنے والوں نے اپنی بدمذاقی کا یہ ثبوت دیا ہے کہ یہودہ اور اس کی زناکاری کا قصّہ

فحش تو ایک پورے باب میں بیان کیا لیکن اس لطیف مضمون کو اُڑا دیا۔

توریت	قرآن
ویہی احر حد برسم ہالمہ حطا وشقہ	ودخل معه السجن فتیٰن
ملک مصریم وہافہ لادینہم لملک	قال احدهما انی ارانی
مصریم ویقصف فرعہ علی شنی سیری	اعصر خمرا وقال
سیو علی شرہشقہ وعل شرہا وقدم	الآخر انی ارانی
وتیں اتم بمشمر بیت شرہطبیم	احمل فوق راسی
البیت ہسہو مقوم اشر یوسف اسور شم	خبزاً تاکل الطیر منه
وایبا الیہم یوسف بیقر ویرا انم	نبئنا بتاویله انا نراک
وہنم زعفیم ویسال اتسر لیس	من المحسنین قال لا یاتیکما
فرعہ اشرا تو بمشمر بیث ادینو لا	طعام ترزقنه الا نبأتکما
مرمد وع قنیکم رعیم ہیوم ویا	بتاویله قبل ان یاتیکما
مروالیو حلوم حلمنو وفترا ین	ذالکما مما علمنی
تو ویامر الیہم یوسف ہلوا لالہیم	ربی انی ترکت ملة
فترنیم سفرونا لی و بیسفر	قوم لا یومنون بالله
شرہمشقیم ات حلمو لیوسف	وهم بالاخرة
ویامر لو بحلوی وہنہ جفن لفنی	هم کفرون واتبعت

وبحیفن شلشہ شرحیم وھوکفنا حت	ملتنا اباءی ابراھیم د
علتہ نصما ھیشیلوا شکلعینہ عنیم	اسحق ویعقوب ماکان
وکوس فرعہ بیدی واقحرات ھعنیم	لنا ان نشرك باللہ
واشحط انم الکوس فرعہ واتن ات	من شیٔ ذالك من
ھکوس عل کف فرعہ ویامرنو یوسف	فضل اللہ علینا
زہ فترنو ھشلشت ھشرحیم شلشت	وعلی الناس و لکن
یمیم ھم یعود شلشت یمیم یشا فرعہ	اکثر الناس لا
ات راشك وھشی بك عل کنك	یشکرون یصاحبی
ونتت کوس فرعہ بید وکمشفط اشن	السجن ارباب متفرقوں
اشرھیت مشقہ وکی امن کوتنی انك	خیر ام اللہ الواحد القہار
کاشر یطیب لك وعشیتنا عمدی	ما تعبدون من دونہ
حسد اوھزکرتنی الفرعہ وھوماکنی	الا اسماء سمیتموھا
من ھبیت ھزہ کی جنب خبیتنی ما رص	انتم وآبا ؤکم
ھعبریم وجمدنہ لا عشیتی	ما انزل اللہ بھا
مادمہ کی شموانی ببور ویرا شر	من سلطان ان الحکم
ھا نیم کی طرب فترو یامرا لیوسف	الا للہ امرا لا تعبدوا
اذا نی مجلومی وھنہ شلشہ شلی	الا ایاہ ذالك الدین
وھنہ شلشہ شلی حری مل را شی	القیم و لکن
وبسل ھعلیون مکل ماکل فرعہ	اکثر الناس لا یعلمون

معشه اقه وهعوف اکل اتم من هسل
معل راشی ویعن یوسف ویامر ۸
فتر نوشلشت هسلیم شلشت یمیم
هم یعودشلشت یمیم یشا فرعہ ات
راسک معلیک وتلہ او تک عل
عص واکل هعوف ات بشرک
معلیک ویهی بیوم هشلشی یوم هلدت
ات فرعہ ویعش متہ لکل عبدیو
یشا ات راس سرهمشقم وات راش
شرها فیم بتوک عبدیو ویشب ات
شرهمشقیم عل مشقه ویتن هکوس
عل کف فرعہ وات شرها فیم تله کاشر
فتر لهم یوسف لازکر شرهمشقیم
ات یوسف ویشکحهو۔

یصاحبی السجن
اما احدکما
فیسقی ربه خمرا
واما الاخر فیصلب
فتاکل الطیر من راسه
قضی الامر الذی
فیه تستفتیٰن
وقال للذی
ظن انه ناج منهما
اذکرنی عند ربک
فانسہ الشیطن
ذکر ربه فلبث فی
السجن
بضع سنین

ترجمہ

اور اس کے بعد ایسا ہوا کہ بادشاہ مصر کے
آبدار اور خانساماں نے شاہی جرم کیا
اور فرعون آبدار اور خانساماں پر غصہ ہوا اور

ترجمہ

اور یوسف کے ساتھ
قید خانہ میں دو جوان
اور آئے ایک نے کہا

اس نے انھیں اپنے گارڈ کے کپتان کے مکان میں
جہاں یوسف اسیر تھا قید کر دیا اور کپتان نے
قیدیوں کو یوسف کے سپرد کر دیا اور وہ ان کی
نگہداشت کرنے لگا اور ایک فصل تک وہ قید رہے
اور ایک رات کو دونوں نے خواب میں دیکھا یعنی
آبدار و خانساماں نے جو شاہ مصر کے
ملازم تھے اور قید کئے گئے تھے۔ اور
صبح کو یوسف ان کے پاس آیا اور انھیں
متفکر پایا اور اس نے فرعون کے ان
ملازموں سے جو قید تھے پوچھا تم آج
کیوں غمگین ہو۔ انھوں نے کہا ہم
ہم نے ایک خواب دیکھا ہے اور کوئی
تعبیر دینے والا نہیں ہے اور یوسف
نے کہا کیا تعبیر دینا خدا کے ہاتھ
نہیں ہے تم مجھ سے کہو تو سہی اور
آبدار یوسف سے یوں کہنے لگا۔ میں
نے خواب میں انگور کی بیل دیکھی۔
جس میں تین شاخیں تھیں اور ایسا
معلوم ہوتا تھا کہ وہ کھلا چاہتی ہیں۔

میں نے خواب میں دیکھا
جیسے شراب نچوڑتا ہوں
اور دوسرے نے کہا
میں دیکھتا ہوں جیسے
سر پر روٹیاں لادے
ہوں اور چڑیاں اس
میں سے کھا رہی ہیں
یوسف ان کی تعبیر بتا دے
ہم تجھے نیک آدمی پاتے
ہیں اس نے کہا قبل اس کے
تمہارا کھانا جو تمہیں ملتا ہے
تمہارے پاس آئے میں تمہیں
تعبیر بتا دوں گا۔ یہ وہ علم
ہے جو میرے رب نے
مجھے سکھایا میں نے ان
لوگوں کا طریق چھوڑ دیا جو
اللہ پر یقین نہیں رکھتے اور
آخرت کو بھی نہیں مانتے اور
میں اپنے باپ داداؤں کے

ہیں اور کلیاں نکلنے والی ہیں۔ اور
پختہ انگور پیدا ہو گئے اور فرعون کا
پیالہ میرے ہاتھ میں ہے میں نے
انگور لے کر فرعون کے پیالے میں
نچوڑے اور فرعون کے ہاتھ میں دیا
یوسف نے کہا اس کی تعبیر یہ ہے۔
تین شاخیں تین دن ہیں تین دن میں
فرعون تجھے سربلند کرے گا اور
تیری جگہ پر مقرر کرے گا اور تو فرعون کو
پیالہ دے گا۔ جس طرح تو پہلے آبداری
کرتا تھا لیکن جب تو اچھی حالت میں ہو
تو مجھے بھی یاد رکھنا اور براہ کرم مجھ پر
مہربانی کرنا۔ فرعون سے میرا ذکر کرنا اور
اس گھر سے مجھے نکال لینا کیونکہ مجھے
عبریوں کی زمین سے چرا لائے ہیں اور
یہاں بھی میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا
جس کے سبب سے وہ مجھے اس قیدخانہ میں
ڈال دیں جب خانساماں نے دیکھا کہ
تعبیر تو خوب دی تب اس نے

طریق پر چلتا ہوں ابراہیم اور
اسحٰق اور یعقوب کے ہمارا یہ
کام نہیں ہے کہ اللہ کے
ساتھ کسی چیز کو شریک کریں
یہ اللہ کا فضل ہے ہم پر اور
لوگوں پر لیکن اکثر آدمی شکر
نہیں کرتے اے میرے رفیق
زنداں جدا جدا دیوتا بہتر
ہیں یا وہ اکیلا خدا جو زبردست
ہے تم جو اس کے سوا جنھیں
پوجتے ہو وہ فقط نام ہیں
جو تم نے اور تمہارے باپ
دادا نے رکھ لئے ہیں اللہ نے
تو ان کے پوجنے کی کوئی سند
نہیں اتاری اللہ کے سوا
کسی کی طاقت نہیں ہے
اس نے تو یہ حکم دیا ہے کہ
سوا اس کے کسی اور کو نہ پوجو
یہی سیدھا راستہ ہے لیکن اکثر

یوسف سے کہا میں نے بھی خواب دیکھا
ہے میں نے دیکھا کہ میرے سر پر
سفید روٹی کے تین ٹوکرے ہیں اور
اُوپر والے میں فرعون کے واسطے سب
قسم کے کھانے جو باورچی نے پکا رکھے ہیں
اور چڑیاں میرے سر کے ٹوکرے سے نکال
نکال کر کھا رہی ہیں اور یوسف نے جواب
دیا اس کی تعبیر یہ ہے تین ٹوکرے تین دن
ہیں. تین دن میں فرعون تیرا سر تجھ سے جُدا
کر دے گا اور ایک درخت پر سولی
چڑھا دے گا اور چڑیاں تیرا گوشت
نوچ نوچ کر کھائیں گی اور ایسا ہوا کہ تیسرے
دِن جب فرعون کی سالگرہ تھی تو اس نے
سب مُلازمین کو دعوت دی اور آبدار
کو سربلند کیا اور خانساماں کا سر
کاٹ لیا. سب ملازمین کے سامنے اور اس
نے ساقی کو پہلی جگہ دی اور فرعون کو
پیالہ دینے لگا لیکن خانساماں کو سولی دی گئی
جس طور سے یوسف نے تعبیر دی تھی لیکن
لوگ نہیں جانتے اے میرے
رفیق زنداں تم میں سے ایک تو اپنے
صاحب کو شراب پلائے گا
اور دوسرا جو ہے اس کو
سولی دی جائے گی پھر
چڑیاں اس کے سر کو
نوچ کھائیں گی تم جس بات
کو پوچھتے تھے اس کا
فیصلہ ہو چکا اور جس کو
یوسف عؑ نے سمجھا کہ
چھوٹنے والا ہے اس
سے کہا اپنے صاحب سے
میرا بھی ذکر کرنا لیکن
شیطان نے اُس کو
بھُلا دیا کہ اپنے صاحب
سے اس کا ذِکر کرے
آخر کئی برس تک
یوسف قید خانہ میں
اور رہا۔

آبدار یوسف کو بھول گیا اور اس کو یاد نہ آیا۔

توریت میں حضرت یوسف صرف یہ کہہ کر کہ تعبیر خدا کے ہاتھ ہے فوراً ساقی کے خواب کی تعبیر شروع کر دیتے ہیں۔ پھر جن الفاظ میں اس سے سفارش چاہی ہے ان سے لجاجت اور گدایانہ ابرام ٹپکتا ہے۔ آپ کا ساقی سے یہ کہنا بڑی عنایت ہوگی۔ بادشاہ سے کہہ کر مجھے یہاں سے نکلوا لیجئے۔ مجھ غریب کو میرے وطن سے چرا کر لائے ہیں میں نے کچھ نہیں کیا بے خطا ہوں مجھ بے کس کو قید میں ڈال رکھا ہے" لیکن ساقی رہا ہو کر بھول جاتا ہے اور آپ چند سال اور قید رہتے ہیں۔

اب قرآن مجید کا اسلوب بیان دیکھو دونوں کا خواب سُن کر بجائے اس کے کہ حضرت یوسف فوراً تعبیر شروع کر دیں فرماتے ہیں ٹھہرو میں تمہارا کھانا آنے سے پہلے ہی تعبیر کہہ دوں گا مجھے تو یہ علم خدا نے سکھایا ہے اس طور سے انھیں مشتاق بنا کر عین موقع پر اپنے اصلی فرض کو یعنی خداپرستی کی تعلیم وتلقین اور شرک وبُت پرستی کی مذمت پرجوش اور موثر طریقہ سے ادا کرتے ہیں اس طور سے آپ کا اصلی جوہر کھُلتا ہے کہ آپ نہ معبر تھے نہ کاہن بلکہ نبی زادہ۔ رسول کریم اور ہادی برحق تھے۔ پھر تعبیر خواب کے بعد ساقی سے فقط یہ جملہ فرماتے ہیں اذکرنی عند ربك (یعنی اپنے صاحب سے میرا بھی ذکر کرنا، جس سے اظہار مدعا ہے مگر خودداری کے ساتھ بغیر گدایانہ ابرام ولجاجت کے یہ جملہ کس قدر بلیغ ہے پھر معاً ایک ایسا جملہ بیان ہوتا ہے جس سے خاصان خدا کے روحانی رمز یہ

روشنی پڑتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے فانساہ الشیطن ذکر ربّہ فلبث فی السجن بضع سنین۔ دیکھو توریت میں ساقی کا بھول جانا اور آپ کا عرصہ تک قید رہنا کس قدر فصل کے بعد آخر باب میں بیان ہوا ہے اور وہ بھی بطور نقل واقعہ کے لیکن یہاں کلام مجید میں ادھر حضرت یوسف نے ادائے فرض نبوت کے بعد بلحاظ اس کے کہ دُنیا عالم اسباب ہے اور تدبیر ممنوع نہیں ہے ساقی سے اظہار مدعا کیا اور اُدھر غیرت الٰہی جوش میں آئی کہ توکل محض اور دوام حضور کے مقام قرب سے جنبش کیسی اب ساقی کی فراموشی سے حصول مدعا میں تاخیر کا نتیجہ دیکھو سچ ہے۔

جن کے رتبے ہیں سوا اُن کو سوا مشکل ہے
حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّاٰتُ الْمُقَرَّبِیْنَ

توریت	قرآن
وبھی مقص شنیتم یمیم وفرعہ حلم و	وقال الملك انی اری
ھنہ عمد عل ھیار وھنہ من ھیار	سبع بقرات سمان
علت سبع فروت بعوت موا ہ دبری	یاکلھن سبع
ات بشر وترعینہ یا حووھنہ سبع	عجاف و سبع
فروت احروت علوت احری ھن	سنبلات خضر و
من ھیار دعوت مرا ہ د قوت	اخر یابست یا یھا

بشرو تعمه نه اصل هفه وت عل
شفت هیا روتا کلنه هفه وت دعوت
همرا ۷ ووفت هیش اتسبع هفه وت
یفت همرا ۷ رهبری ات یفص فرعه
ویتن ویحلم شنت وهنه سبع شلم
عده ت یفنه احدبریاوت وطبت وهنه
سبح شبنیم وقوت نشدرفت قدیم
صهحوت احری من وتیلعا نه هشلیم
هیریاوت وهسلاوت ولقیص فرعه و هته
حلوم وهنه وبقه ولقغم روحو وشیلح
ویقرات کل حوطی مصر یهروا تکل
هکمیه ویسفر فرعه لهم اتحلموا این
فوتوا وترا دتم لفرعه دید یرشر هشقیم
اتقرعه لا مر انحطای انی مزکیر
هیوم فرعه قصف عل عبد یو
وتین اتی بمشر بیت شه هطحیم
انی وا تشرها نیم ونحلمه حلوم بلیله
حدانی وهوا ایش کفترون حلمو
حلمو وشم اتنی نعر عبری عبد لشر هطبیم

الملا افتونی فی
رویای ان کنتم
للرءیا تعبرون
قالوا اضغاث
احلام وما نحن
بتاویل الاحلام
بعلمین وقال
الذی نجا منهما
وادکر بعد
امة انا انبئکم
بتاویله فارسلون
یوسف ایها
الصدیق افتنا فی
سبع بقرات سمان
یاکلهن سبع
عجاف وسبع
سنبلت خضر واخر
یبست لعلی ارجع الی الناس
لعلهم یعلمون قال تزرعون

صحت ساوی

ونسفر لو وبفتر لنوا تحلیتنوا اِنْ کحلمو
فترو بہی کا شر فتر لنوکن ھنہ آتی ھتیب
عل کنی واتو تلہ ویشلح فرعہ وبقرا اتو نف
ویرمہو من ھبور ویحلم وبحلف سطیتو
دیبا الفرعہ ویا مرفرعہ الیوسف حلوم
حلمتی وفترا این الفرۂ این شمعتی علیک
لامر نشمع حلوم لفترا تو ولعین یوسف
انفرعہ لا مربلعدی النیم بینہ اتشلوم
فرعہ ویدبر فرعہ الیوسف بحلمی و
یا مر یوسف آنفرعہ حلوم فرعہ احد
ھوا ات اشر ھا الحیم عشہ ھید لفرعہ
شبع فرت مطیبت شبع شنیم ھنہ و
شبع ھشبلیم ھطبت شبع شنیم ھنہ حلوم
احد ھو وشبع ھفروت ھرنوت وھرعت
ھعلت احریہن شبع شنیم ھنہ وشبع
ھشبلیم ھرفوت شدفوت ھفدیم و
ھیو شبع شنی رعب ھوا ھد برا مثرو
برتی الفرعہ اشرھا الھیم عشہ ھرا ہ
الفرعہ ھنہ شبع شبنم باوت شبع

سبع سنین دأبا فما حصدتم
فذروہ فی سنبلہ الا قلیلا
مما تاکلون ثم یاتی
من بعد ذالک سبع
شداد یاکلن ما قدمتم
لھن الا قلیلا مما تحصنون ثم
یاتی من بعد ذالک
عام فیہ یغاث الناس
وفیہ یعصرون وقال
الملک ائتونی بہ فلما
جاءہ الرسول قال
ارجع الی ربک فسئلہ
ما بال النسوۃ التی
قطعن ایدیھن ان
ربی بکیدھن علیم قال
ما خطبکن اذ راودتن
یوسف عن نفسہ قلن
حاش للہ ما علمنا علیہ
من سوء قالت امرات

حیدول بکل ارص مصریم ونهوشبع
شنی رعبه احریهن ونشکح کل هشبع بارص
مصریم وکله هوعب ات هارص ولا یودع
هشبع بارص مفنی هرعب هوا احری
کن کی کبد هوا ماد وعل هشنوت هحلوم
الفرعه فعمیم کی نکون هدبر معم هالهیم
وممهرها الهیم لعشتو وعته یرا فرعه ایش
بنون وحکم ویشیتهو عل ارص مصریم
ویعشه فرعه ویفقد نقدیم عل هارص
وعمش ات ارص مصریم بشبع شنی
هشبع ویقبصو الکل اکل هشنیم هطبوت
هبات هاله ویصبرو بر تحت ید فرعه
اکل بعریم وشمرو وهها کل نقدون
لارص بشبع شنی هرعب اشر تهین بارص
مصریم ولا تکوت بارص هرعب ویطب
هدبر بعینی فرعه وبعینی کل عبدیو
ویامر فرعه العبدیو همصا کره ایش اشر روح
الهیم بو ویامر فرعه الیوسف احری
هودیع الهیم اوتک الکل زات این نبون

العزیز الآن حصحص الحق
انا راودته عن نفسه و
انه لمن الصادقین ذلک
لیعلم انی لم اخنه بالغیب
وان الله لا یهدی
کید الخائنین وما ابرئ
نفسی ان النفس لامارة
بالسوء الا ما رحم ربی
ان ربی غفور رحیم
وقال الملک ائتونی
به استخلصه لنفسی فلما
کلمه قال انک الیوم لدینا
مکین امین قال اجعلنی
علی خزائن الارض انی
حفیظ علیم وکذلک مکنا
لیوسف فی الارض یتبوأ
منها حیث یشاء نصیب
برحمتنا من نشاء
ولا نضیع اجر

وحکم کموک اتہ تہلیز علی
سبینی وعل نیک یشق کل
عمی رق ھکسا اجدل ممک

المحنین ولا جس
الاخرۃ خیر للذین
امنوکانو یتقون۔

ترجمہ

اور ایسا ہوا کہ دو سال بعد فرعون نے یہ خواب
دیکھا کہ وہ دریا کے کنارے کھڑا ہے یکایک دریا
سے سات موٹی اور خوش شکل گائیں نکلیں اور
وہ چراگاہ میں چر رہی تھیں اور ان کے بعد
دریا سے سات اور بدشکل اور دُبلی گائیں نکلیں
اور کنارے پر اُن کے مقابل کھڑی ہوئیں اور
بدشکل دُبلی گائیں اُن خوش شکل موٹی
گایوں کو کھا گئیں۔ پس فرعون جاگ اُٹھا
اور پھر سو گیا اور دوبارہ خواب دیکھا کہ
سات ایک ہی طرح کی عمدہ بالیاں کھڑی ہوئیں
اور پھر سات پتلی اور مشرقی ہوا سے جھُلسی
ہوئی بالیاں کھڑی ہوئیں اور یہ پتلی
سات بالیاں ان سات عمدہ بالیوں کو نگل
گئیں اور فرعون جاگ پڑا اور یہ خواب

ترجمہ

اور بادشاہ نے کہا میں خواب
میں کیا دیکھتا ہوں کہ سات
گائیں موٹی ہیں ان کو سات
دُبلی گائیں کھائے جاتی ہیں
اور سات سبز بالیاں اور
باقی سوکھی۔ درباریو!
تعبیر کہو اگر تم تعبیر دُنیا
جانتے ہو وہ بولے یہ
خواب پریشان ہیں اور
ایسے پریشان خوابوں کی
تعبیر ہم کو معلوم نہیں اور
جو ان دو قیدیوں میں سے
چھوٹ گیا تھا اس نے
کہا اور ایک مدت کے بعد

تھا اور ایسا ہوا کہ صبح کو پریشان اٹھا اور
مصر کے سب جادوگروں کو بلایا اور سب
عاقلوں کو اور اُن سے اپنا خواب بیان
کیا لیکن فرعون کے خواب کی کوئی تعبیر نہ
دے سکا تب ساقی فرعون سے کہنے
لگا آج میری خطائیں مجھے یاد آئیں فرعون
اپنے نوکروں پر خفا ہوا اور مجھے افسر گارڈ کی
جیل میں بھیجا مجھے اور خانساماں کو اور ہم
دونوں نے ایک خواب دیکھا جن کی تعبیر
الگ الگ تھی اور ہمارے ساتھ ایک عبری
غلام بھی تھا افسر گارڈ کا ہم نے اُس
سے خواب بیان کیا اس نے تعبیر دی۔ ہر
ایک کی الگ الگ اور جیسی اُس نے تعبیر
کہی تھی ویسا ہی ہوا۔ اُس نے مجھے
میری جگہ دلوائی اور دوسرے کو
سولی چڑھایا۔ تب فرعون نے یوسف
کو بلوایا اور وہ اُسے جلدی سے قید خانہ سے
نکال لائے اور اس نے خط بنایا اور
کپڑے بدلے اور فرعون کے سامنے آیا اور

اس کو خیال آیا میں تم کو
اُس کی تعبیر بتاتا ہوں مجھ
کو بھیجو تو سہی اے یوسف
تو سچا ہے ہمیں تعبیر بتا
سات موٹی گائیں ہیں جنھیں
سات دُبلی گائے کھائے
جاتی ہیں۔ اور سات ہری
بالیاں ہیں اور دوسری
سوکھی تاکہ میں لوگوں کے
پاس واپس جاؤں اور
تاکہ وہ سمجھ لیں یوسف نے
کہا تم سات سال برابر
کھیتی کروگے پھر جب
فصل کاٹو تو اناج بالیوں میں
رہنے دو مگر تھوڑا سا
اپنے کھانے کے موافق
نکال لو ان کے بعد
سات سخت قحط کے سال
آئیں گے جس میں جو

فرعون نے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے
جس کی تعبیر کوئی نہیں دے سکا۔ اور میں
نے سُنا ہے تو تعبیر دُنیا جانتا ہے۔
اور یوسف نے فرعون سے کہا مجھ میں کیا
دھرا ہے، خدا فرعون کو سلامتی کا جواب
دے گا اور فرعون سے کہا کہ فرعون کا
خواب ایک ہی ہے خدا نے فرعون کو جو کچھ
کرنے والا ہے دکھایا ہے، سات خوش
شکل گائیں سات برس ہیں اور سات
عمدہ بالیاں سات برس ہیں خواب ایک
ہی ہے اور سات دُبلی اور بدشکل گائیں
جو بعد کو نکلیں سات سال ہیں اور سات
خالی بالیاں جو مشرقی ہوا سے جھلسی
ہیں سات سال قحط کے ہیں یہ بات ہے
جو میں نے فرعون کے حضور میں بیان
کی خدا جو کچھ کرنے والا ہے اسے
فرعون کو دکھا دیا ایسا ہوگا کہ سرزمین مصر
میں سات سال بڑے فراغت کے ہونگے اور
پھر سات سال ان کے بعد قحط کے جن میں
کچھ تم نے ذخیرہ کیا تھا۔
کھا لیا جائے گا مگر تھوڑا جو
بچا رکھو گے پھر ان کے بعد
ایسا سال آئے گا جس میں
بارش ہوگی اور لوگ
رس نچوڑیں گے۔ بادشاہ
نے کہا اسے میرے پاس
لاؤ جب اس کا قاصد آیا
یوسف نے کہا اپنے مالک
کے پاس لوٹ جا اور اس
سے پوچھ ان عورتوں کا
کیا قصہ ہے جنھوں نے
اپنے ہاتھ کاٹ لئے بیشک
میرا رب ان کے فریب سے
واقف ہے۔ پوچھا کیا
معاملہ گزرا جب تم نے
یوسف کو پھانسنا چاہا
وہ بولیں حاشا للہ ہم کو
اس کی کوئی بُرائی معلوم

ساری افزائش سرزمین مصر میں بھول جائیں گے۔
اور قحط ملک کو برباد کر دے گا اور افزائش
زمین میں معلوم نہ ہوگی اس وجہ سے
کہ جو قحط آئے گا وہ بڑا ہولناک
ہوگا اور اس لئے فرعون کا
خواب مکرر ہوا کیونکہ خدا نے اس
کو ایسا مقرر کر دیا ہے اور عنقریب
خدا ایسا کرے گا اس لئے فرعون
کو اب ایک ہوشیار اور عقلمند
آدمی چاہیئے جو سرزمین مصر پر مقرر کیا
جائے فرعون کو ایسا کرنا چاہیئے اور اُسے
زمین پر حاکم مقرر کرنا چاہیئے اور سات
افزائش کے سالوں میں زمین مصر کا پانچواں
حصہ آمدنی لینا چاہیئے اور سات عمدہ
برسوں کی پوری خوراک جمع کرنا چاہیئے
اور فرعون کے ہاتھ میں غلہ رکھنا چاہیئے
اور اُن شہروں میں خوراک رکھنا
چاہیئے اور یہ خوراک مصر کے ملک میں
قحط کے سات برس کے واسطے

نہیں ہے تب عزیز کی بیوی
کہنے لگی اب حق بات تو
کھل گئی میں نے خود اُس سے
خواہش بجھانا چاہی اور بے
شک وہ سچا ہے (یوسف
نے کہا) یہ سب اس لئے
کہ وہ جان لے کہ میں نے
پیٹھ پیچھے اس کی خیانت نہیں
کی اور خیانت کرنیوالوں
کا داؤں اللہ چلنے نہیں
دیتا اور میں اپنے نفس
کو پاک نہیں کہتا بیشک
نفس تو بُرے کام کی
طرف اُبھارتا ہے مگر
یہ کہ میرے رب نے رحم کیا بیشک
میرا رب بخشنے والا مہربان ہے اور
بادشاہ نے کہا اس کو میرے پاس
لاؤ میں خاص اپنے کام پر رکھونگا
جب بادشاہ نے یوسف سے

جمع رہنا چاہیئے تاکہ ملک میں قحط سے
تباہی نہ ہو۔ یہ بات فرعون کو
پسند آئی اور اس کے سب ملازمین
کو بھی اور فرعون نے ملازمین سے کہا
کیا ہم کوئی ایسا آدمی جیسا یہ ہے
پاسکتے ہیں جس میں روح الہٰی موجود
ہے اور فرعون نے یوسف سے کہا
خدا نے تجھے یہ سب کچھ دکھایا ہے
تجھ سے زیادہ واقف کار اور عقلمند
اور کوئی نہیں ہے تو میرے گھر پر حاکم
ہوگا اور میری رعایا تجھے بوسہ دے گی
صرف تخت پر میں تجھ سے بڑا رہوں گا

گفتگو کی کہنے لگا آج سے تو ہمارے
پاس مرتبہ والا ہے امانتدار یوسف
نے کہا مجھے ملک کے خزانہ پر مقرر کر
میں حفاظت کرسکتا ہوں اور
خبردار ہوں اور ہم نے اس طرح
یوسف کو ملک میں جما دیا وہ جہاں
چاہتا تھا رہتا تھا ہم جسے
چاہیں اپنی رحمت پہنچاتے ہیں
اور نیکوں کی محنت ہم برباد نہیں
ہونے دیتے اور ایماندار پرہیز
گاروں کے لئے آخرت
کا ثواب بہتر ہے۔

توریت میں حضرت یوسف ساقی کی سفارش سے فرعون کے خواب
کی تعبیر کے لئے قید خانہ سے نکالے جاتے ہیں اور بعد تعبیر بادشاہ کے
نائب مقرر ہوتے ہیں لیکن جس الزام پر آپ کو فوطیفر نے غصہ میں آکر قید
کیا تھا اُس سے بری ہونے کا کہیں بھی ذکر نہیں۔ ساقی نے جس وقت
یوسف کی تعریف بادشاہ سے کی وہاں اس قدر اور کہتا کہ میرے اور
خانساماں کے ساتھ قید خانہ میں ایک اور بے خطا عبری غلام تھا مگر
توریت نے اور باتوں کو طول دے کر اور مکرر بیان کیا لیکن اس ضروری

امر کو اڑا دیا جس سے آپ کا کیرکٹر۔ فوطیفر۔ بادشاہ اور درباریوں سب کی نگاہ میں مشتبہ رہا۔ اب قرآن کا اسلوب بیان دیکھو فرعون کا خواب سنکر اور نجومیوں کو عاجز پاکر ساقی کو حضرت یوسف یاد آتے ہیں لیکن چونکہ شاہی خواب کا معاملہ ہے جس کی تعبیر سے بڑے بڑے نجومی عاجز ہیں۔ اس لئے فوراً یوسف کا نام نہیں لیتا ہے اور پہلے خود قید خانہ میں جاکر اور معقول تعبیر خواب سنکر اطمینان کے ساتھ واپس آکر بادشاہ سے ذکر کرتا ہے آپ طلب ہوتے ہیں۔ اس موقع پر بجائے اس کے کہ آپ خوش ہوکر فوراً روانہ ہوجائیں پہلے جس جرم میں آپ ماخوذ ہیں اس کی تحقیقات چاہتے ہیں تاکہ سب پر اصل حقیقت کھل جائے اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ عزت اور آبرو کا خیال دنیا وی عروج پر مقدم ہے حسن اتفاق سے اگر تقرب شاہی حاصل ہوگیا لیکن ننگ و نام پر دھبہ قائم رہا تو کس کام کا۔ غرضیکہ تحقیقات ہوتی ہے زنان مصر شہادت دیتی ہیں اور عورت منفعل ہوکر اپنے جھوٹے الزام کا خود اقرار کرلیتی ہے اور حضرت یوسف علیٰ روس الاشہاد بے گناہ ثابت ہوتے ہیں تب آپ کسر نفس سے اقرار عبودیت اور شکر الٰہی کے طور پر کس قدر اعلیٰ اور ارفع خیال ان الفاظ میں ادا فرماتے ہیں وما ابری نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی ان ربی غفور رحیم۔ پھر آپ دربار میں جاتے ہیں فرعون آپ سے گفتگو کرکے آپ کا گرویدہ ہوجاتا ہے اور اپنا مقرب بنانا چاہتا ہے آپ جس کام کو باحسن وجوہ سر انجام دے سکتے ہیں۔

اس کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں اور بغیر جھجک کے پورے اعتماد کے ساتھ فرماتے ہیں انی حفیظ علیم کیونکہ ایسے موقع پر انکسار نہیں کرتے بلکہ افراد اور قوموں کی ترقی اور حُسن سیاست مُدن کا راز اس میں مضمر ہے کہ جو شخص جس کام کے واسطے موزوں ہو اس کے لئے قدر دان حاکم کے سامنے خود کو پیش کرے اور پورے اعتماد نفس کے ساتھ۔ پھر نائب مقرر ہونے کے بعد نیک بندوں پر دُنیاوی انعام کے ساتھ ہی اجر آخرت اور اس کی فضیلت کے ذکر کا التزام قصّہ کے اخلاقی اور مذہبی پہلو کو کس قدر بلند کر دیتا ہے ۔

توریت	قرآن
ویبا واھی یوسف وشتحولوا نیم اوصہ ویرا	وجاء اخوۃ یوسف
یوسف الاحیو ویکرم یتنکر الیھم ویدبراتم	فدخلوا علیہ فعرفھم
تشوت ویامر الیھم ماین باتم ویامرو مارص	وھم لہ منکرون ولما
کنعن لشبر اکل ویکر یوسف الاحیوھم لاھکو	جھزھم بجھازھم قال ائتونی
ھو ویزکر یوسف ان ھحلموت اشرحلم لھم	باخ لکم من ابیکم
ویامر الیھم مرجلیم اتم لروات العروت	الا ترون انی اوف
ھارص یاتم ویامرو الیوم والیو لا ادنی و	الکیل وانا خیر المنزلین
عبدوک بیا لشر اکل کلنو بنی ایش احد نحن	فان لم تاتونی بہ فلا
کنیم انحن لا ھیو عبدیک مرجلیم ویامر	کیل لکم عندی ولا
الیھم لا کی عروت بارص باتم لراوہ ویامرو	تقربون قالوا سنراود

شنیم عشر عبدیک احیم انحیو بنی ایش
احد بارص کنعن وهنه هقطن ات ابینو
هیوم ویا حدا نینو ویامر الیهم یوسف هو
اشر دبرتی الکم لامر مرجلیم اتم بزات
تبحنو حی فرعه ام تصاومزه کی ام بیوا احیکم
هقطن هنه شلحو مکم احد ویقح ات احیکم
واتم هاسرو ویبحنو دبریکم هامت اتکم و
ام لا حی فرعه کی مرجلیم اتم ویاسف اتم
ال مشمر شلشت یمیم ویامر الیهم یوسف بیوم
هشلیشی زات عشو وحیوات ها الیهم انی
یرا ام کنیم اتم احیکم احد یاسر بیت مشرکم
واتم لکو هبیا وشبر رعبون بتیکم ات احیکم
هقطن تبیا الی ویامنو دبریکم ولا تموتو
ویعشو کن ویامرو ایش ال احیو ابل اشمیم
انحنو على احینو اشر راینو صرت نفشو بهت
حینو الینو ولا شمعینو علکن باه الینو هصره
هزات ویعن راوبن اتم لامر هلوا امرتی الیکم
لامر ال تحطا و بیلد ولا شمعتم وجم دمو هنه
ندرش وهم لا یدعو کی شمع یوسف کے

عنه اباه وانا لفاعلون
وقال لفتينه اجعلوا
بضاعتهم فى رحالهم لعلهم
يعرفونها اذا انقلبوا الى
اهلهم لعلهم يرجعون
فلما رجعوا الى ابيهم
قالوا يا ابانا منع منا
الكيل فارسل معنا اخانا
نكتل وانا له لحفظون
قال هل امنكم عليه
الا كما امنتكم على اخيه
من قبل فالله خير حفظا
وهو ارحم الرحمين
ولما فتحوا متاعهم وجدوا
بضاعتهم ردت اليهم
قالوا يا ابانا ما نبغي
هذه بضاعتنا ردت
الينا ونمير اهلنا ونحفظ
اخانا ونزداد كيل بعير

هملیص بنیتم ویسپ معلیهم ویبک ویشب
الهم ویدبرا لهم ویصح ماتم اتشمعون و
یاسر اتو بعینیهم ویصو یوسف ویملا
واتکلیهم بر ولهشیب کسفیهم ایش
لشقوولتت لهم صده ادرک ویعش
لهم کن ویشاوات شبرم عل حمریهم
ویلکو مشم ویفتح هاحد اتشقو لتت
مسفو الحمر ویملون ویراات کسفو هنهو
ابفی امتحتو ویامر الاحیو هوشب
کسفو وحم هنه بامتحتی ویصا لبمو
یحردو ایش الاحیو لامرمه زات
عشه الهیم لنو ویبا والیعقب ابیهم
ارصه کنعن ویجیدو لوات کل هقرت
اتم ویامر الیهم یعقب ابیهم اتو شکلتم
یوسف اینتو وشمعون اینتو وات بنیمن
لقحو علی هو کلنه ویامر راوبن الابیو لا
مر اتنی بنی تمیت ام لا ابی انو الیک
تنه اتو عل یدی وانی اشبینو الیک
ویاسر لا یرد بنی عمکم کی احیو مت

ذلک کیل یسیر قال
لن ارسلہ معکم حتی
تؤتون موثقا من اللہ
لتاتننی بہ الا ان یحاط
بکم فلما اتوہ موثقھم
قال اللہ علی ما نقول
وکیل وقال یبنی
لا تدخلوا من باب
واحد وادخلوا من ابواب
متفرقۃ وما اغنی عنکم
من اللہ من شیء
ان الحکم الا للہ علیہ
توکلت وعلیہ فلیتوکل
المتوکلون ولما
دخلوا من حیث
امرھم ابوھم ما کان
یغنی عنھم من
اللہ من شی
الا حاجۃ فی نفس

وھوا لیدو نشا روقرا ھوا سون | یعقوب قضٰھا
یدرک اشر تلکو بہ وھو رتمات شبیتی | وانہ لذو علم لما
یجیون شاولہ وھر عب کبد بارض دھی | علمنٰہ ولکن اکثر الناس
کاشر کلو لاکل ات ھشبر اشر ھبیا وممصریم | لا یعلمون و لما
ویام الیھم ایبہم شبو شبر ولنو معط اکل | دخلوا علی یوسف
ویامر الیو یھودہ لامر ھعد ھعد ھنو | اوی الیہ اخاہ
ھالش لامر لا ترا و فنی بلتی احیکم اتکم | قال انی انا اخوک
ام یشک مشلح ات احینو اتو نردہ و | فلا تبتئس بما
نشبرہ لک اکل وام اینک مشلح لا نرو کی | کانوا یعملون
ھایش امر الینو لا تراد فنی بلتی احیکم | فلما جھزھم
اتکم ویامر یشرال لمہ ھرعتم لی لھجید | بجھازھم جعل
لایش ھعود لکم اح ویامرو شاول شال | السقایۃ فی
ھایش لنو ولمولدتنو لامر ھعود ابیکم ھی | رحل اخیہ ثم اذن
ھیش لکم اح ونجد لو عل فی ھدبریم | موذن ایتھا العیر انکم
ھالمھید وع ندع کی یامر ھو ید ال | لسارقون قالوا و
احیکم ویامر یھودہ ال یشرال ابیو | اقبلوا علیھم
شلحہ ھغراتی ونقرمہ ونلکم ونحیہ | ماذا تفقدون قالوا
ولا غوت جم اتخنو جم انتہ جم | نفقد صواع الملک
طفینو انکی اعو بینو میدی مبقشنوام | ولمن جاء بہ حمل

لا هبيا نبوا اليك وهه حبينو نفنيك و
حن تی لك كل هيميم كی لولا هتمه منو
كی عتته شينو رلا فعميم ويامر الهم نيثر ال
بيلهم آمركن ا نوزات عشعر تحومنومو ت
هارص بكليكم وهوريد ولانيش منحه
معطصری ومعط وبش نكات ولط
بطنيم وشقديم وكسف مشنه تحو بيدكم
وان يكسف هموشب بغی ام تحتنيكم
نشيبو بيدكم اولی مشحه هواوات
احيكم تحوو توموشوبوال هايش
وال شدی ونن لكم رحيم لقنی هايش
وشلح لكمات احيكم احروات بيمين
وانی كاشر شكلتی شكلتی وبجوها
نشيم ات همنحه هزات ومشسنه
كسف لتحو بيد ومرات بنيمين و
يقمو ديرد ومصريم وليعمد ولقی
يوسف ديرا يوسف اتمات بنمين
ويا مرلا شرعل بيتو هيات هانشيم
هبينه وطبح طبح وهكن كی اتی وتيلوها

يعيروانا به زعيم
قالوا تالله لقد
علمتم ما جئنا
لنفسد فی الارض وما كنا
سارقين قالوا فما جزاؤه
ان كنتم كذبين
قالوا جزاؤه من
وجد فی رحله فهو
جزاؤه كذلك
نجزی الظلمين
فبدأ باوعيتهم
قبل وعاء اخيه ثم
استخرجها من
وعاء اخيه كذلك
كدنا ليوسف ما كان
لياخذ اخاه فی
دين الملك الا ان
يشاء الله نرفع
درجت من نشاء

هانثیم بصهر یم ویجشوال هایش	وفوق کل ذی
اشرعل بیت یوسف ویدبروا لیونح	علم علیم قالوا
هبیت ویامروني ادنی یردور دنو	ان یسرق فقد
بتحله لثیرا کل وبهی کی با نوال هملون	سرق اخ له من
ونفحه ات امنحجستنوهنه کسف ابش	قبل فاسرها
بفی امتحتو بسلیتو بمشقلو ونشب	یوسف فی نفسه
اتوبید وکسف احرهور دنوبیدنو	ولم یبدها لهم
لثیرا کل لائیدعنوحی شم کسفتو	قال انتم شر مکانا
یامتحیلتنو ویام شلوم لکم ال	والله اعلم بما
تیرا دالهیکم والهی ابیکم نتن لکم	تصفون قالو
مطمون بم ام تحتیکم کسفکم باالی	ایایها العزیز ان
ویوما الیم ات شمعون ویباهالیش ات	له ابا شیخا کبیراً
هانثیم باته یوسف وتیین میم	فخذ احدنا مکانه
دیرحصور جلیلهم ویتن مسفولحم	انا نراك من
یهم ویکینوان همفحه عدبوایوسف	المحسنین قال
بصهر کی شمعوکی شم واکلو لحم	معاذ الله ان
ویایوسف هیته ویبیا ولوات همفحه	ناخذ الا من
اشرمیدهم هیته ونشیحو ولوارصه	وجدنا متاعنا
ویثال لهم لشلوم دیا مرهشلوم ابیکم	عنده انا اذا الظلمون

هزتن اشر امرتم هعو د نوحی ویامرا و ا شلوم
لعبدك لاینو عود نوحی ویقدو ویشتحوو یشا
هینو ویراات بنیامن احیو بن امو ویا
مرهزه احیکم هقطن اشر امرتم الی و
یامر الهیم یحنك بنی ویمهر یوسف کی
نکمرو رحمیو الا حیو دیبقش لبکوت
ویبا هحدره ویبك شمه ویرحص فنیو
ویصا ویتا فق ویامر شیمو لحم ویشیمو
لو لبدو ولهم لبدم ولمصریم ها کلیم
اتو لبدم کی لا یوکلون همصریم لا کل
ات هعبریم لحم کی توعبه هوا لمصریم
ویصوات اشر علبیتو لامر ملاات امتحت
ها انشیم اکل کاشر یوکلون شار و یشیم
کسف ایش بفی امتحتو وات جبیعی جبیع
هکسف تشیم لبسی امتحت هقطن وات کسف
شبرو وتعیش کدبر یوسف اشر دبر هبقر
اور وها نشیم شلحو هم وحمو یهم هم یصاو
هعیر لا هرحیقو یوسف امر لاشر علبیتو
قوم ردف احری ها نشیم وهشجتم

فلما استاْیسوا
منه خلصوا نجیا
قال کبیرهم
الم تعلموا ان
اباکم قد اخذ
علیکم موثقا
من الله ومن
قبل ما فرطتم
فی یوسف فلن
ابرح الارض حتی
یاذن لی ابی او یحکم
الله لی وهو
خیر الحاکمین
ارجعوا الی ابیکم
فقولوا یا ابانا
ان ابنك سرق
وما شهدنا الا بما
علمنا وما
کنا للغیب حفظین

وامرت الهم لمرشلمتم رعه تحت طوبا
هلوا ره اشر نیشته ادنی بو وهوا بحنش یحش
بوهم عتم اشر عشیتم ویشجم ویدبرا لهم
ات هد بریم هاله ویامروا الیو لمدید برارنی
که بریم هاله حلیله لجدك معثوت
کدبر هزه هن کسف اشر مصانو بغی
امتحیتو هشیبینو الیك مارص کنعن
وایلك بجنب میت ادنیك کسف اوزهب اشر
یمصا اتو معبدك ومت رحما امتحتو نهیه لادنی
لعبدیم ویامر جم عتکدبر کیم کن هوا شی
یمصا اتو بهیه لی عبد واتم مهیو نقیم ویمو
ویوریدوا ایش ات امتحتوا الصرو یفتحتو
ایش امتحتو ویخفش بجدل هحل ویقطن
کله ویمصا هجبیع بانحت بنیمن ویقرعو
شملتم ویمس الش عل حمرو دیشبو هعیرة
ویابهوده واخیو بیته یوسف وهوا عود
نوشم ویفلو لفینوا رصه ویامر لهم یوسف
مه همعش هزه اشر عشیتم هلوا ایدعتم
کی نحش لاونی مه ندبر دمه نصطدق هالیم

واسئل القریة التی
کنا فیها والعیر
التی اقبلنا فیها و
انا لصدقون
قال بل سولت
لکم انفسکم
امرا فصبر
جمیل عسی الله
ان یاتینی بهم
جمیعا انه هو العلیم
الحکیم وتولی
عنهم وقال
یاسفی علی یوسف
وابیضت عینه
من الحزن فهو
کظیم قالوا
تالله تفتؤا
تذکر یوسف
حتی تکون حرضا او

مصا ات عون عبدیک هننو عبدیم — تکون من الهالکین
لا دنی جم الحنو جم اشر مصا بید و و یا مر حلیلیا — قال انما اشکوا
لی معاشرت زات ھایش اشر مصا ھجیع — بثی وحزنی الی اللہ
بید وھو الھیہ لی عبدم تم علو لشلوم ال ابیکم — واعلم من اللہ
ویحیش الیو یھودہ و یا مر کی ادنی بدیو نا — ما لا تعلمون
عبدک بازلنی ادنی و البحر انک لعبرک — یبنی اذھبوا
کی کموک کفہ ادنی شال اتعبدیو لا مر — فتحسسوا من
ھیشلکم اب رواح ونا مر الا دنی یشلوا ب — یوسف واخیہ
رقن ویلد ر قتوم قطن واحیومت ویوتر — ولا تا ئسو من روح
ھو البد و لا مو وابیوا ھبو وتا مر العبدیک — اللہ ۔ انہ لا یا ئس
ھور دھو الی وبیشیمہ عینی علیو ونا مر الا نی — من روح اللہ الا
لا یوکل ھنعر لعزب ات ابیو وعزت ات — القوم الکفرون
ابیو ومہ وتا مر العبدیک املا یو دا حیکم — فلما دخلوا علیہ
ھقطن اتکم لا تسفون لرادت فنی ویہی — قالوا یایھا العزیز
کے علینو العمدک ابی ونجد لوا تدبری — مسنا واھلنا
ادنی و یا مر ابلنیو شبو شبر ولنو معطاکم — الضر وجئنا
ونا مر لا لوکل لردت امیش احینو لحقطن — ببضاعۃ مزجیۃ
انتو ویردنو کی لا نوکل لرادت فنی ھایش — فاوف لنا الکیل
ا وحینو ھقطن ابتوا تند دیامر عبدک ع — وتصدق علینا

ابی الینوا تم یدعنم کی شیم یلدہ لی اشتیٔ   ان اللہ یجزی
یصا ہاحد ماتی وامراک طرت طرت ولا   المتصدقین. قال
رایتو عدھنہ ولصحنم جبم اترہ محم فنی و ۹   ھل. علمتم ما
قرھوا سون وھور وتمات سیبتی ما عکما   فعلتم بیوسف و
شالی وعترکب ای العبدک ابی وھنعی   اخیہ اذ انتم
اسینواتشو ونفشو فشورۃ بنفشو دھیہ کراوتو   جاھلون قالواء
کی این ھنرمہ وھودیدعیدیک ۲ات   انک لانت یوسف
یشبب عبدک اینو یحون شالی کی عبدک   قال انا یوسف
عربات ھغر معما ابی لاھرام لابی اُوالیکؑ   وھذا اخی قد مّن
وحطاتی لالی کل ھیمیم وعتر یشبب تاعبدک   اللہ علینا انہ
تحت ھغر عید لادنی وھغر ابغل عماحبوکی   من یتق ویصبر
ایکؑ اعلد الابی وھغر ایلنفاتی فن ادا ۲   فان اللہ لا یضیع
برع اشرمیصا ات ابی. ولا یکل یوسف لہت   اجر المحسنین
افق لکل ھضبیم علیو دیقی اھوصی اوکل   قالوا تاللہ لقد
ایش معلی ولا عمد ایش اتو یہتوع یوسف   اثرک اللہ
الاحیو ویتن ات تلوبکی وسیمعو مصریم   علینا وان
وسیمع بیت فرعہ ویامر یوسف الاحیو انی   کنا لخٰطئین
یوسف ھود ابی حی ولا یکلوا احیو لعنوت   قال لا تثریب
اتوکی بنھلو مفینو دیا مر یوسف الاحیو   علیکم الیوم

حبشونا الی وبحبشو ویامرا تی یوسف حیکم	یغفر اللہ لکم و
اشر مکرتم اتی مصریبه وعتہ العصبو الیحه	وھوار حــــم
بعینکم کی مکرتم اتی هنہ کی قمجیہ شلحنی	الراحمین اذھبو
الھیم نعیبکم کی زہ شیتم ھرعب بقرب بہ	بقمیصی ھذا
هارص دغو دحمش شنیم اشر این حریش	فالقوہ علی
وبصیر وشلحنی الھیم لفنیکم لشوم لکم	وجہ ابی یات
شاربت بارص ولحیوت لکم لغلیطہ لہ	بصیرا واتونی
وعتہ لا اتم شلحتم اتی هنہ کی ها الھیم و	باھلکم
یشمینی لاب لفرعہ ولادون بکل بیترو	اجمعین
مشکل بکل ارص مصویہ مھرا وعلو	
الا ابی وامرتم الیو کہ امر بت یوسف شمنی	
الھیم لادون لکل مصریم ردہ الی التحمد	

ترجمہ قرآن

اور یوسف کے بھائی اس کے پاس آئے اس نے انھیں پہچان لیا مگر انھوں نے نہ پہچانا اور جب یوسف نے انکا سامان سفر تیار کردیا تو کہنے لگا۔

ترجمہ توریت

اور یوسف کے بھائی آئے اور انھوں نے اسے سجدہ کیا اور یوسف نے بھائیوں کو دیکھ کر پہچان لیا لیکن خود کو غیر ظاہر کیا اور سخت الفاظ کہے اور پوچھا تم کہاں سے آئے انھوں نے کہا سرزمین کنعان سے غذا خریدنے اور یوسف نے انھیں پہچان

لیا لیکن وہ پہچان نہ سکے اور یوسف کو وہ خواب
یاد آیا جو اُس نے دیکھا تھا اُن کے بارے میں اور
اُن سے کہنے لگا تم مخبر ہو یہاں کا کچا چٹھا دریافت
کرنے آئے ہو اور وہ بولے نہیں خداوند تیرے
خادم غلہ خریدنے آئے ہیں ہم سب ایک باپ کی
اولاد ہیں اور سچے ہیں مخبر نہیں ہیں اس نے کہا نہیں
تم یہاں کا کچا چٹھا دریافت کرنے آئے ہو اور
وہ بولے تیرے خادم بارہ بھائی ہیں ایک باپ
ایک باپ کی اولاد کنعان میں اور سب سے
چھوٹا آج باپ کے پاس ہے اور ایک نہیں
ہے اور یوسف ان سے کہنے لگا اسی سے
تو کہتا ہوں تم مخبر ہو اب تمہارا امتحان
لیا جائے گا فرعون کی جان کی قسم تم
یہاں سے جانے نہ پاؤ گے جب تک اپنے
چھوٹے بھائی کو یہاں نہ لاؤ۔ ایک تم
میں سے جائے اور اپنے بھائی کو لائے
باقی تم سب قید رہو گے تاکہ تمہارا قول
صحیح ثابت ہو ورنہ فرعون کی جان
کی قسم تم مخبر ہو اور تین دن تک

اپنے بھائی کو جو تمہارے
باپ سے ہے لے کر آؤ کیا
تم نہیں دیکھتے کہ میں
کیسی پوری ناپ (غلہ)
دیتا ہوں اور میں سب سے
اچھی طرح مہمانی کرتا ہوں
پھر اگر تم اس کو نہ لاؤ گے تو
تمہارے لئے میرے
پاس پیمانہ نہیں ہے پھر
میرے پاس نہ پھٹکنا
وہ بولے ہم جاتے ہیں اپنے
باپ سے خواہش کریں گے
اور یوسف نے اپنے خدام سے
کہا یہ جو پونجی لائے ہیں.
وہ ان کی خورجیوں میں
رکھ دو اس لئے کہ جب
یہ لوٹ کر اپنے گھر پہونچیں
تو اپنی پونجی پہچان کر
شاید پھر آئیں۔ جب وہ

انھیں قید رکھا اور تیسرے دن یوسف کہنے لگا تم ایسا کرو اور زندہ رہو کیونکہ مجھے خوف خدا ہے اگر تم سچے ہو تو ایک کو قید میں چھوڑ جاؤ اور قحط کے لئے اپنے گھروں میں غلہ لے جاؤ لیکن اپنے چھوٹے بھائی کو لاؤ تاکہ تمہاری بات سچ نکلے اور تم مارے نہ جاؤ اور انھوں نے ایسا ہی کیا اور ہر ایک اپنے بھائی سے کہنے لگا حقیقت میں اپنے بھائی کے معاملہ میں ہم گنہگار ہیں کیونکہ وہ ہم سے عاجزی کرتا تھا مگر ہم نے اس کی مُصیبت کا خیال نہ کیا اس لئے ہم پر یہ وبال پڑا اور روبن کہنے لگا میں نے نہیں کہا تھا کہ لڑکے پر ظلم نہیں کرو مگر تم نے نہ سُنا اب دیکھو اس کا خون بدلہ لیتا ہے اور وہ نہ جانتے تھے کہ یوسف یہ سب سمجھ رہا ہے کیونکہ ترجمان بیچ میں تھا اور یوسف اُدھر سے ہٹ آیا اور رونے لگا اور پھر واپس آکر ان سے باتیں کرنے لگا اور شمعون کو لے کر ان کے سامنے بندھوا دیا تب اس نے

لوٹ کر باپ کے پاس پہنچے تو کہنے لگے بابا غلہ کا لانا ہمارے لئے بند ہو گیا ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج کہ ہم غلہ لائیں اور ہم اس کے نگہبان ہیں باپ نے کہا کیا میں اس پر بھی تمہارا ایسا ہی بھروسہ کروں جیسا پہلے اس کے بھائی کے بارہ میں کیا تھا اللہ بہتر نگہبان ہے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے اور جب انھوں نے اپنا سامان کھولا تو دیکھا کہ ان کی پونجی وہی ہے جو لوٹا دی گئی ہے۔ تب کہنے لگے بابا ہمیں اور کیا چاہیئے۔ یہ پونجی بھی ہے جو ہم کو

حکم دیا کہ ان کے برتنوں میں غلّہ بھر دو
اور ہر ایک کی پونجی بورے میں رکھ دو اور
انھیں زادِ راہ دو اور اس طرح اس نے
ان کے ساتھ برتاؤ کیا اور وہ گدھوں
پر غلّہ لاد کر روانہ ہوئے اور جب ایک
نے بورا کھول کر گدھے کو سرائے میں
چارہ دینا چاہا تو اسے اپنا روپیہ نظر آیا
کیونکہ وہ بورے کے مُنہ میں تھا اور اُس
نے بھائیوں سے کہا میرے دام تو میرے
بورے میں موجود ہیں اور ان کے دل ڈوب
گئے اور وہ ڈر گئے اور ہر ایک بھائی
کہنے لگا خُدا نے ہمارے ساتھ یہ کیا کیا
اور وہ یعقوب کے پاس کنعان میں آئے
اور سرگذشت سُنائی اور یعقوب کہنے لگا
تم نے مجھے میرے بیٹوں سے جُدا کیا نہ یوسف
ہے نہ شمعون اور بنیامین کو لے جاؤ گے
یہ سب میرے خلاف ہے اور روبن کہنے
لگا بابا میرے دو لڑکوں کو مار ڈالنا اگر
میں اس کو واپس نہ لاؤں اور تیرے

پھیر دی گئی ہے اور اپنے
گھر والوں کے لئے غلّہ
لائیں گے اور اپنے بھائی کی
خبرداری کریں گے اور ایک
اونٹ بھر غلّہ اور لائینگے
اب کی جو لائے ہیں۔ وہ
تھوڑا سا ہے۔ باپ نے کہا
میں تو ہرگز اس کو تمہارے
ساتھ بھیجنے والا نہیں جب
تک تم خدا کی قسم کھا کر مجھ سے
عہد نہ کرو کہ تم ضرور لے کر اس
کو میرے پاس آؤ گے ہاں
اگر تم ضرور لے کر اس کو میرے
پاس آؤ گے ہاں اگر تم سب
گھر جاؤ (مبتلائے آفت
ہو جاؤ) تو اور بات ہے
جب انھوں نے یہ عہد کر لیا
تو باپ نے کہا ہم جو کہہ رہے
ہیں اللہ اس پر گواہ ہے اور

سپرد نہ کروں اور یعقوب کہنے لگا میرا بیٹا
تمہارے ساتھ نہیں جائے گا کیونکہ اس کا
بھائی مر چکا اور وہ اکیلا ہے اگر اس پر جہاں
تم لئے جاتے ہو کوئی آفت آئے تو اس غم
میں میرے سفید بالوں کو قبر میں پہونچا دوگے
اور قحط کا ملک میں زور ہوا اور ایسا ہوا کہ
جب وہ غلہ جو مصر سے لائے تھے۔
کھا چکے تب باپ نے ان سے کہا
ہمارے لئے اب اور غلہ لاؤ اور
یہودا کہنے لگا اس شخص نے صاف
کہہ دیا تھا کہ جب تک اپنے بھائی کو نہ
لاؤ گے مجھ سے مل نہیں سکتے اگر بھائی کو
ہمارے ساتھ کر دے تو ہم غلہ لائیں۔
کیونکہ وہ شخص کہہ چکا ہے کہ بغیر اپنے
بھائی کے لاتے ہوئے تم مجھ سے مل
نہیں سکتے اور اسرائیل کہنے لگا تم
نے میرے ساتھ یہ کیسی برائی کی کہ اس
سے کہہ دیا کہ ایک بھائی اور بھی ہے اور
وہ بولے اس شخص نے ہمارے عزیزوں

اور کہنے لگا میرے بیٹو ایک ہی
دروازے سے سب نہ جانا بلکہ
الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا
اور میں اللہ کے حکم کو تم سے ذرا بھی
ٹال نہیں سکتا حکم تو بس اللہ
ہی کا چلتا ہے اسی پر میں نے بھروسہ کیا
اور بھروسہ کرنیوالوں کو اسی پر
بھروسہ چاہئے اور جب وہ
مصر میں اس طرح جیسے باپ نے کہا
تھا داخل ہوئے تو اللہ کے
سامنے یہ تدبیر کچھ کام نہ آئی وہ
تو یعقوب کے دل کی ایک آرزو
تھی جو پوری کرلی اور بیشک
یعقوب کو جو ہم نے سکھایا تھا وہ
اس کو جانتا تھا لیکن اکثر آدمی
یہ نہیں جانتے اور جب وہ یوسف
کے پاس پہنچے تو اس نے اپنے
بھائی کو اپنے پاس اتارا اور کہا
میں تیرا سگا بھائی ہوں پس

کا حال پوچھا اور کہنے لگا کیا تمہارا باپ زندہ
ہے کیا کوئی اور بھائی بھی ہے اور ہم نے
اس کے عنوان کلام کے مطابق جواب دیا
مگر یہ خبر نہ تھی کہ وہ بھائی کو بلا بھیجے گا
اور یہودہ باپ سے کہنے لگا۔ لڑکے کو میرے
ساتھ کر دو تاکہ ہم جائیں اور زندہ رہ سکیں
اور ہم سب اور تو اور بال بچے موت سے بچ
جائیں۔ میں ضامن ہوتا ہوں۔ میرے
ہاتھوں اُسے لینا اگر میں اُسے تیرے
پاس نہ لاؤں تو سارا الزام مجھ پر ہے
کیونکہ ہم یہاں ٹھہرے رہے نہیں تو اب
تک دو مرتبہ ہو آئے ہوتے اور اسرائیل
نے اُن کے باپ نے کہا اگر ایسا ہے تو اپنے
برتنوں میں اس شخص کے لئے میوہ بھر لو
کچھ خوشبو اور شہد بھی۔ مصالحہ، مرمکی
اخروٹ اور بادام بھی اور دونا روپیہ
وہ روپیہ بھی جو تمہارے بوروں میں
واپس ملا اسے بھی لے جاؤ اور روانہ ہو
اور خدائے قدیر اس شخص کو تم پر

تو غم نہ کر جو یہ کرتے رہے۔
پھر جب یوسف نے ان کا
سامان سفر تیار کر دیا تو
پانی پینے کا پیالہ اپنے
بھائی کے سامان میں رکھوا دیا۔
پھر ایک پکارنے والے
نے پکارا۔ قافلے والو!
تم بے شک چور ہو ان
لوگوں نے پکارنے والوں
کی طرف رُخ کیا اور پوچھا
کیوں کیا چیز تمہاری
گم ہے وہ بولے ہم کو
بادشاہ کا پیالہ نہیں ملتا
اور جو شخص اس کو لے کر
آئے اس کو ایک اونٹ
بھر غلہ ملیگا اور میں اس کا ضامن
ہوں یوسف کے بھائی کہنے
لگے تم تو جان چکے ہو ہم
اس لئے نہیں آئے

مہربان کرے کہ وہ تمہارے دوسرے
بھائی کو اور بنیامن کو بھیج دے ورنہ
اگر بیٹوں کی جدائی ہے تو خیر۔ اور انھوں
نے تحائف اور دونا روپیہ اور بنیامن
کو ہمراہ لیا۔ اور مصر پہونچ کر یوسف
کے سامنے حاضر ہوئے اور یوسف نے
بنیامن کو دیکھا اور اپنے کارندہ سے
کہا انھیں گھر میں لاؤ اور ذبیحہ
تیار رکھو۔ یہ سب میرے ساتھ دوپہر کو
کھانا کھائیں گے اور وہ مختار کے
پاس آئے وہ ان سے دروازے پر
ملا وہ بولے جناب جب پہلے غلہ
خریدنے آئے تو ایسا ہوا کہ جب
سرائے میں ہم نے بورے کھولے تو ہم
سب کی پوری رقم بورے میں نکلی۔
اب ہم اسے واپس لائے اور
دوسری رقم بھی خرید غلہ کے
واسطے ہم لائے ہم نہیں جانتے کہ کس نے
ہمارا روپیہ بورے میں رکھدیا اور وہ کہنے

ہیں کہ ملک میں فساد مچائیں
اور نہ ہم چور ہیں۔ وہ کہنے لگے
بھلا اگر تم جھوٹے نکلے تو
(چور) کی کیا سزا ہے۔ وہ بولے
اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے
سامان سے نکلے وہی شخص
اس کے بدلے دیا جائے (غلام
ہو جائے) ہم ظالموں کو یہی
سزا دیتے ہیں پھر اپنے بھائی
کی خرجی سے پہلے دوسروں
کی خرجیاں دیکھنا شروع
کیں پھر وہ پیالہ اپنے
بھائی کی خرجی سے نکلوایا
ہم نے اس طرح یوسف
کو تدبیر بتائی وہ
بادشاہ (مصر) کے
کے قانون کی رو سے
اپنے بھائی کو رکھ نہیں
سکتا تھا مگر یہ کہ اللہ

لگا تم پر سلامتی ہو، ڈرو نہیں تمہارے
باپ کے خدا نے تمہارے بوروں میں
خزانہ دیا، تمہارا روپیہ مجھے پہونچا اور وہ شمعون
کو نکال لایا اور سب کو یوسف کے گھر لایا پاؤں
دھونے کو پانی دیا اور گدھوں کو چارہ اور انھوں
نے تحائف تیار کئے کیونکہ انھوں نے سنا تھا
کہ دوپہر کو ساتھ کھانا ہوگا اور یوسف گھر میں
آیا وہ تحائف لائے اور تعظیم کو زمین پر جھکے
اس نے خیر و عافیت پوچھی اور کہا تمہارا بوڑھا
باپ جس کا تم نے ذکر کیا اچھا ہے اور ابھی زندہ
ہے اور وہ تیرے خادم ہمارے باپ کی صحت
اچھی ہے اور وہ زندہ ہے اور انھوں نے سر
جھکا کر تعظیم کی اور اس نے سر اٹھا کر اپنے
ماں کے بیٹے بنیامین کو دیکھا اور کہا یہ تمہارا
چھوٹا بھائی ہے جس کا ذکر کرتے تھے اور پھر
کہنے لگا بیٹا تم پر خدا کی رحمت ہو اور یوسف
جلدی اٹھا کیونکہ بھائی کو دیکھ کر اس کا
دل امنڈ آیا وہ چلا کہ آنسو کہاں گراؤں
اور وہ اپنے کمرے میں گیا اور رونے لگا اور

چاہتا ہے ہم جس
کو چاہتے ہیں اس
کو بلند درجہ دیتے
ہیں اور ہر ایک ذی علم
سے بڑھ کر دوسرا
علم والا ہے، وہ
کہنے لگے اس نے
چوری کی تو کیا اس
کے بھائی (یوسف)
نے بھی پہلے چوری
کی تھی، یوسف نے
اس کو سنکر اپنے
دل میں بات رکھی اور
ان پر ظاہر نہ ہونے
دیا یہ قول کہ تم تو اپنی
جگہ بدتر ہو اور اللہ
خوب جانتا ہے
جو تم بیان کرتے ہو
بھائی کہنے لگے اے

پھر منہ دھوکر باہر آیا اور خود کو سنبھال کر
کہنے لگا کھانا لاؤ اور وہ سب الگ الگ بیٹھے
کیونکہ یہودی اور مصری ساتھ کھانا نہیں کھاتے
کیونکہ مصریوں کو چھوت کا خیال ہے
اور یوسف نے مختار سے کہا ان کے بورے
غذا سے بھر دو جس قدر لے جاسکیں اور
اور سب کا روپیہ بوروں میں رکھ دو
اور میرا چاندی کا پیالہ چھوٹے بھائی
کے بورے میں مع اس کے روپیہ کے اور
اس نے یوسف کے حکم کی تعمیل کی اور تڑکے
تڑکے وہ اپنے گدھے لے کر روانہ ہوئے اور
وہ شہر سے دور نہیں گئے تھے کہ یوسف نے مختار
سے کہا ان کے پیچھے جاؤ اور جب وہ ملیں تو کہنا
کہ تم نے نیکی کا بدلہ بدی کیوں دیا کیا یہ وہ پیالہ
نہیں ہے جس میں میرا مالک پانی پیتا ہے اور احکام
نجوم دیکھتا ہے تم نے یہ بُرا کیا اور وہ پیچھے چلا اور
اُن سے یہ سب کہا اور وہ بولے حضور ایسا کیوں
فرماتے ہیں ہم خادموں سے یہ بہت بعید ہے
کہ ایسا فعل کریں دیکھئے وہ روپیہ

عزیز اس کا ایک
بوڑھا باپ ہے تو
اس کے عوض ہم
میں سے کسی کو رکھ لے
ہم تجھے احسان کرنے
والا پاتے ہیں یوسف
نے کہا خدا کی پناہ
کہ ہم کسی کو (ناحق)
پکڑ کر رکھیں مگر جس
کے پاس ہماری چیز
نکلی ایسا کریں تو ہم
ظالم ٹھہریں پھر
جب اس کی رہائی سے
ناامیدی ہوئی تو
بڑا بھائی کہنے لگا تم
نہیں جانتے کہ تمہارے
باپ نے تم سے قسم دے کر
پکا اقرار کر لیا تھا اور
پہلے تم یوسف کے

جو ہمارے بوروں میں ملا ہم پھر کنعان سے
واپس لائے ہم کیونکر تیرے مالک کے
یہاں سے سونا یا چاندی چرا لے جائیں گے
جس کے پاس نکلے اس کو مار ڈالو اور ہم
سب غلام بن جائیں گے اور اس نے کہا
اچھا یہی سہی جس کے پاس نکلے وہ غلام
بنایا جائے اور باقی چھوڑ دیئے جائیں اور
ہر ایک جلدی جلدی اپنا اپنا بورا اتارنے
لگا اور اُس نے تلاش شروع کی۔
بڑے سے ابتدا کر کے چھوٹے تک
اور بنیامن کے بورے میں پیالہ نکلا۔
تب انھوں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے
اور گدھوں پر لاد کر شہر آئے اور یہودہ
اور بھائی یوسف کے گھر آئے کیونکہ وہ
اب تک وہاں تھا اور وہ سجدے میں
گر پڑے اور یوسف نے کہا تم نے یہ کیا کیا
کیا تم نہیں جانتے تھے کہ مجھ سا ایسا شخص
چھپی بات جان لے گا اور یہودہ کہنے
لگا حضور ہم کیا کریں کیا بولیں کیونکر

باپ میں ایک قصور
کر چکے ہو تو میں جب
تک میرا باپ مجھے
اجازت نہ دے یا اللہ
کوئی اور تدبیر نکالے
یہاں سے ہل نہیں سکتا
اور اللہ بہتر فیصلہ کرنے
والا ہے۔ تم باپ کے
پاس لوٹ جاؤ اور کہو
بابا تیرے بیٹے نے
چوری کی اور ہم نے
تو اس پر وہی گواہی
دی جو ہم نے یقین
کیا اور ہم کو غیب کی
کیا خبر تھی اور اس
بستی والوں سے
پوچھ لے جہاں ہم تھے
اور اس قافلہ والوں
سے جس میں ہم آئے

صفائی کریں خدا نے تیرے خادموں کا گناہ
ظاہر کر دیا ہم حضور کے غلام ہیں وہ بھی جس کے
پاس پیالہ نکلا اور ہم بھی وہ کہنے لگا مجھ سے یہ
نہ ہوگا کہ بجز اُس کے جس کے پاس پیالہ نکلا
اس کو غلام بناؤں۔ باقی تم سب سلامتی کے
ساتھ باپ کے پاس جاؤ۔ تب یہودہ قریب
آکر کہنے لگا اے خداوند اپنے خادم کو ایک
بات کان میں کہنے دیجیئے اور خفا نہ ہوجئے
کیونکہ آپ تو بجائے فرعون کے ہیں حضور
نے خادم سے پوچھا تھا تمہارے باپ
اور کوئی بھائی ہیں اور ہم نے کہا ایک بوڑھا
باپ ہے اور ایک بوڑھاپے کی اولاد چھوٹا
لڑکا جس کا بھائی مر گیا ہے اور ماں کا وہی
ایک لڑکا ہے اور باپ اُسے بہت چاہتا
ہے اور آپ نے ہم خادموں سے کہا اُس
بھائی کو لاؤ کہ میں دیکھوں اور ہم نے کہا
خداوندہ باپ سے جدا ہوگیا تو باپ اس
کی یاد میں مر جائے گا اور آپ نے خادموں
سے کہا ———

ہیں اور ہم بالکل سچے
ہیں۔ اس نے کہا بلکہ
تمہارے دلوں نے
ایک بات بنالی ہے
پس صبر بہتر ہے۔
اُمید ہے کہ اللہ
اُن سب کو میرے پاس
لائے گا۔ بے شک وہ
جاننے والا حکمت والا
ہے اور پھر مُنہ پھیر کر
کہنے لگا ہائے یوسف
اور غم سے اس کی
آنکھیں سفید ہوگئیں
اور وہ درد سے بھرا
تھا وہ کہنے لگے بخدا
تو ہمیشہ یوسف کو یاد کرتا
رہے یہاں تک کہ
گھل گھل کر تباہ
ہوجائے یا فنا

جب تک اس کو نہ لاؤ گے مجھ سے مل نہیں سکتے
اور ایسا ہوا کہ ہم نے باپ سے جاکر یہی کہا اور باپ
نے کہا جاؤ اور غذا خرید لاؤ اور ہم نے کہا اگر
بھائی ساتھ نہ ہوگا تو ہم نہیں جا سکتے اور اس
شخص کی صورت دیکھ نہیں سکتے اور آپ کے
خادم ہمارے باپ نے کہا تم جانتے ہو کہ میری
بیوی کے دو بیٹے ہوئے ایک مجھ سے جُدا
ہو گیا اور جب سے پھر وہ مجھ سے نہ مِلا اب
اگر اس کو بھی لے گئے اور کوئی مُصیبت
اس پر پڑ گئی تو اس غم میں تم میرے سفید
بالوں کو قبر میں پہونچا دو گے اس لئے اگر میں
آپ کے خادم اپنے باپ کے پاس گیا اور
لڑکا ساتھ نہ ہوگا چونکہ اس کی زندگی اس سے
وابستہ ہے اس لئے اس کو ساتھ نہ دیکھ کر وہ
مر جائے گا اور ہم خادموں کے باعث باپ کے
سفید بال اس غم میں قبر میں پہونچا دیں گے
کیونکہ آپ کا خادم ضامن ہے اور باپ سے
کہہ کر آیا ہے کہ اگر لڑکا ساتھ نہ آئے تو سارا
الزام میرے سر ہے۔ اس لئے لڑکے کے

ہو جائے۔ اس نے کہا
میں تو شکایت غم و درد
اللہ ہی سے کرتا ہوں اور
میں اللہ سے وہ جانتا
ہوں جو تم نہیں جانتے
میرے بیٹو جاؤ اور یوسف
کی خبر لگاؤ اور اس
کے بھائی کی بھی اور اللہ
کی رحمت سے نا اُمید نہ
ہو بے شک اس کی
رحمت سے وہی نا اُمید
ہوتے ہیں جو کافر
ہیں پھر جب وہ یوسف
کے پاس آئے تو کہنے
لگے اے عزیز ہم پر
اور ہمارے گھر والوں پر
مُصیبت پھٹ پڑی
ہے اور ہم تھوڑی سی
پونجی لے کر آئے ہیں تو ہم

عوض براہِ کرم مجھے غلام بنا لیجئے اور بھائیوں
کے ساتھ لڑکے کو جانے دیجئے کیونکہ باپ کے
پاس میں کیسے جاؤں جبکہ لڑکا ساتھ نہیں کہیں
ایسا نہ ہو کہ میرے باپ پر آفت آجائے۔ تب
یوسف ان سب کے سامنے ضبط نہ کر سکا۔ اور
اس نے چلا کر کہا میرے پاس سے سب ہٹ
جائیں اور جب سب ہٹ گئے تو یوسف نے
خود کو بھائیوں پر ظاہر کیا اور رونے میں اس
کی آواز بلند ہوئی مصریوں نے سُنی اور
فرعون کے گھر تک پہونچی اور یوسف بھائیوں
سے کہنے لگا میں یوسف ہوں کیا میرا باپ
اب تک زندہ ہے اور بھائی چُپ کر اس کے
سامنے کیا کہیں اور یوسف بھائیوں سے
کہنے لگا میں التجا کرتا ہوں تم میرے قریب
آؤ اور وہ قریب آئے اور وہ کہنے لگا میں
وہ یوسف ہوں جسے تم نے مصر میں بیچا
اس لئے اب غم نہ کرو اور نہ غصہ ہو کہ تم
نے مجھے یہاں بیچ ڈالا کیونکہ خدا نے
مجھے جان بچانے کے واسطے یہاں تم سے

کو پوری ناپ غلہ دلوا دے
اور ہم کو خیرات دے
اللہ خیرات کرنے والوں کو
اچھا بدلہ دیتا ہے اُس
نے کہا تمہیں معلوم
ہے کہ تم نے یوسف اور
اس کے بھائی کے ساتھ
نادانی میں کیا کیا
وہ کہنے لگے تو ہی
یوسف ہے؟ یوسف
نے کہا ہاں میں
ہی یوسف
ہوں اور یہ میرا بھائی
اللہ نے ہم پر احسان کیا جو
پرہیزگاری اور صبر کرے
تو بے شک اللہ نیکوں کا
اجر ضائع نہیں کرتا وہ
بولے بخدا اللہ نے تجھ
کو ہم پر بزرگی دی۔

پہلے بھیجدیا دو برس سے قحط پڑا ہوا ہے
اور ابھی پانچ برس اور باقی ہیں کہ نہ کھیتی
ہوگی نہ فصل کٹے گی اور خدا نے تم سے پہلے
مجھے یہاں بھیجا کہ تم زمین پر باقی رہو اور
ایک بڑے نجات کے ذریعہ سے تم کو
زندہ رکھے اس لئے تم نے مجھے یہاں نہیں
بھیجا بلکہ خدا نے اور اس نے
مجھے گویا فرعون کا باپ بنایا اور
اس کے سارے گھر کا مالک اور سارے
ملک مصر کا حاکم۔ جلدی کرو اور باپ
کے پاس جاؤ اور کہو تیرا بیٹا یوسف
یوں کہتا ہے خدا نے مجھے مصر کا حاکم
کیا۔ اب یہاں آؤ اور دیر نہ کرو۔

اور ہم خطا وار تھے۔
یوسف نے کہا آج
تم پر الزام نہیں ہے
اللہ تم کو بخشے اور وہ
سب سے زیادہ رحم
کرنے والا ہے۔ یہ
میرا کرتہ لے جاؤ
اور اس کو باپ کے
منہ پر ڈال دو وہ
بینا ہو کر آئے گا۔ اور
اپنے سب گھر والوں
کو میرے پاس
لے آؤ۔

توریت میں قصہ یہاں نہایت موثر اور دلچسپ ہے۔ حضرت یوسف کا بھائیوں کو مخبری کے الزام میں بیچ میں لاکر اپنے حقیقی بھائی بنیامن کو بلوانا بھائیوں کو اس نئی مصیبت کو اپنے سابقہ اعمال کی سزا سمجھ کر منفعل ہونا حضرت یوسف کا انھیں پریشان دیکھ کر پوشیدہ آنسو بہانا۔ بھائیوں کا واپس آکر باپ سے صورت واقعہ بیان کرنا اور پونجی کا خرجیوں میں موجود پاکر ڈر جانا۔ حضرت یعقوب کا پہلے صاف انکار کرنا

لیکن پھر قحط کی سختی سے مجبور رہو کر بنیامن کو تحفہ تحائف کے ساتھ ہمراہ کر دینا اور پھر خدا سے دعا کرنا، بھائیوں کا مصر پہونچنا حضرت یوسف کا باپ کی خیریت پوچھنا پھر بنیامن کو دیکھ کر فرطِ محبت سے بے قرار ہو کر اٹھ جانا اور اپنے خاص کمرے میں دل کی بھڑاس نکال لینا پھر منہ دھو کر باہر آنا اور دعوت کرنا پھر حسن ترکیب سے پیالہ کے معاملہ میں بھائیوں کو مجبور و عاجز کر دینا اور بنیامن کو اپنے پاس رکھ لینا لیکن یہودہ کا موثر تقریر سے آپ کو بے تاب کر دینا اور آپ کا غیروں کو ہٹا کر چیخ کر رونا اور خود کو ظاہر کر دینا، بھائیوں کا مبہوت ہو جانا لیکن آپ کا تسلی و تشفی دینا پھر باپ کو مع پورے قبیلہ کے بلوا بھیجنا غرضیکہ یہ تمام امور نہایت موثر اور عمدہ پیرایہ میں ادا ہوئے ہیں قرآن نے بھی اس مضمون کو لیا لیکن دیکھو کہ محض جذبات برانگیختہ کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ علم النفس کے دقائق کی رعایت ملحوظ رکھی ہے اور پلاٹ کو اپنے حسن اسلوب سے گہرا کر دیا ہے۔ اس کی تفصیل پر غور کرو۔

حضرت یوسف اپنے حقیقی بھائی بنیامن کو بلانا چاہتے ہیں اس کے لئے توریت میں بھائی مخبری کے بیچ میں لاتے جاتے ہیں پھر پونجی بھی خرجیوں میں چھپائی جاتی ہے تاکہ ڈر کر واپس آئیں، اب قرآن میں دیکھو حضرت یوسف فرحی سے پیش آتے ہیں تاکہ بھائی بھڑک نہ جائیں پھر پونجی بھی خرجیوں میں رکھ دیتے ہیں تاکہ وہ سمجھیں کہ بڑا سخی داتا ہے اور اس لئے خوش ہو کر دوبارہ آئیں اور بھائی کو ساتھ لائیں۔ بے شک خوف و بیم کے مقابلہ میں امید و رجا کو استعمال کرنا علم النفس کا دقیق نکتہ ہے۔

توریت میں بنیامن کو بھائیوں کے ساتھ دیکھ کر حضرت یوسف فرطِ محبت سے بے چین ہو کر پوشیدہ آنسو بہاتے ہیں لیکن پھر جب پیالہ اس کی خرجی میں چھپا دیتے ہیں تو چونکہ خود کو بنیامن پر ظاہر نہیں کیا تھا اور وہ اس کارروائی سے ناواقف ہے اس لئے بھائیوں کے ساتھ وہ بے چارہ بھی غلامی کی نئی مُصیبت میں پھنس جانے سے پریشان ہے۔ اب دیکھو قرآن میں حضرت یوسف بنیامن کو اپنے پاس اُتارتے ہیں اور خود کو اس پر ظاہر کر کے تسلّی دیتے ہیں۔ اس طرح پیالہ کی چوری کے معاملہ میں جب سب بھائی حیران و پریشان ہیں تو بنیامن مطمئن ہے اور خواہ مخواہ اور بھائیوں کے ساتھ تردد کی مُصیبت میں مُبتلا نہیں ہوتا۔

پیالہ کے قصہ کے بعد توریت میں حضرت یوسف یہودہ کی تقریر سُنکر بیتاب ہو جاتے ہیں اور خود کو ظاہر کر دیتے ہیں قرآن نے اس کا پلاٹ اور گہرا کر دیا یہودہ اپنی کوشش میں ناکام رہ کر خود ٹھہر جاتا ہے اور بھائیوں کو باپ کے پاس بنیامن کی چوری اور گرفتاری کا حال کہنے بھیجتا ہے حضرت یعقوب یہ سُنکر تڑپ جاتے ہیں۔ اور اگرچہ ان کو اس کا یقین نہیں آتا لیکن یوسف کا غم تازہ ہو جانے سے فرطِ الم میں مُنہ پھیر کر بے تابانہ فرماتے ہیں یَا اَسَفٰی علی یوسف بیٹے یہ حالت دیکھ کر تسلّی دیتے ہیں کہ کب تک یہ غم رہے گا اپنے آپ کو کیوں ہلاک کرتے ہو۔ آپ فوراً سنبھل کر جواب دیتے ہیں کہ میں تو اپنے خدا سے دردِ دل کہتا ہوں، اس طور سے قرآن نے اس باریک نکتہ کو سمجھایا کہ درد و غم میں تڑپ جانا تقاضائے بشریت ہے

اور مقام تسلیم کا منافی نہیں ہے ہاں خدا کے سوا غیر کے سامنے دکھڑا رونا اور بین کرنا زیبا نہیں۔ اب اس کے بعد باوجودیکہ غم والم کی انتہا ہو چکی حضرت یعقوب رحمت الہٰی کے اس پختہ عقیدہ کے جوش میں جو بنی اسرائیل کی تاریخ میں ایک حیرت انگیز جذبہ ہے اور جس نے حوادث اور مصائب میں ان کے بزرگوں کو ہمیشہ سنبھالا فرماتے ہیں لا تیئسوا من روح اللہ آپ کو یقین ہو جاتا ہے کہ خداوند یہواہ ان کے ساتھ اس قدر سختی نہ کرے گا۔ ضرور یوسف زندہ ہیں اس لئے یوسف اور بنیامن کے واسطے بیٹوں کو پھر بھیجتے ہیں بھائی جب مصر پہونچتے ہیں تو ایسے پُر درد الفاظ میں حضرت یوسف سے خطاب کرتے ہیں کہ آپ بے تاب ہو کر خود کو ظاہر کر دیتے ہیں۔ یہاں یہ نکتہ یاد رکھنا چاہیئے کہ توریت میں بنیامن کو بیٹوں کے ہمراہ مصر بھیجتے وقت حضرت یعقوب کی زبان سے یہ فقرہ نکل جاتا ہے کہ "خدائے قدیر اُس شخص کے سامنے تم پر رحم کرے کہ تمہارے دوسرے بھائی (یوسف کو) اور بنیامن کو واپس بھیجدے" حالانکہ قصہ کی ابتدا میں خون آلود قمیص دیکھ کر خود حضرت یعقوب نے کہا تھا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا اس لئے توریت کا یہ فقرہ کچھ بے معنی سا ہو گیا ہے کیونکہ یوسف کے زندہ باقی رہنے کا کوئی قرینہ نہیں ہے بخلاف اس کے قرآن نے قصہ کی ابتدا میں بتا دیا تھا کہ یعقوب نے بیٹوں کی بات کا یقین نہیں کیا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا بلکہ خیال تھا کہ وہ زندہ ہے اگرچہ غائب ہے اس طور سے قرینہ قائم ہو گیا جو اس موقع پر کام آیا۔

حضرت یوسف بنیامن کو اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں۔ توریت میں پیالہ بنیامن کی خرجی میں چھپا دیا جاتا ہے لیکن اس کے بعد پونجی بھی خرجیوں میں چھپا دی جاتی ہے، اول مرتبہ جب پونجی بھائیوں نے خورجیوں میں دیکھی تو ڈر گئے تھے اور حضرت یعقوب کی ہدایت کے موافق واپس کرنے آئے تھے اب دوبارہ پھر پیالہ کے ساتھ پونجی خرجیوں سے نکلی تو وہ کہہ سکتے تھے کہ ہمارے ساتھ فریب کیا گیا جس نے پونجی چھپا دی اسی نے پیالہ بھی چھپایا اَب دیکھو قرآن میں صرف پیالہ بنیامن کی خرجی میں چھپایا جاتا ہے پونجی دوبارہ خرجیوں میں نہیں چھپاتے تاکہ کسی عذر کی گنجائش باقی نہ رہے۔

توریت

ویشلح ات احیو ویلکو ویامر الہم الترجزو
بدرک ویعلو معصریم ویباو ارص کنعن
الیعقب ابیہم ویجیدو لو لامر عود یوسف
حی وکی ھوا مثل بکل ارص مصریم و
یفج لبو کی لا ھامیم لہم ویدبرو الیوات
کل دبری یوسف اشر دبر الہم ویراات
ھعجلوت اشر شلح یوسف لشات اتو وتحی
روح یعقب ابیہم ویامر یشرال اب
عوذ یوسف بنی حی الکہ وار نو

قرآن

ولما فصلت العیر قال ابوھم
انی لاجد ریح یوسف لولا
ان تفندون۔ قالوا تاللہ
انک لفی ضللک القدیم
فلما ان جاء البشیر القٰہ
علی وجھہ فارتد بصیرا
قال الم اقل لکم انی
اعلم من اللہ ما لا تعلمون

مطرم اموت رسیع یشرال و کل
اشرلوو بیا بارہ شبع وبزیم زجیم
لا لھی ایبو یصحق ویا مرا لھیم
لیشرال بمرات ھلیله ویا مریعقب
یعقب ویا مرھنتی ویام انکی ھال الھی
ابیک الیترا مروہ مصریمیه کے یجوی
جیدول اشیمک شم انکی اردعمک مصریمیه
ورنکی اعلک جم علہ یوسف یشیت
یدوالعینك ویقمیعقب مبارشبع
ویشاوبنی یشوال ات یعقب ابیہم وات
طفم وات نشیھم بجلوت اشرشلح
فرعہ لشات اتو ویحوات مقنیهم
وات رکوشم اشروکشوبارص کنعن
ویبا ومصریمه یعقب وکل زرعوا تو
بنیو وبنی بنیوا تو بنتیو وبنیوت
بنیو وکل زرعو ھبیا اتو مصریمه
وات یھودہ شلح لفنیو ل یوسف
لحورات لفنیو حشیه ویبا وارصه
جشن ویاسر یوسف مرکبتو ویعل

قالوا یا ابانا استغفر لنا
ذنوبنا انا کنا خطئین
قال سوف استغفر لکم
ربی انه هو الغفور
الرحیم فلما دخلو
اعلی یوسف اوی
الیه ابویه وقال
ادخلوا مصر ان
شاء الله امنین
ورفع ابویه علی
العرش وخروا له
سجدا وقال
یابت هذا تاویل
رءیای من قبل
قد جعلها ربی حقا وقد
احسن بی اذ اخرجنی
من السجن وجاء بکم
من البدو من
بعد ان نزغ الشیطن

لقوات ابیو جیفنہ ویرا الیو یو فل
عل صَوا ر یو دیبک عل صوا ر یو
عودو یا مر یشرال الیوسف امرنہ
هفعم احری راونی ات
نیک کی
عوذک حی

بینی وبین اخوتی ان ربی
لطیف لما یشاء انہ ھو العلیم
الحکیم. رب قد اتیتنی من
الملک وعلمتنی من تاویل
الاحادیث فاطر السمٰوٰت
والارض انت ولی فی الدنیا
والاخرۃ توفنی مسلما و
الحقنی بالصّٰلحین

ترجمہ

پس بنیامین اور اس کے بھائی روانہ ہوئے
اور یوسف نے اُن سے کہا راستہ میں ایک دوسرے
پر خفا نہ ہونا اور وہ مصر سے روانہ ہو کر کنعان
پہونچے اور اپنے باپ یعقوب سے ملے اور کہنے لگے
یوسف اب تک زندہ ہے اور سارے ملک مصر کا
حاکم ہے اور یعقوب کا دل دھڑکنے لگا کیونکہ اس کو
یقین نہ آیا اور انھوں نے یوسف کی سب باتیں
بیان کیں جو اس نے کہی تھیں اور جب اُس نے
وہ گاڑیاں دیکھیں جو یوسف نے لانے کے واسطے

ترجمہ

اور جب قافلہ مصر سے نکلا
تو انکے باپ نے کہا میں خوشبو
یوسف کی سونگھ رہا ہوں اگر
تم یہ نہ کہو کہ میں سٹھیا گیا ہوں
وہ بولے بخدا تو اپنی اُسی پرانی
دھن میں ہے. پھر جب
خوشخبری دینے والا آ پہنچا تو
کرتا اس کے مُنہ پر ڈال دیا
تو جس طرح پہلے دیکھتا تھا

بھیجی تھیں تو ان کے باپ یعقوب کا دل
باغ باغ ہو گیا اور اسرائیل کہنے لگا بس
کافی ہے۔ میرا بیٹا یوسف ابھی زندہ ہے
میں جاؤں گا قبل اس کے کہ مجھے موت آئے۔
اور اسرائیل سامان لے کر سفر کو نکلا اور بیر
شبع پہونچا اور اپنے باپ اسحٰق کے خدا کے
نام پر قربانی کی اور خدا نے شب کو رویا میں
اس سے کلام کیا اور کہا یعقوب! او یعقوب!
اور اس نے جواب دیا لبیک اور خدا کہنے لگا میں
خدا ہوں تیرے باپ کا خدا مصر جاتے ہوئے
کچھ خوف نہ کر کیونکہ میں تجھ سے ایک بڑی قوم
نکالوں گا میں تیرے ساتھ مصر چلتا ہوں۔
اور میں تجھے پھر واپس لاؤں گا اور یوسف
تیری آنکھوں پر ہاتھ رکھے گا اور یعقوب
بیرشبع سے اُٹھا اور بنی اسرائیل کو لے چلا
یعقوب ان کا باپ اُن کے بچے اور بیویاں
ان گاڑیوں میں جو فرعون نے لینے بھیجی تھیں
مع اس مال کے جو کنعاں سے لائے اور اسی
طرح یعقوب اور اس کی ساری اولاد مصر

دیکھنے لگا۔ کہنے لگا کیوں
میں نہ کہتا تھا کہ میں اللہ کی
طرف سے وہ جانتا ہوں جس
کو تم نہیں جانتے وہ کہنے لگے
اے باپ ہمارے گناہ بخشوا
بے شک ہم گنہگار رہتے اُس
نے کہا ہاں میں تمہارے لئے
اپنے رب سے بخشش چاہونگا
بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے
پھر جب یوسف سے ملے تو اس
نے اپنے والدین کو اپنے پاس
جگہ دی اور کہنے لگا خدا چاہے
تو اب مصر میں بے کھٹکے داخل
ہوا اور یوسف نے اپنے
والدین کو تخت پر بٹھایا اور سب
اس کے لئے سجدے میں جھک
پڑے اور اُس نے کہا اے
باپ جو خواب میں نے پہلے
دیکھا تھا اس کی تعبیر یہ ہے

پہنچی جس میں اس کے لڑکے۔ پوتے۔ بیٹیاں نواسیاں اور پورا قبیلہ مصر پہونچا اور اس نے یہودہ کو یوسف کے پاس آگے بھیجا کہ اس کا رخ سرزمین جشن کی طرف کردے اور وہ جشن پہونچے اور یوسف گاڑی پر سوار ہوکر اپنے باپ اسرائیل کے جشن میں پیشوائی کو آیا اور سامنے آکر گلے مل کر رونے لگا کچھ دیر تک اور اسرائیل یوسف سے کہنے لگا اب مجھے مرجانے دے میں نے تیری صورت دیکھ لی تو اب تک زندہ ہے۔

اللہ نے اس کو سچ کردکھایا اور مجھ پر یہ احسان کیا مجھ کو قیدخانے سے نکالا اور تم کو سب کو گاؤں سے لے آیا بعد اس کے کہ شیطان نے میرے اور بھائیوں کے درمیان فساد ڈلوایا۔ بیشک میرا پروردگار ہی جاننے والا ہے حکمت والا خداوندا تونے مجھے ملک میں سے دیا اور تعبیر خواب بھی سکھائی۔ اے زمین و آسمان کے پیدا کرنیوالے تو میرا والی ہے دنیا و آخرت میں مجھ کو اپنا تابعدار رکھکر دنیا سے اٹھالیا اور نیک بندوں سے مجھے ملادے۔

توریت میں حضرت یوسف کا پیغام سنکر حضرت یعقوب خوش خوش روانہ ہوتے ہیں اور سارے قبیلہ والوں کو جن کے نام فرداً فرداً توریت نے گنوائے ہیں اور جن کو ہم نے بخیال طوالت متن و ترجمہ سے خارج کردیا ساتھ لے جاتے ہیں راہ میں خداوند یہواہ بشارت دیتا ہے

کہ یعقوب میں تیرے ساتھ مصر چلتا ہوں اور تجھے پھر واپس لاؤں گا لیکن حضرت یعقوب کا انتقال مصر میں ہوا اور وہ واپس نہ آسکے ہاں ان کی نعش واپس آئی جیسا کہ اسی کتاب پیدائش کے باب ۵۰ میں لکھا ہے۔ بہر حال حضرت یعقوب سب کو لے کر مصر پہنچتے ہیں حضرت یوسف پیشوائی کو آتے ہیں پھر باپ بیٹوں کی ملاقات اور گلے مل کر رونا موثر طور پر بیان کیا ہے۔ اب قرآن میں دیکھو حضرت یعقوب کا دِل اندر سے آنے والی خوشی کی بشارت دیتا ہے۔ قاصد یوسف آتا ہے اور کرتہ منہ پر ڈالتا ہے کہ جن آنکھوں نے خون آلود قمیص دیکھ کر اشک کا دریا بہایا تھا وہ اب پیراہن یوسفی دیکھ کر فرط سرور میں کھل جائیں بیٹے اپنی خطا پر نادم ہو کر آپ سے سفارش چاہتے ہیں۔ آپ وعدہ کر کے سب کو ساتھ لے کر خوش خوش رَوانہ ہوتے ہیں حضرت یوسف خیر مقدم اَدا کرتے ہیں پھر والدین کو تخت پر بٹھاتے ہیں اور سب سجدہ تحیت و شکر میں گر پڑتے ہیں اس طور سے والدین کا فرق مراتب قائم کر کے حضرت یوسف اپنے خواب کے سچ ثابت ہونے پر اظہارِ مسرت کر کے شکر خدا بجا لاتے ہیں اور دُعا پر جس کے الفاظ نہایت موثر ہیں۔ اور مقام شکر اور قرب الٰہی کی سچی تصویر میں ختم کرتے ہیں۔

اتنی نیرنگیوں اور مصائب کے بعد بچھڑے ہوؤں کا خیر و خوبی کے ساتھ پھر ملنا اس داستان سرور کو حقیقت میں یہاں ختم کر دیتا ہے لیکن توریت میں اسکے بعد چار باب اور بڑھائے ہیں، حضرت یوسف باپ اور بھائیوں کو فرعون سے ملاتے ہیں اور سرزمین جشن میں قیام

کرتے ہیں اراضی دِلواتے ہیں پھر قحط سے مصریوں کی پریشانی کا تذکرہ ہے
پھر حضرت یعقوب مرض الموت میں مُبتلا ہوتے ہیں۔ حضرت یوسف اپنے
بیٹوں کو برکت حاصل کرنے لاتے ہیں۔ پھر حضرت یعقوب اپنے سب بیٹوں
کو جمع کرتے ہیں اور ایک لمبی چوڑی نظم میں ان سب کے واسطے
پیشگوئی کرتے ہیں اور وفات پاتے ہیں حضرت یوسف نعش مبارک
کو حنوط کر کے وطن لاکر دفن کرتے ہیں اور مصر واپس جاتے ہیں۔
اب بھائی پھر اندیشہ کرتے ہیں کہ کہیں یوسف بدلہ نہ لیں لیکن آپ
ان کو تسلی اور تشفی دیتے ہیں اور پھر بھائیوں کے سامنے وفات
پاتے ہیں۔ قرآن مجید نے قصہ کو دُعائے یوسف پر ختم کر کے پھر
تعلیم و تلقین شروع کی اور سورہ کا خاتمہ یوں کیا۔

لقد کان فی قصصھم عبرۃ	بے شک ان کے قصوں میں
لاولی الالباب ما کان حدیثًا	ارباب دانش کے لئے عبرت
یفتری ولکن تصدیق	تھی یہ بنائی ہوئی بات نہیں ہے
الذی بین یدیہ	بلکہ تصدیق ہے اس چیز کی جوان
وتفصیل کل شیء	کے پاس ہے اور تفصیل ہے ہر چیز
وھدی ورحمۃ لقوم	کی اور ایمان لانے والی قوم کیلئے
یومنون	ہدایت اور رحمت ہے۔

بے شک قرآن کا قصہ یوسف محض بنائی ہوئی داستان نہیں ہے
بلکہ مصدق قصہ توریت ہے اور اس کے ساتھ ہدایت اور رحمت ہے

اور یہی وہ خصوصیت ہے جو توریت کے بیان میں اب مغشوش پائی جاتی ہے۔ موازنہ ختم ہوچکا ارباب نظر غور کریں اور پھر خود ہی انصاف کریں کہ نوئلڈیکے کا اعتراض کس قدر واقعات کے خلاف اور بے جا تعصب پر مبنی ہے۔

نوئلڈیکے کے بقیہ اعتراض کے جواب میں

نوئلڈیکے نے اس کے بعد اور اعتراض بھی کئے ہیں مگر وہ محض عامیانہ ہیں۔ ہم نے کلام مجید کے متعلق جس قدر اس کتاب میں لکھا ہے اس کے مطالعہ کے بعد وہ اعتراض خودبخود رفع ہو جاتے ہیں۔ ہاں ایک اعتراض ایسا ہے جس کو ہم یہاں بیان کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ قرآن مجید کا دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ خالص عربی زبان میں نازل ہوا ہے لیکن اسمیں غیر زبانوں کے الفاظ بھی پائے جاتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نوئلڈیکے نے علم السنہ کے اصول سے یہاں بالکل چشم پوشی کی ہے۔ مکہ اس زمانہ میں ایک تجارتی شہر تھا اور کعبہ کی زیارت کو لوگ دور دور سے آتے تھے اور قریش ممالک غیر میں تجارت کرتے جاتے تھے اس لئے ان کی زبان بھی الفاظ کا لین دین کرتی تھی اور ممالک غیر کے الفاظ معرب ہو کر بے تکلف استعمال ہوتے تھے اور اس طرح جزو زبان ہو جاتے تھے کہ فصحا اور شعرا ان کو استعمال کرتے تھے۔ زندہ زبانوں کی نشوونما اور ترقی کا راز یہی ہے عبرانی اور سریانی کے برخلاف عربی اس زمانہ میں بھی زندہ زبان تھی اور اب بھی ہے، اس لئے قرآن میں جو زبان قریش

میں نازل ہوا ایسے الفاظ کا موجود ہونا اس کے دعویٰ کا منافی نہیں ہے خصوصاً جب زبان دانِ قریش نے اُس زمانہ میں یہ اعتراض نہیں کیا حالانکہ قرآن کو اساطیر الاولین سحر، کذب و افترا سب کچھ کہا لیکن یہ کبھی نہ کہا کہ اس کا دعویٰ "عربی مبین" غلط ہے اب اگر نوئلڈیکے ایسا کہتا ہے تو اس سے خود اس کا عربی دانی کا دعویٰ محض لاف وگزاف رہ جاتا ہے۔

نوئلڈیکے نے اس ضمن میں یہ بھی لکھدیا ہے کہ اکثر جگہ ان الفاظ غیر زبان کے معنی قرآن میں اصل کے خلاف غلط مذکور ہیں۔ مثلاً علیتون کے معنی عبرانی میں برتر اور اعلےٰ کے ہیں اور توریت میں خدا کا نام لیکن قرآن کے سورہ مطففین میں بمعنی آسمانی کتاب کے ہیں۔

نوئلڈیکے کی یہ غلط فہمی ہے قرآن مجید میں یہ لفظ یوں واقع ہوا ان کتب الابرار لفی علیین وما ادراك ما علیون کتب مرقوم یشهده المقربون علیون علیین کی دوسری شکل ہے اس کا مادہ علو جس کے معنی وہی ہیں جو عبرانی میں ہیں[1] توریت میں اس کا استعمال یوں ہوا ہے وھوکھن لال علیون اور وہ خدائے تعالےٰ کا کاہن تھا۔ ترجمہ توریت پیدائش ۱۴/۱۸ میں العلیون بمعنی خدائے تعالےٰ لکھے ہیں جس کا عربی مترادف العلی ہے۔ دیکھو علیون یہاں آل کی صفت ہے۔ یہود میں خدا کا اسم ذات یہوہ تھا جیسے عربی میں اللہ اور عام لفظ خدا کے واسطے ال اور بصورت جمع الوہیم۔ اسم صفت میں

---

[1] تفسیر ابن جریر جلد ۳ صفحہ ۶۴-۶۵

الشدائے بمعنی قدیر وقا ور استعمال ہوتا تھا اور علیون بمعنی برتر اور اعلیٰ
قرآن مجید میں جس طرح وما ادراک ما سجین کتٰب مرقوم
فرمایا ہے اس کے مقابلہ میں علیین و علیون کو کتٰب مرقوم کہا ہے جس کے
معنی بروایت ابن عباسؓ "جنت" وبروایت کعبؓ وقتادہؓ "قائمہ
جانب راست عرش" وبروایت ضحاکؓ "سدرۃ المنتہی" غرضکہ سب میں
لفظی معنی کی مناسبت کالحاظ ہے (تفسیر ابن جریر)
الغرض یورپ نے باوجودیکہ آج کل علمی ترقیوں کی شہ نشین پر ہے
لیکن قرآن مجید کے متعلق اپنی روش وہی رکھی ہے۔ پہلے اگر جہالت تھی۔
تو اب دانستہ انکار وجود۔

قرآن مجید صحف سماوی کا "مہیمن" ہے

بائبل اگرچہ اس کے محققین کے نزدیک محرف
ہے لیکن پھر بھی اس کی حمایت کی جاتی ہے قرآن مجید اگرچہ صحف سماوی
کا "مہیمن" یعنی امین ہے اور خود بھی محفوظ ہے لیکن پھر بھی ہر کس و ناکس
اس کی مخالفت پر تُلا بیٹھا ہے یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم
واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون
خیر اگر مخالفین قرآن بمصداق کل حزب بما لدیہم فرحون
اپنے اپنے صحف سے وابستہ ہیں۔ تو اس قدر اور ٹھنڈے دل سے
سُن لیں پھر اختیار ہے۔
قل یا اھل الکتٰب تعالوا کہہ دے اے اہل کتاب آؤ ایک

لہ انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن جلد ششم صفحہ ۲۵۳

الی کلمۃ سواء بیننا	سیدھی بات پر ہمارے تمہارے
وبینکم الا نعبد الا اللہ	درمیان کی۔ یہ کہ بندگی نہ کریں مگر
ولا نشرک بہ شیئاً ولا یتخذ	اللہ کی اور کسی کو اس کا شریک
بعضنا بعضاً اربابا من دون	نہ ٹھہرائیں اور اللہ کے سوا ایک
اللہ فان تولوا فقولوا اشھدو	ایک کو آپس میں رب نہ ٹھہرائیں
ا بانا مسلمون	پھر اگر وہ قبول نہ کریں تو کہدو شاہد
	رہو کہ ہم حکم کے تابع ہیں۔

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

اشاریہ

فہرست اُن کتابوں کی جن سے اس کتاب کی تالیف میں مدد لی گئی

تفاسیر کبیر، کشاف، ابن جریر الطبری، خازن، سراج المنیر، ابن کثیر، مجمع البیان الطبرسی، صافی، اتقان، فوز الکبیر، بیضاوی، مدارک، معالم، روح المعانی میزان الاعتدال ذہبی، صحیح بخاری، صحیح مسلم، فتح الباری، تقریب التہذیب ابن حزم کتاب الفصل، فتوح البلدان بلاذری۔ ابن خلکان۔ الفہرست ابن ندیم کشف الظنون، شرح نخبۃ الفکر، سراج القاری، آثار عجم خطبات احمدیہ، علم الکلام۔

(حوالے کی انگریزی کتابیں)

Wellhausen. History of Israil and Judah.

Jewish Encyclopaedia.

Chagigah, Talmud. Tr. by Rev. A. Streane.

Aprocrypha. Tr. by Charles Oxford Press, 1913.

Variorum Reference Bible.

Thomson. History of English Bible.

Encyclopaedia of Religion and Ethics.

„ **Britannica.**

„ **Biblica.**

„ **Islam.**

Josephus: Antiquities.

Helps to the Study of Bible. Oxford Press.

S. Edwards. Old Testament.

Westcott. Historic Faith.

„ Introduction to the History of Gospels.

Harnack. What is Christianity?

Eusibius. Ecclesiastical History, Tr. by Rev. C. Cruse.

Mosheims. Do. do.

Berkitt Earily Eastern Christianity.

" History of Bible.

Graetz. History of Jews.

B. Cowper. The Apocryphal Gospels.

Weinel and Widgery. Jesus in the 19th century and after.

P. Vivian. The Churches and Modern thought.

E. Clodd. Jesus of Nazareth:

Driver. Introduction to the Bible.

C. Taylor. Sayings of the Jewish Fathers.

Kantzsoh. Literature of the Old Testament.

Lightfoot. Apostolic Fathers.

Von Soden. The Books of the New Testament.

Noldeke. Sketches from Eastern History.

Steindroff. Religion of the Ancient Egyptains.

H. Hirschfeld. New Researches into the Composition an Exegesis of the Quran.

E. Sell. The Historical Development of the Quran.

Muir. The Quran.

Sale. Do:

Margoliouth. Life of Mohammed.

Tylor: Anthropology.